لیس البر ان تولوا وجوهکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من آمن بالله والیوم الاخر والملئکة والکتب والنبیین

حصۂ اول

معیار الحق

معروف بہ

دلائل قاطعہ

فی معرفۃ

فرقۂ ناجیہ

جسکے دیکھنے سے یہ معلوم ہو جائیگا کہ ایمان و اسلام کسکو کہتے ہین اور کلمہ گو و اہل قبلہ ہونا کیا چیز ہی۔ اور یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ فرقۂ ناجیہ کی علامت و نشانی کیا ہی۔ انھین علامت و نشانی کو پیش نظر رکھکر ہر مبصر بآسانی اس امر کو معلوم کر لیگا کہ تہتر فرقے مین فرقۂ ناجیہ کون ہی

باہتمام محمد عبد الولی ابن علامۂ آسی مولانا مولوی عبد العلی صاحب مدراسی مرحوم و مغفور

آسی پریس محمود نگر لکھنؤ مین چھپا

«کارخانہ کی بڑی فہرست ۱ر کے ٹکٹ پر بھیجی جائیگی»

فہرست بعض کتب مناظرہ ومباحثہ مذہبی مطبوعہ اصح المطابع آسی پریس

فتح المبین مع تنبیہ الوہابیین وغیرہ (اُردو) اس کتاب مین محدثانہ تحقیق سے اُن تمام مسائل کی تحقیق کی گئی ہے جنمین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر مخالفت حدیث کا الزام لگایا جاتا ہے اور اُنپر جو دوسو اعتراضات غیر مقلدین نے کیے تھے اُن سب کا نہایت کافی ووافی جواب درج ہے۔ رسالہ تنبیہ الوہابیین مین بڑی تحقیق سے تقلید شخصی کا وجوب احادیث صحیحہ سے ثابت کیا ہے اس کتاب کے صحیح ولازم العمل ہونے پر علمای حرمین شریفین اور ہندوستان کے تمام علما کی مہرین اور تقاریظ ہین۔ مواہیر کی تعداد ۴۰۰ ہے قیمت .... (۱۲؎)

نصرۃ المجتہدین مع حمایۃ المقلدین (اردو) یہ کتاب ردفرقہ وہابیہ مین پہلے بھی چھپی تھی اب بعد نظر ثانی ودرستی عبارت واضافہ رسالہ وجواب الجواب موسوم بہ حمایۃ المقلدین دوبارہ بہت خوبی وخوش اسلوبی سے چھاپی گئی ہے قیمت .... (۸؎)

نصر المقلدین مع جامع الشواہد (اُردو) وہابیونکی تردید مین بےمثل کتاب ہے رسالہ جامع الشواہد مین مشاہیر علما کے دستخط ومہرین ہین آخر مین ایک الزامی مضمون یعنی بخاری ومسلم کے روات پر علمای جرح وتعدیل نے جو جرحین کی ہین اُن سب کا تذکرہ ایک ترتیب دار جدول مین مندرج ہے قیمت .... (۸؎)

تعزیر المفتری (اُردو) اس کتاب مین اکابر علمای حنفیہ پر جو اعتراضات وارد ہوتے ہین اُن سب کی معقول تردید اور مقلدین امام اعظم رح کی قرآن وحدیث سے تائید کی ہے قیمت .... (۳ر)

وہابی نامہ وہابیونکی تاریخ حرمین شریفین سے اُنکا بھاگنا، عساکر سلطانی سے شکست کھانا مع اُن کے عقائد کی توضیح کے فارسی مین بطرز سکندر نامہ نظم ہے قیمت .... (۸ر)

دیوان حنفی یہ دیوان بلاغت عنوان فارسی زبان مین ہے حنفیت کی تائید اور وہابیت کی تردید مین قابل دید ہے غیر مقلد کی ہر غزل کا رد اسی بحر وقافیہ مین مقلد کی طرف سے مرقوم ہے قیمت .... (۸ر)

سیف المقلدین یہ کتاب مولانا عبد الجلیل صاحب لیتنادی نے فارسی زبان مین تالیف فرمائی ہے اور اُن شبہات کی تحقیق کی ہے جو حضرات غیر مقلدین کے دلون مین مذہب حنفیہ کی جانب سے پیدا ہوتے ہین بڑی بےتعصبی سے محققانہ طرز پر تمام اعتراضات کا جواب دیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اجتہادات ہرگز قرآن وحدیث سے مخالف نہین ہر بات کی دلیل دی ہے اور ہر دلیل کی سند لکھدی ہے امام صاحب کی سوانح عمری ودیگر ائمہ مذہب کے حالات وواقعات ومناظرات علمی ولطائف وظرائف وغیرہ بھی علم الرجال اور تاریخ کی کتابون سے جمع کر دیے ہین کتاب کی عبارت صاف وسلیس ہے اور ۲۴۰ صفحون پر تمام ہے قیمت .... (۱۲؎)

مباحثہ کارروائی سنی وشیعہ (اردو) یہ مباحثہ پنڈت جگت پرشاد شاستری انتخاب ہند کے سامنے فریقین مین ہوا تھا روزانہ تقریرین جو فریقین کے دستخط سے پنڈت صاحب کے سامنے قلمبند ہوجاتی تھین اس کارروائی مباحثہ مین بجنسہ شائع کی گئی ہین قیمت صرف .... (۱ر)

حمایت الحق (اُردو) اس کتاب مین فاضل مصنف نے مقلدین اور اہل حدیث کے متنازع مسائل کے مابین چند امور تنقیح طلب قرار دیکر تحقیق حق کی ہے طرز بیان محققانہ ہے .... (۴ر)

ملنے کا پتہ۔ دفتر البیان۔ لکھنؤ۔

یَا فَتَّاحُ الْعَلِیْمُ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی خلق السموات العلی ❊ الرحمن علی العرش استوی ❊ والصلوۃ والسلام علی رسولہ سیدنا محمد ن المصطفیٰ خیر البریۃ والوریٰ ❊ ارسلہ اللہ الی کافۃ الخلق بالھدیٰ ❊ وعلی الہ الذین ھم سفن النجاۃ فمن رکبھا نجیٰ ❊ واصحبہ الذین ھم نجوم الھدیٰ فمن اقتدی بھم فقد اھتدی ❊ رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین **امابعد** واضح ہو کہ اس زمانہ شر القرون مین مذہبی دنیا کی عجیب حالت ہے خصوصاً ملک ہندمین بدمذہبی کا فتنہ اسلام پر باد مخالف کے کیسے کیسے جھونکے چل رہے ہین کہ الحفیظ والامان۔ مگر الحمد للہ اسلام وہ دین ہے کہ جو اسپر گرا وہ کٹ گیا اور جس پر یہ گرا وہ پس گیا اور پامال ہوگیا۔ حق تو یہ ہے کہ اگر اسلام اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام نہوتا۔ تو صفحہ ہستی پر اُس کا نام ونشان بھی باقی نہ رہتا۔ تاریخ دان پر یہ امر مخفی نہین ہے کہ ظہور اسلام کے روز اوّل سے آج تک اُس کے دشمنون نے کیسے کیسے حملے کیے اور کیسی کیسی اجتماعی قوتون اور انتہائی کوششون سے اسلام کے مٹا دینے کی تدبیرین کین۔ مگر بحمد اللہ تعالیٰ آفتاب اسلام اپنی کمال عظمت وجلالت کے ساتھ تابان ودرخشان اور لیظہرہ علی الدین کلہ کا جلوہ نمایان ہی رہا۔ الحمد للہ کہ ہر ہر گوشہ زمین پر آفتاب اسلام پرتو افگن ہے بڑے بڑے سربلند پہاڑون کی چوٹیون سے گزر کر دریا دین اسلامی نقارے کی آواز گونج رہی ہے اور اُس کی سطوت وشوکت کی ہیبت کفار کے دلون پر چھائی ہوئی ہے۔ آفتاب اسلام کی عظمت وجلالت سے بڑے بڑے شیر چشمون کی نگاہین خیرہ ہو رہی ہین۔ مخالفین اسلام کے علاوہ دوست نما دشمنان دین کے حملون سے بھی کبھی اسلام کو مہلت نہ ملی اس غریب الوطن اسلام پر جب کوئی قابو نہ چلا تو بیدینون نے اسلامی صورت بنا کر اسلامی جامہ پہن کر بڑے بڑے خطرناک حملے کیے جن کی سطحی نظر تھی ظاہر صورت دیکھکر اور اُن کے اندرونی راز کے ادراک سے قاصر رہکر

چشم زخم اوٹھالیا بلکہ اُٹھاتے جاتے اور ٹھوکر پر ٹھوکر کھاتے جاتے ہین مگر افسوس ہوشیار و بیدار نہین ہوتے لیکن وہ مخلصین جن کے لیئے وعدہ آلٰہی ہوچکا ہے اِنَّ عبادِی لیس لک علیھم سُلْطٰن وہ اُنکے مکروزور سے بچتے رہے اور باوجود مخالفونکے کمال کوششونکے الحق یعلوا و لا یعلیٰ اسلام غالب ہی ہوکر رہا اور رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ زمانۂ موجودہ کہ سنہ ۱۳۲۳ھ ہی دیکھئے تو طرح طرح کے فتنے نئے نئے خیالات نئے نئے اعتقاد بدمذہبی کا طوفان برپا ہی اگر محافظ حقیقی دستگیری نفرمائے تو مومن کو اپنا ایمان سنبھالنا سخت مشکل ہی۔ ہر ایک کی زبان پر قال اللہ و قال الرسول ہی بزعم خود دوسرون کی تضلیل و تکفیر اور ہر ایک کو دعویٰ کہ ناجی اور جنت کے وارث ہم ہی ہین کل حزب بما لدیھم فرحون۔ اور یہ امر مخفی نہین کہ فرقہ ناجیہ ایک ہی ہے ما انا علیہ و اصحابی مگر لوگ اس سے بے خبر ہین اور نہین خیال کرتے۔ من اضلُّ ممن اتبع ھَوَاہُ

سوال جب ہر فرقہ مدعی نجات ہے تو یہ کیونکر امتیاز ہو کہ کون فرقہ ناجی اور کون ناری ہے

جواب - ایعزیز میرے نبوت ختم ہوچکی اور دین اسلام اتم و اکمل ادیان کے احکام قائم ہوچکے ناقص و ناتمام نہین رہے۔ ہمارے ہادی برحق حضور احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی روشن ہدایتین ہمارے پیش نظر ہین کتاب و سنت سے حق و باطل ہدایت و ضلالت کا فیصلۂ کامل ہوچکا حالت منتظرہ باقی نہین رہی پس طالب حق اور صاحب عقل سلیم اگر بہ نظر انصاف منصف مزاج ہوکر دیکھے گا تو کالشمس فی نصف النہار سے بھی زیادہ تر روشن پائیگا اور معلوم کرلیگا کہ کون ناجی ہے اور کون ناری۔ اے ایمان والو آؤ ہم تمہارے خالق یکتا مالکِ ارض و سما صاحب عرش و کرسی کا فرمان سنادین اور حضور سرور انبیا محبوب خدا علیہ التحیتہ و الثنا کا ارشاد بتادین۔ اگر تعصب و عناد سے یکسو ہوکر بہ نظر انصاف طالب حق ہوکر دیکھو گے تو بہ چشم سر عیان دیکھو گے کہ حق و باطل کیا ہے اور ناجی یا ناری کون ہے بعون اللہ و توفیقہ اب ہم چند مقدمے ترتیب دیتے ہین۔ اے حضرات آپ مذھبی پابندی سے نہین بلکہ بحیثیت ایک منصف کے ملاحظہ فرمائین حق سے باطل کو امتیاز دیجیئے اور راہ نجات کو نار سے جدا کیجیئے یہ مقدمات ہی محک و معیار ہین کھوٹے کھرے اور حق و باطل کی۔ اس پر آپ ہر فریق کے اصول مذہب کو پیش کرکے موازنہ کیجیئے جو اُس کے موافق ہو وہ ناجی ہے اور جو مخالف ہے وہ ناری ہے

و اللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ وَھُو الموفق و المعین و علیہ توکلت و بہ نستعین ؛

مقدمۂ اوّل - ایمان و اسلام کسکو کہتے ہین اور مومن و مسلمان ہونا کیا ہے۔ جاننا چاہیے کہ اللہ تعالےٰ جلشانہ یہود و نصاری جو اپنے تئین اہل قبلہ کہتے ہین اُن کے رد مین ارشاد فرماتا ہے لیس البران تولوا وجوھکم قبل المشرق و المغرب ولکن البر من اٰمن باللہ و الیوم الاخر و الملٰئکۃ و الکتب و النبیّن واضح ہو کہ بِر - اسم جامع ہے ہر طاعت و اعمال خیر کو جو موجب ثواب اور مودی الی الجنۃ اور باعث تقرب آلٰہی ہو چونکہ یہود بیت المقدس کے مغرب کی طرف اور نصاریٰ مشرق کی طرف نماز پڑھتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ یہی بر و نیکی ہے لہذا اُن کے زعم کو اللہ تعالےٰ رد فرماتا ہے کہ نہین ہے نیکی یہ کہ تم منھ کرو مشرق اور مغرب کیطرف لیکن نیکی یہ ہے یا نیک وہ ہے جو ایمان لاوے اللہ تعالےٰ پر اور دن قیامت پر اور فرشتون پر اور کتابون پر اور پیغمبرون پر **ف** ایمان کو خاص فرمایا ان پانچ چیزون پر جن کے ضمن مین بہت سی چیزین ہین کہ اُن کی تصدیق اہل ایمان پر لازم ہی (خازن و التفصیل فی تفسیر کبیر وغیرہ) کفر و اسلام مین یہی چیزین مابہ الامتیاز ہین۔ شریعت مطہرہ اپنی اسی پاکیزہ تعلیم سے۔ کافر الکفر کو مومن اور مشرک انجس کو موحد بناتی ہے۔ دیکھو ایمان مفصل اٰمنت باللہ و ملٰئکتہ و کتبہ و رسلہ و الیوم الاخر و القدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ و البعث بعد الموت

تعریف ایمان کی فقہا کرام یہ فرماتے ہین الایمان تصدیق بالقلب و اقرار باللسان یعنی ایمان تصدیق کرنا دل سے اور اقرار کرنا زبان سے ہے اور کس چیز کی تصدیق التصدیق بما جاء بہ النبی من عند اللہ یعنی تصدیق ہر اُن امور کی جو لائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی طرف سے (۳) عقائدُ الاسلام مین ہے۔ پوشیدہ نہ رہے کہ ایمان عبارت ہے تصدیق اور اطمینان قلبی سے اور اقرار شرط ایمان ہے نزدیک امام ابو منصور ماتریدی اور جمہور محققین کے انتہیٰ الغرض یہ صفت اور تعریف ہے ایمان کی۔ پس جس نے زبان سے اقرار کیا اور دل سے تصدیق نہ کی اُس کو شریعت نے منافق کہا ہے (۴) اذا جاءک المنفقون قالوا نشھد انک لرسول اللہ ط و اللہ یعلم انک لرسولہ و اللہ یشھد ان المنفقین لکذبون علی خلاف ما فی قلوبھم فیما اضمروہ مخالفا لما قالوہ (جلالین) چونکہ منافقون کے دلون مین تصدیق نتھی لہذا فرمایا کہ اللہ تعالےٰ جانتا ہے کہ منافقین کاذب ہین جو کچھ وہ اقرار کرتے ہین وہ مخالف ہے اُن کے

پہلا مقدمہ ایمان و اسلام کی حقیقت مین

مافی الضمیر کے ؀ پس مستوجب ہین وہ عذاب الیم کے (۵) ان المنفقین فی الدرك الاسفل من النار وھو

تعرھا ولن تجد لھم نصیرا مانعاً من العذاب الا الذین تابوا من النفاق واصلحوا اعملھم واعتصموا

وثقوا باللہ واخلصوا دینھم للہ من الریا فاولئك مع المومنین فیما یوتونہ فی الاخرۃ (جلالین) خلاصہ

یہ کہ منافقون کے لیئے قعر جہنم ہے جس مین سخت عذاب ہے اور ہرگز عذاب سے بچانے والا کوئی نہین مگر

یہ کہ وہ توبہ کرین نفاق سے اور سنوارین اپنے اعمال کو اور اعتماد کرین اللہ پر اور خالص کرین اپنے دین کو

اللہ ہی کے لیئے ریا وغیرہ سے تب وہ لوگ ایمان والون کے ساتھ ہونگے اجر مین قیامت کے دن **ف**

اے حضرات یہ وعید و تہدید اُن کے لیے ہی جو حضور سید المرسلین کی معیت مین نماز ادا کرتے میدان جنگ

مین کافرون سے جہاد کرتے۔ باانیہمہ اُن کے لیے جہنم مین اشد عذاب بسبب اس کے کہ اُن کے دلون مین

تصدیق نتھی۔ قزمان وغیرہ منافقین کا کیا حشر ہوا کتب سیر کو دیکھو۔ اُسیطرح جس کے دل مین تصدیق تھی مگر بسبب

عناد کے اُس نے جحد و انکار کیا وہ بھی کافر رہا جیسے اکثر یہود خیبر وغیرہ مثل حُیَیّ بن اخطب و یاسر بن اخطب کے

نقل حضرت ام المومنین صفیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتے ہین کہ مین اپنے باپ و چچا کے نزدیک محبوب

ترین اولاد تھی جس دن حضور سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم مدینۂ منورہ مین رونق افروز ہوئے تو

دونون آپ کو دیکھنے کو گئے اور اول صبح سے تا غروب آفتاب آپ کی ملازمت مین رہے بعد اُس کے جب

رات کو آئے تو اتنے تھکے تھے کہ آتے ہی آرام کے لیے لیٹ گیئے مین اپنی عادت کے موافق اُن کے پاس

گئی مگر وہ دونون میری طرف متوجہ نہوئے۔ اس درمیان مین میرے چچا نے میرے باپ سے کہا اُھُوَ ھُوَ

یعنی یہ وہی پیغمبر آخر الزمان ہین جن کی تعریف ہمنے توریت مین پڑھی ہے۔ میرے باپ نے کہا کہ ہان قسم ہے

خدا کی۔ پھر چچا نے کہا کہ خوب یقین ہے اس بات مین کہ یہ وہی ہین اُس نے کہا نعم واللہ انہ ھو ہان

قسم ہے خدا کی یہ وہی ہین۔ چچا نے کہا تو اپنے دل مین اُن کی طرف سے کیا پاتا ہے محبت یا عداوت اوسنے

کہا العداوۃ واللہ پھر جبتک زندہ رہے دونون شقی حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا کی عداوت مین سرگرم

رہ کر خسر الدنیا والاخرہ ہوئے (جذب القلوب سیرۃ النبویہ) اور مثل ان کے بکثرت شقی عذاب ابدی کے

سزاوار ہوئے ایسے ہی لوگون کی نسبت اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے الذین اٰتینا ھم الکتٰب یعرفونہ

کما یعرفون ابناء ھم وان فریقا منھم لیکتمون الحق وھم یعلمون یعنی جن کو دی ہے ہمنے کتاب وہ

جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا پہچانتے ہین جیسا کہ وہ پہچانتے ہین اپنی اولاد کو بذریعہ نعت

وصفت حضور کے جو اُن کی کتابون مین مذکور ہین۔ فرمایا حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہ

البتہ و تحقیق پہچان لیا ہمنے آپکو جبکہ دیکھا۔ جیسا کہ پہچانتے ہین ہم اپنی اولاد کو اور ہماری معرفت حضور کے لیے

بہت زیادہ ہے (جلالین) الغرض باوجود معرفت کے جنھون نے جحد و انکار کیا وہ بھی کافر ہوئے۔

یلبا وجود تصدیق کے جس نے ادائے شہادت نکیا اور آپکی اتباع و پیروی کو اپنا باعث ننگ و عار سمجھا۔

جیسے ابو طالب وغیرہ وہ بھی کافر ہے **المختصر** جو احکامات حضور سرور عالم فخر آدم و بنی آدم صلی اللہ تعالےٰ

علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالےٰ جلشانہ خالق ارض و سما مالک عرش و کرسی کی طرف سے لائے اُن سب کی دل سے

تصدیق کرنے کا نام ایمان ہے اور زبان سے اُس کا اقرار و اظہار شرط ایمان۔ جس کسی نے اُس مین شک و ریب

کیا یا جحد و انکار کیا وہ مومن ہی نہین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما المومنون الذین امنوا باللہ ورسولہ ثم لم

یرتابوا واضح ہو کہ اِنَّمَا کلمۂ حصر ہے۔ یعنی مومن وہی لوگ ہین یعنی اپنے ایمان مین سچے جو ایمان لائے اللہ اور

رسول پر ثم لم یرتابوا لم یشکوا فی الایمان (جلالین) اس جملہ کو بصیغۂ نفی جحد بلم فرمایا یعنی مطلقا نفی کے

یعنی پھر مطلقاً نہین شک کیا اونھون نے ایمان مین **ف** پس معلوم ہوا کہ شک و ریب منافی ایمان ہے

لہذا تصدیق و یقین کا نام ایمان ہے ؀ فتدبر

المقدمۃ الثانیہ فی بیان اھل القبلۃ

علامہ فخر رازی تحت آیہ کریمہ لیس البر کے فرماتے ہین ان استقبال القبلۃ لا یکون برًا اذا لم یکن

مقارنہ معرفۃ اللہ وانما یکون برًا اذا اتی بہ مع الایمان وسائر الشرائط کما ان السجدۃ لاتکون

من افعال البر الا اذا اتی بھا مع الایمان باللہ ورسولہ فاما اذا اتی بھا بدون ھذہ الشروط فانھا

لاتکون من افعال البر (تفسیر کبیر) خلاصہ عبارت یہ ہے کہ مجرد استقبال قبلہ نیکی نہین جبکہ نہو مقارن

اوسکے معرفت معبود حقیقی کی اور جز این نیست کہ استقبال قبلہ ساتھ ایمان اور اُس کے تمام شرائط کے ہو تو

وہ نیکی ہے۔ جیسا کہ مجرد سجدہ افعال نیک سے نہین مگر جبکہ ہو اللہ و رسول پر ایمان کے ساتھ انتہی۔

ملا علی قاری فرماتے ہین۔ ثم اعلم ان المراد باھل القبلۃ الذین اتفقوا علی ما ھو من ضرورات الدین کحدوث العالم وحشر الاجساد وعلم اللہ بالکلیات والجزئیات وما اشبہ ذلک من المسائل المبھمات فمن واظب طول عمرہ علی الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم او نفی الحشر او نفی علمہ سبحانہ تعالی بالجزئیات لا یکون من اھل القبلۃ (شرح فقہ اکبر) یعنی پس جان تو کہ تحقیق مراد اہل قبلہ سے وہ ہین جنھون نے اتفاق کیا ہے اُن چیزون پر جو ضروریات دین سے ہین جیسے حادث ہونا عالم کا اور حشر اجساد اور علم الٰہی کا محیط ہونا کلیات اور جزئیات کو اور جو کچھ کہ مثل اس کے ہے پس جو شخص مواظبت کرے تمام عمر طاعت وعبادت پر باوجود اعتقاد قدم عالم یا نفی حشر اجساد یا نفی علم باریتعالی ساتھ جزئیات کے نہوگا وہ اہل قبلہ سے ۳ در المختار کے قول۔ وکل من کان من اھل قبلتنا لا یکفر بھا کے حاشیہ مین لکھتے ہین ای بالبدعۃ المذکورۃ المبینۃ علی شبھۃ اذ لا خلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام من حدوث العالم وحشر الاجساد ونفی العلم بالجزئیات وان کان من اھل القبلۃ المواظب طول عمرہ علی الطاعات کما فی شرح التحریر (رد المحتار ص) اس عبارت کا مطلب بھی فقہ اکبر کی شرح کے مطابق ہے جو اوپر مذکور ہوئی۔ بلکہ یہ تصریح ہے جو کہ ضروریات دین کا منکر ہو اُس کے کفر مین اختلاف ہی نہین اگرچہ تمام عمر وہ طاعت وبندگی مین مصروف رہے۔

فاحفظ ولا تکن من الجاحدین

المقدمۃ الثالثۃ فی احکام المبتدعین

درمختار مین ہے (ومبتدع) اے صاحب بدعت وہی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندۃ بل بنوع شبھۃ؛ یہ تعریف ہے اہل بدعت کی یعنی بدعت یہ ہے کہ معتقد ہونا خلاف اُس کے جو معروف ہے رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے قال الشامیؒ؛ جیسے پیرون پر مسح کرنا اور مسح خفین سے انکار کرنا شیعون کا؛ (رد المختار) مگر یہ خلاف بہ سبب عناد کے نہ ہو بلکہ بہ سبب شبہ کے ہو۔

(قولہ لا بمعاندۃ) اما لو کان معاندا للادلۃ القطعیۃ التی لا شبھۃ لہ فیھا اصلا کانکار الحشر او حدوث العالم ونحو ذلک فھو کافر قطعا؛ (رد المحتار) الغرض انکار

حشر اور قدم عالم کا قائل کافر ہے؛ کیونکہ یہ نصوص قطعیہ کا انکار ہے اس مین تاویل وشبہ کی گنجائش نہین ۲ درمختار مین ہے۔ (وان) انکر بعض ما علم من الدین ضرورۃ (کفر بھا) کقولہ ان اللہ تعالی جسم کالاجسام (وانکارہ صحبۃ الصدیق) قال الشامی؛ وفی الفتح عن الخلاصہ وان انکر خلافۃ الصدیق او عمرؓ فھو کافر؛ رد المحتار ص یعنی اور اگر انکار کرے خلافت صدیق اکبر یا فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہما کا وہ کافر ہے وھکذا فی کبیری شرح منیہ؛ ۳ تورپشتی مین ہے؛ آنچہ بر قانون اصول دین مستقیم است آنست کہ نظر کنیم کہ اگر مبتدع تاویلے کند کہ مفضی باشد بمخالفت نص ظاہر از کتاب یا از سنتی ثابت کہ عذر باوجود آن منقطع باشد یا رد آنچہ امت اجماع کردہ باشد تکفیر وے روا باشد زیرا کہ وے حق را بے عذر از سر عناد واحتراز نگذاشتہ است وبی ضلالت گرفتہ؛ انتہی؛ مولانا عبد العلیؒ بحر العلوم تنویر المنار مین لکھتے ہین۔ حکمیکہ ثابت باجماع قطعی است منکران کافر است مطلقا نزد مشایخ بلخ وبخارا تا آنکہ فتوی دادہ اند بکفر روافض بجہت انکار امامت افضل الصدیقین وتضلیل سابقین اولین از مہاجرین وانصار باوجود ثبوت فضل ایشان بنصوص قطعیہ واحادیث متواتر المعنی واجماع قاطع در ہر عصر (رسالہ رد روافض لمولای ومرشدی حضرت مولوی محمد رضا علی رحمۃ اللہ علیہ) ۵ کتب عقائد مین مذکور ہے۔ واستحلال المعصیۃ واستخفافھا کفر (تکمیل الایمان للشیخ الدھلوی) ۵ شرح مقاصد مین ہے واما استحلال المعصیۃ بمعنی اعتقاد حلھا فکفر صغیرۃ کانت او کبیرۃ وکذا الاستھانۃ؛ انتہی؛ یعنی گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ اُس کو حلال جاننا اور ہلکا سمجھنا کفر ہے؛ فاحفظ۔

تنبیہ۔ حضرات ناظرین اس جگہ اُن حضرات کے قول پر توجہ فرمائین جو بے ساختہ فرما دیا کرتے ہین۔ من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذلک المسلم یعنی جو ہماری سی نماز پڑھے اور ہماری قبلہ کا استقبال کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے پس وہ مسلمان ہے یہ کہنا کہان تک صحیح ہے بیان مذکورہ بالا مین کتب عقائد اور کتاب وسنت سے یہ امر محقق ہوگیا کہ نہ مجرد استقبال قبلہ مسلمان ہونے کے لئے کافی ہے اور نہ باوجود انکار ضروریات دین کے کلمہ پڑھنا مسلمان ہونے کو کفایت کرتا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو لوگ منافق نہ کہے جاتے اور نہ دین سے خارج کیے جاتے۔ حالانکہ وہ حضور کی اقتدا مین نماز پڑھتے تھے اور

آپ کی معیت میں جہاد کرتے تھے باایں ہمہ اُن کے لیے فی الدرک الاسفل من النار ارشاد باری ہے۔
غرض یہ کہ لزوم کفر سے کفر ہی لازم آتا ہے اور انسان بے دین ہو جاتا ہے۔ میری یہ غرض نہیں کہ کسی کو کافر
کہنے کی کوشش کروں۔ کلا واللہ ہرگز نہیں میں کسی کو کافر کہکر مسلمان بننا نہیں چاہتا بلکہ لزومات کفر جس سے
کفر لازم آئے اُس کو بتا دینا چاہتا ہوں تاکہ برادران دین اُس سے بچیں کیونکہ طاعت و بندگی موقوف ہے
ایمان پر اور ایمان موقوف ہے صحت اعتقاد پر جس کا اعتقاد صحیح نہیں وہ مومن نہیں اور جو مومن نہیں اُسکی
طاعت مقبول نہیں۔ فتدبر

المقدمة الرابعة ان ارتکاب الکفر یلزم الکفر ولو صلی و صام

روایت ہے۔ قتادہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے لئے تشریف لیجا رہے تھے
اور کچھ منافق بھی ساتھ میں تھے باخود وہ کہنے لگے حضور کی شان اقدس میں یرجوا ہذا الرجل ان یفتح قصور
الشام وحصونها هيهات هيهات۔ یعنی امید کرتا ہے یہ شخص کہ فتح کرے شام کے محلوں اور قلعوں کو
یہ دور اور بعید ہے۔ پس مطلع فرمایا اللہ تعالے نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر تو حضور نے اُن سے دریافت
کیا تو انھوں نے عذر وحیلہ کیا پس اللہ تعالے نے صاف لفظوں میں فرمایا لاتعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم
یعنی نہ عذر کرو بیشک تم نے کفر کیا بعد اپنے ایمان کے (خازن۔ مدارک وغیرہما) ایسا ہی عبد اللہ بن اُبی بن
سلول نے شان سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخانہ کلمہ کہا یہ خبر حضور کو پہونچی تو اُس سے استفسار فرمایا
اُس نے جھوٹی قسم کھائی کہ میں نے نہیں کہا پس یہ آیت نازل ہوئی یحلفون باللہ ما قالوا ولقد قالوا
کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامھم یعنی قسم کھاتے ہیں خدا کی کہ نہیں کہا اور بیشک تحقیق کہا اونھوں نے
کلمہ کفر اور کفر کیا بعد اپنے اسلام کے (مدارک وخازن) اُس منافق نے یہ کہا تھا کہ اگر ہم پہونچینگے مدینہ میں
البتہ نکال دیگا عزت مند مدینہ سے ذلیل کو۔ کما ھو مصرح فی التفاسیر۔ الغرض اُن کے لئے فتویٰ کفر کا اللہ تعالے
نے دیدیا۔ اُن کا جہاد کرنا اور صوم وصلوٰۃ اُن کو مفید نہ ہوا۔ بعض کے کفر کی تصریح حضور نے فرمائی ہے
کہ وہ مسلمان ہی نہیں صنفان من امتی لیس لہما فی الاسلام نصیب المرجیۃ والقدریۃ
رواہ الترمذی عن ابن عباس وقال ہذا حدیث غریب فرمایا نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم

کہ دو گروہ ہیں میری امت میں کہ نہیں ہے اسلام میں اُن کو حصہ۔ مرجیہ اور قدریہ دوسری حدیث ہے
القدریۃ مجوس ہذہ الامۃ ان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا تشہدوهم
رواہ احمد وابو داؤد عن ابن عمرؓ۔ یعنی قدریہ اس امت کے مجوس ہیں اگر بیمار ہوں تو بیمار پرسی
نہ کرو اور اگر مرجائیں تو جنازہ پر نہ جاؤ (تنبیہ) اصل یہ ہے کہ دار و مدار اور اعتبار زہد و تقویٰ کا ایمان
پر موقوف ہے اور صحت ایمان موقوف ہے صحت اعتقاد پر۔ پس جو صحیح العقیدہ ہے وہی مومن ہے اور
اُسکے اعمال مقبول۔ اور جو فاسد العقیدہ ہے وہ مومن ہی نہیں لہذا اُن کی کوئی نیکی مقبول نہیں جیسا کہ
ارشاد ہوا۔ لیس لہما فی الاسلام نصیب۔ کیونکہ اصل ایمان کل احکامات شریعت کی تصدیق کا
نام ہے تؤمنون ببعض الکتب وتکفرون ببعض کا نام ایمان نہیں ہے ایک حضرات اصحاب بدر
رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جو شرف حاصل ہوا وہ کسیکو نہیں ملا۔ حدیث قدسی ہے اعملوا ما شئتم
فقد غفرت لکم۔ اوفقد وجبت لکم الجنۃ یعنی جو چاہے کرو پس تحقیق ہم بخش چکے تم کو اور
واجب ہوئی تمہارے لیے جنت (سیرۃ النبویہ وغیرہ متفق علیہ مشکوۃ) خیال تو کیجیے کہ کتنا بڑا شرف ہے
کہ جنت کا پروانہ مل چکا وہ قطعی جنتی ہو چکے۔ مگر آداب محبوب کبریا کے لیئے یہ وعید شدید ہے لاتجھروا
لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم یعنی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں
رفع صوت اور بلند آواز کرنے کو موجب حبط اعمال فرمایا کہ اُس کی ساری نیکیاں برباد ہیں کیوں نہو
یہ دربار ہے سلطان دو عالم محبوب رب دو عالم کا۔ العزیز و یہ آواز بلند کرنا اتفاقاً و احیاناً تھا نہ بہ
قصد ایذا رسانی کا تھا نہ استہزاء و اہانت کا پس سمجھو کہ جب ایسے مقبولان بارگاہ اصحاب بدر وغیرہ کا صرف
آواز بلند کرنا حضور سرور عالم میں تمام نیکیوں کی بربادی کا سبب ہو تو اُن کے غیر جو برملا گستاخی کریں بارگاہ
رسالت میں اُن کا کیا حشر ہوگا۔ فتدبر۔ ۶۔ از خدا خواہیم توفیق ادب ولله در من قال باخدا دیوانہ
باشی با محمد ہوشیار۔ وہاں بجائے کرم کے گو کریل بھی مقبول ہو گر دربار سردار دو عالم کے لیے تادیب ہے
لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا یعنی نہ پکارو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

المقدمة الخامسة فی حکم من سبّ النبیّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اَوعَابَہ اونقصہ اواھانہ اعاذنا اللہ منہا

اس جگہ پر قاضی عیاضؒ کی شفا کی عبارت کا ترجمہ مع اس کی شرح نسیم الریاض ونیز ملا علی قاری کی شرح کے نقل کیجاتی ہی اے ایمان والو غور سے دیکھو فرمایا قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے۔ کہ وہ سب لوگ جو بُرا کہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یا عیب رکھین (پس جو کہے فلان زیادہ علم والا ہے حضرتؐ سے پس بیشک اُس نے عیب رکھا اور آپ کی شان کو گھٹایا) یا آپ کی ذات مین نقصان ٹھیرایا۔ (ظاہری صورت یا باطنی سیرت مین) یا نسب مین (مثلاً یہ کہے کہ آپ قریشی نہ تھے پس اُس نے کفر کیا یا آپکے دین کو یا شریعت کو ناقص کہا) یا آپ کی کسی خصلت کو اشارتاً (یعنی آپ کی شان مین ایسی بات کہی جو لائق نہ تھی گو صراحتہً نہ کہا یا کسی چیز سے تشبیہ دی آپکو بطریق برائی یا تحقیر کے (یعنی تنقیص کرے آپ کی اگرچہ نہو قصد برائی کا) یا چھوٹی کیا آپ کی شان کو (یعنی حقیر سمجھا آپ کے بڑے مرتبہ کو) یا چشم پوشی کی (یعنی ادنی تنقیص) یا عیب چینی کی آپ کے (کسی حکم مین) پس وہ برا کہنے والا ہے (یعنی جو سب ذکر کئے گئے اور حکم اُس کا برا کہنے والے کا ہی (بغیر کسی فرق کے اُن لوگون مین اور حکم یہ ہے کہ وہ) قتل کیا جائے۔ کوئی اُن مین سے مستثنی نہین۔ اور اس پر اجماع کیا ہے علماء اور ائمہ فتوی نے زمانہ صحابہ سے اب تک۔ اور اس مین کچھ شک نہین (کہ وہ قتل کیا جائے) صراحتہً برا کہے یا اشارۃً (دونون برابر ہین حکم مین) کہا ابو بکر بن منذرؒ نے کہ اجماع کیا ہے تمام اہل علم یعنے یعنی جماعت کثیر اور متقدمین نے مثل امام شافعیؒ کے اس پر کہ جو بُرا کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ قتل کیا جائے مطلقاً۔ آپ کے مرتبہ اور عظمت کے محفوظ رکھنے کے لیئے) اور یہی کہا امام مالکؒ نے اور لیثؒ بن سعد واحمد بن حنبلؒ اور اسحقؒ ابن راہویہ نے اور یہی مقتضی ہی قول ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اور نہ قبول کی جائیگی توبہ اُس کی ان لوگون کے نزدیک (اور کہا محمد بن سحنونؒ نے کہ اجماع کیا ہے علما نے کہ بیشک بُرا کہنے والا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تنقیص کرنے والا کافر ہے اور حکم اُس کا نزدیک امت کے قتل ہے اور جو شک کرے اُسکے کفر وعذاب مین وہ کافر ہے) **اور بُرا کہنے**

والے کے قتل پر فتوی دیا ہے امام ابو حنیفہؒ اور اُن کے اصحاب نے اور سفیان ثوریؒ واہل کوفہ نے اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل اسلام سے اور کہا ابو سلیمانؒ خطابی نے کہ مین نہین جانتا کسیکو مسلمانون مین جس نے اختلاف کیا ہو اُس کے وجوب قتل مین جبکہ ہو وہ مسلمان اور کہا احمد بن سلیمان صاحب سحنون نے جو کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کالے تھے وہ قتل کیا جائے اور کہا قاضی ابو عبد الرحمن بن مرابط نے کہ جس نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنگ سے بھاگے اور یہ بقصد تنقیص کہے تو وہ قتل کیا جائے) (ھذا مقتبسٌ من الشفاء مع شرح نسیم الریاض وملا علی قاریؒ فمن شاء زاد التفصیل فلیرجع الیہ) **مسئلہ**۔ اگر کوئی بنظر عیب کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے میلے تھے تو وہ قتل کیا جائے (فارسی شرح دلائل الخیرات) **امام ابو یوسفؒ کے** سامنے ذکر آیا کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کدو کو پسند فرماتے تھے ایک شخص نے کہا مین اُس کو پسند نہین کرتا۔ پس امام موصوف نے تلوار کھینچ لی اور فرمایا جدّد الایمان تازہ کر ایمان کو ورنہ مین بیشک تجکو قتل کرون گا (مرقاۃ مطبوعہ مصر جزء ثانی ص۳) **اگر کوئی کہے** محمدؐ درویشک بود یا کہے جامۂ پیمبر ریمناک بود۔ یا کہے قد کان طویل الظفر۔ تو بعض کے نزدیک مطلقاً اور بعض کے نزدیک اہانتہً ایسا کہنا کفر ہے (عالمگیری فی احکام المرتدین) **الغرض** ادنی کلمہ اہانت موجب کفر ہے۔ اللہم احفظنا۔ زیادہ طول کی اس مختصر مین گنجائش نہین شائق کتابون کو ملاحظہ فرما سکتے ہین۔

المقدمۃ السادسۃ فی المعاملات من المبتدعین

فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے نہ بیٹھو قدریہ کے ساتھ اور نہ ابتدا کرو اُن پر سلام وکلام مین۔ رواہ ابوداؤد عن عمرؓ (مشکوۃ) **فرمایا رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ہوونگے آخر زمانہ مین بہت سے مکّار اور فریبی اور بیان کرینگے تمسے جھوٹی حدیثین اس قسم کی کہ جو نہ تمنے کبھی سنین اور نہ تمہارے باپ داداؤن نے سنین پس بچو تم اُن سے اور دور رکھو اُن کو اپنے سے نہ گمراہ کرین وہ تمکو اور نہ فتنہ مین ڈالدین۔ رواہ مسلم عن ابی ہریرہؓ (مشکوۃ) **اللہ تعالی جلشانہ فرماتا ہے** لَا تجد قوماً یؤمنون باللہ والیوم الاخر یُوَادُّون مَن حَادَّ اللہ ورسولہٗ یعنی نہ پائیگا آپ (اے

محبوب میرے) کسی قوم کو جو ایمان لائے اللہ پر اور دن قیامت پر کہ وہ محبت رکھین اُن سے جو دشمنی کرین خدا اور رسول سے۔ **سہل بن** عبداللہ تستری سے مروی ہے کہ جس نے صحیح کیا اپنے ایمان کو اور خالص کیا توحید کو پس وہ نہ موانست کریگا مبتدع سے اور نہ بیٹھے گا اُسکے ساتھ اور نہ کھائیگا اور نہ پئے گا نہ اس کی صحبت کریگا اور ظاہر کریگا اپنے دل سے بغض وعداوت اور جو سستی اور مداہنت کریگا بدعتی سے ان امور مین تو سلب کرلیگا اللہ تعالےٰ اُن سے حلاوت سنت کی اور جو بدعتی کو دوست رکھے بغرض طلب عزت دنیا کے یا اور کسی دنیاوی غرض سے۔ ذلیل کریگا اُس کو اللہ تعالےٰ بسبب اس عزت کے اور محتاج کردیگا بسبب اُس غنی کے اور جو نہ سچ جانے تو چاہیئے کہ تجربہ کرے۔ ولیکن معاملات بیع وشرا عادتاً یا ہمسائگی یا رفاقت اس حیثیت سے کہ نہ مضر ہوا مرِ دین کو پس وہ حرام نہین (تفسیر روح البیان تحت آیۂ مذکورہ بالا) اور فرماتے ہین کہ بدعتی سے بغض وعداوت اور منافرت اور اہانت اور طعن اُس کے مذہب پر کرنا چاہئے (شرح مقاصد) اس بحث کو ہم زیادہ طول دینا نہین چاہتے ہین۔ ناظرین اسیقدر بیان سے سمجھ لین۔

المقدمۃ السابعۃ فی معرفۃ طریقۃ النجاۃ واہل النجاۃ

ایحضرات یہ مقدمہ اہم مقدمات سے ہے کیونکہ دار ومدار ساری بحث کا اس پر موقوف ہے لہذا بنظر تدقیق وتحقیق بکمال غور وتامل ملاحظہ کیجیے اور سمجھیے کہ نجات کا کون راستہ ہے اور ناجی کون ہین **اللہ تعالی جلشانہ فرماتا ہے**۔ یَاَیُّھَا الذین آمنُوا اتّقوا اللّٰہَ حقَّ تُقتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَانتم مُّسْلِمُوْنَ اے ایمان والو ڈرو اللہ سے جیسا کہ حق ڈرنے کا ہے اور نہ مرو تم مگر در انحالیکہ مطیع وفرمانبردار مسلمان ہو **ف** یعنی تم ایسی روش پر قائم رہو کہ جب مرو تو مسلمان ہی مرو اور یہ کیونکر ہوسکتا ہے وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ مضبوط پکڑو خدا کی رسّی کو **ف** جب اس کو مضبوط پکڑے رہوگے تو یقین ہے کہ مسلمان ہی مروگے اب یہ سمجھنا چاہیئے کہ حبل اللہ سے کیا مراد ہے **فرمایا ابن عباس نے** معنی اوسکے ہے اللہ کا دین اور بعض نے کہا قران اور کہا ابن مسعود نے ھو الجماعت وہ جماعت ہے تفسیر خازن اور **ثعلبی نے** اپنی تفسیر مین حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا نحن حبل اللہ الذی قال اللّٰہُ واعتصمو بحبل اللّٰہ (صواعق محرقہ) یعنی ہم ہین

حبل اللہ جن کو اللہ نے فرمایا مضبوط پکڑو حبل اللہ کو اور **حدیث** مین وارد ہوا ہے۔ کہا حضرت جابرؓ نے دیکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع مین یوم عرفہ کو اپنے ناقہ پر خطبہ فرماتے تھے مین نے سنا ہے فرماتے تھے یا ایھا الناس مین چھوڑنے والا ہون تم مین ایسی چیز اگر پکڑوگے تم اُس کو تو ہرگز گمراہ نہوگے کتاب اللّٰہ وعترتی اھل بیتی خدا کی کتاب اور میری عترت اہل بیت رواہ الترمذی اور بروایت زید بن ارقم غدیر خم مین یہی خطبہ آپ نے فرمایا۔ رواہ مسلم (مشکواۃ) **اور بعض نے** کہا کہ مدینہ مین خطبہ فرمایا حالت بیماری مین وقیل غیر ذلک (صواعق محرقہ) ایحضرات اگر الفاظ مختلف ہین مگر مطلب ایک ہی ہے۔ اسلیئے کہ ہر ایک چیزین لازم وملزوم ہین جس نے ایک کو مانا اُسنے سب کو مان لیا اور جس نے ایک سے انکار کیا وہ سب سے منکر ہوا۔ وہ سب باخود ہا لازم غیر منفک ہین **ایعزیزو** واعتصموا بحبل اللّٰہ کے ساتھ ہی ارشاد ہے جَمِیعًا وَلَا تَفَرَّقُوْا یعنی مضبوط پکڑ لو حبل اللہ کو تم سب اور نہ متفرق ہو یعنی نہ کرو وہ کام جس سے تفرقہ ہووے اور اجماع جاتا رہے۔ (مدارک) **پس** آیۂ کریمہ مین منع فرمایا ہے تفرقہ اور اختلاف سے۔ اور حکم فرمایا ہے اجتماع واتفاق کا اسلیئے کہ حق ایک ہی ہوگا اور ماسوا اسکے جہل وضلالت **اسیواسطے فرمایا ہے**۔ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ اور نہ پیروی کرو مختلف راہون کی پھر وہ راہین جدا کردینگی راہ حق سے **ف** تو معلوم ہوا کہ جو اجتماعی طور پر اللہ کی رسّی پکڑے ہونگے وہ حق پر ہونگے اور جب مرینگے تو مسلمان باایمان ہی مرینگے اور اسیکا نام جماعت اور سواد اعظم ہے اور یہی **فرقہ ناجیہ ہے جیسا کہ مروی ہے** وتفترق اُمتی علی ثلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ ملۃً کلھم فی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً واحدۃً قالوا من ھی یارسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ۔ رواہ الترمذی۔ وفی روایۃ احمد وابی داوٗد ھُوَ الْجَمَاعَۃُ (مشکوۃ) یعنی متفرق ہوگی میری امت تہتر فرقے سب ناری ہین مگر ایک فرقہ۔ لوگون نے عرض کی وہ کون ہے فرمایا جس طریقہ پر مین ہون اور میرے صحابہ اور ایک روایت مین ہے کہ وہ جماعت ہے اور ابن ماجہ کی متعدد روایتون مین لفظ جماعت ہی وارد ہے اور معاذ بن جبل کی روایت کا ٹکڑا ہے وایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعۃ والعامۃ

رواہ المشکوٰۃ اور بچو تم اُس شعب ووادی سے جس مین کئی راہین مجتمع ہون اور لازم پکڑو جماعت عامہ کو اور فرمایا اتبعوا السَّوَادَ الاَعظم یعنی اتباع و پیروی کرو بڑی جماعت کی رواہ ابن ماجہ وغیرہ عن ابن عمر رض اسلیئے کہ لَا یجتمِعُ اُمّتی عَلَی الضَّلَالَۃِ نہ مجتمع ہوگی میری اُمت گمراہی پر کیونکہ یدُ اللّٰہِ عَلی الجماعۃ اللہ تعالےٰ کا حفظ وحمایت کا ہاتھ ہے اوپر جماعت کے رواہ الترمذی لیس جو جدا ہوا جماعت سے فانہ شذَّ شُذَّ فی النار رواہ الترمذی عن ابن عمر رض یعنی جو جدا ہوا جماعت سے جدا ہوا آگ مین یعنی جہنم مین گیا حضرت ابوذر رض سے روایت ہے من فارق الجماعۃ شبراً فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ رواہ احمد وابوداؤد یعنی جو جدا ہوا جماعت سے (اگرچہ ایک ساعت ہو) پس تحقیق نکالدی اُس نے رسّی اسلام کی اپنی گردن سے - اللھم احفظنا **خلاصہ** آیتون سے معلوم ہوا کہ جو مجموعی طور پر حبل اللہ کو مضبوط پکڑے رہینگے وہی مسلمان ہین باایمان ہی مرینگے اور حدیثون سے معلوم ہوا کہ طریقۂ ما انا علیہ واصحابی وہ جماعت سواد اعظم ہے جو ان کے موافق ہے وہ ناجی اور جو ان کے مخالف ہے وہ ناری ہے پس دیکھو کہ سواد اعظم کون ہے - یہ بدیہی بات ہے مشاہدہ کرلو کہ وہ فرقہ حضرات اہل حق سنت والجماعت ہے کثر اللہ تعالےٰ سوادہم - چونکہ ما انا علیہ سے مراد اتباع سنت اور واصحابی اور سواد اعظم سے مراد بڑی جماعت ہے - یہی وجہ ہے کہ اہل سنت والجماعت اس کا نام ہے - یہ نام ہی اس کا پتہ دے رہا ہے اور سلف سے آجتک یہ اپنے اُسی نام سے معروف ومشہور پایا جاتا ہے اور یہی وجہ تسمیہ اُس کی ہے کہ متبع سنت و سواد اعظم ہے اور لاریب وہ حنفی - شافعی - مالکی - حنبلی - مقلدین ائمہ اربعہ ہین - انہین پر اُمت نے اجماع کیا ہے اور انہین پر اللہ کا ہاتھ ہے اور یہی لوگ ناجی ہین اور یہی سواد اعظم ہین - فرقہائے مختلفہ کو فرداً فرداً اگر دیکھیگا تو مشاہدہ کیجئے گا کہ سواد اعظم یہی ہین - کیونکہ انکا اصول دین ایک ہے بخلاف دیگر فرقہائے مختلفہ کے کہ اُن کو اصول دین مختلف حتی کہ باخود ہا ایک دوسرے کی تکفیر کرتا ہے اور ائمہ اربعہ کا اختلاف فروعی ہے ما انا علیہ واصحابی کے خلاف نہین اور موجب رحمت ہے **اس تقریر** سے یہ امر بھی محقق ہوگیا کہ اجماع اُمت منجملہ ادلۂ شرعیہ کی ایک دلیل ہے کما ہو مصرح فی موضعہ - فتدبر

اب ایک دوسرا طریقہ بتاؤن جس سے ناجی وناری کی امتیاز بآسانی ہوسکے **ای طالب حق** حق سبحانہ وتعالیٰ شانہ اپنے بندون کو تعلیم فرماتا ہے کہ ہماری بارگاہ بے نیاز مین بصد عجز ونیاز شبانہ روز یون عرض والتجا کرتے رہین اھدنا الصراط المستقیم چونکہ علم الٰہی مین یہ تھا کہ ہر فرقے بزعم خود یہ دعوی کرینگے کہ صراط مستقیم ہمارا ہے طریقہ ہے لہذا یہ تمیز فرما دے - صِرَاطَ الذین انعمت علیھم یعنی راہ اُن لوگون کی جن پر تو نے انعام فرمایا - اب ہادی ومضل مین تمیز ہوگئی اور معلوم ہوگیا کہ راہ مستقیم اُنہین کا طریقہ ہے جن پر انعام الٰہی ہوچکا ہے اور وہ منعم علیھم کون مقدس اور برگزیدہ لوگ ہین من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین - یہ وہ لوگ ہین جن پر اللہ تعالےٰ نے انعام فرمایا اور اونھین کی اتباع وپیروی کا حکم دیا ہے اور اُن ہی کا طریقہ راہ مستقیم وموجب نجات ہے (کما فی تفسیر کبیر وخازن وغیرہما) کیونکہ منعم علیھم مین خود حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین مین صدیق شہید اور صالحین ہین انہین کا مجموعہ ما انا علیہ واصحابی ہے - ان کا متبع وپیرو - متبع سبیل المومنین ناجی اور اُن سے منحرف یقینی ناری ہے ویَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَہَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا یعنی جس نے اتباع کی سوا اس راہ کے جس پر مومن ہین اعتقاد وعمل مین ہم پھیر دینگے اُس کو جدھر پھرا ہے اور ہم داخل کردینگے اوسے جہنم مین اور بری جگہ ہے پھر جانیکی جہنم ف یہ آیت دلیل ہے اجماع امت کے حق اور حجت ہونے پر (مدارک - خازن وغیرہما) **تنبیہ** یہہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ ۷۲ بہتر فرقے ناری کسوجہ سے ہوئے - کیا وہ اسلام کو دین - قرآن کو کتاب اللہ - کعبہ کو قبلہ - جناب سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا کو پیغمبر وپیشوا نہین جانتے کیا خداوند کریم کی واحدانیت کو نہین مانتے - پس یہ ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ وہ مانتے ہین - باایں ہمہ وہ ناری ہین - یہ کیون - اسی لیئے کہ وہ سواد اعظم ما انا علیہ واصحابی کے خلاف ہین - اونھون نے نئے نئے عقیدے دین مین ایجاد کیئے اور متبع نفس وہوا کے ہوئے اور راہ غیر سبیل المومنین کی اختیار کی **شاہ عبد العزیز** اپنے فتاوے مین تحریر فرماتے ہین

درینجا مراد از افتراق است بحیثیت عقائد است پس منشاء دخول نار ہمان عقائد کہ در انہا افتراق باشد انتہی خلاصۂ مرام یہ کہ اتباع ما انا علیہ واصحابی موجب نجات ہے اُن کا متبع ناجی اور منحرف ناری ہے **الیعزیز** و یہ مقدمات اس غرض سے ترتیب دیئے گئے ہین کہ آئندہ جو مباحث آنے والے ہین اُن کے فہم مقصد مین آسانی ہو۔ باللہ العظیم میری ہرگز یہ غرض نہین کہ کسی مسلمان کو کافر کہون اور اپنا دل خوش کردن اور مین دوسرے کو کافر کہکے خود مسلمان بننا چاہون حاشا وکلا۔ ہان بمقتضائے ہمدردی اسلام اور بفحوائے الامر بالمعروف والنہی عن المنکر کے۔ ایسے شخص کو جو قولاً یا فعلاً ارتکاب کفر کرے۔ اس کو متنبہ کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے لہذا اس فرض سے اپنے مین سبکدوش ہونا چاہتا ہون وما علینا الا البلاغ ایحضرات خداوند کریم دانا وعلیم ہے اس تحریر کا باعث نہ تعصب وعناد ہے نہ مجادلہ نہ مکابرہ۔ کلا واللہ۔ بلکہ اظہار حق واحقاق حق مطلوب ہے۔ زمانہ موجودہ مین جو فرقے پائے جاتے ہین مثلاً۔ وہابی تفضیلی رافضی ندوی نیچری قادیانی وغیرہم ہم اسجگہ ہر ایک فرقے کے عقائد کو اجمالاً ذکر کرتے ہین (آئندہ ہر ایک کی تفصیلی بحث آئیگی۔ اُن کو کتاب وسنت پر جو ان مقدمات مین مذکور ہین اور حق وباطل کی معیار ومحک ہین اُن پر پیش کیجئے اور تعصب وعناد سے یکسو ہوکر منصفانہ طور پر بنظر بصیرت توجہ فرمائیے حق وباطل کا فرق مثل لیل ونہار کے آشکارا ہوجائیگا۔ واللہ یہدی من یشاء الی سبیل الرشاد **فرقہ وہابیہ** اعنی جن مین عبد الوہاب نجدی کی خیالات کا شائبہ پایا جاتا ہے خواہ وہ مقلد ہون یا غیر مقلد اُن کے عقائد کا ذکر [1] ایمان کے دو جز ہین خدا کو خدا جاننا اور رسول کو رسول [2] خدا کا جھوٹھ بولنا یا امکان اُس کا [3] علم تفصیلی باریتعالی کا حادث ہونا [4] حضور سرورعالم کو بڑا بھائی اور اپنے کو چھوٹا بھائی جاننا [5] چھوٹی مخلوق ہو یا بڑی خدا کے آگے چمار سے بھی ذلیل جاننا [6] سرور کائنات کو صبی ومجانین بلکہ بہائم سے تشبیہ دینا [7] ہر طبقۂ زمین مین مثل آپ کے پیغمبر ہونا [8] آپ کے تصور کو بدتر از گاؤ خر سے کہنا [9] یہ کہنا کہ آپ اپنے انجام کار اور خاتمہ کا حال نہ جانتے تھے

آپ اپنے زمانہ کے لوگون کے لیئے رحمت تھے نہ قبل وبعد کے لیئے۔ تقلید شرک ہے اور مقلدین مشرک وغیر ذلک **تفضیلیہ** کا جناب علی کرم اللہ وجہٗ کو افضل البشر بعد الانبیا کہنا **فرقۂ روافض کے عقائد** قران شریف محرف ہے لیس من کلام اللہ بل ہو محرف عن موضعہ کلینی وغیرہ) سیدنا ابو البشر آدم مین کفر کے اصول ثابت کرنا (تفسیر صافی وکلینی) حضور سرور انبیاء کو تبلیغ احکام مین قاصر کہنا روضہ وکلینی وکافی وغیرہما) آپ کی اہانت مین یہ کہنا کہ جب آپ نے تبلیغ مین قصور کیا تو تہدید آئی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک رنی علی) وان لم تفعل عذبتک عذابا الیما (تکملہ حیات القلوب) آل رسول و جگر گوشگان فاطمۂ زہرا بتول کو۔ کذاب۔ کافر۔ مرتد۔ زندیق بیدین کہنا (کتاب الانساب وتاریخ السادات) کل صحابہ کو مرتد کہنا بجز چار یا چھہ کے (حق الیقین وکتاب وفاۃ النبی) خلافت خلفائے راشدین کو غاصبانہ۔ سید الصدیقین کو یہ کہنا۔ یکے از منافقین بود (مجالس المومنین رعماد الاسلام) یہ قرم قاذف عائشہ صدیقہ۔ منکر عصمت انبیا وملائکہ۔ علی مرتضی کی الوہیت کا بعض قائل۔ خدا کیلیئے جسم قرار دینا۔ انبیاء وائمہ کو تقیہ ساز کہنا۔ تبرا ولعنت کے ثواب کو کلمہ۔ درود۔ تسبیح وتہلیل کے ثواب سے زیادہ جاننا (مصائب النواصب۔ صاحب النواقص) **ناصبی وخارجی** حضرت مولا علی کرم اللہ وجہ کے معاذ اللہ ایمان واسلام کے منکر۔ (اہل بیت اطہار کے دشمن خون کے پیاسے **نیچری** - صریحی ضروریات دین کے مُنکر۔ دوزخ جنت۔ بعث۔ نشر۔ عذاب۔ قبر۔ خیر وشر۔ معجزات کے منکر قران پاک اُن کے نزدیک قابل ترمیم۔ وحی مجذوبانہ کلام تاثیر اسماء وجود آسمان کوئی چیز نہین (کما فی تفسیر سید) **ندوہ** ان سب کا مجموعہ ہے جن کا فتوی ہے۔ بندہ جس بات کو دیانتاً خدا کا حکم سمجھے اُس کو بخوشی قبول کرے۔ پس اسلام کی حقیقت یہی ہے اور جملہ کلمہ گو حقیر ہین سب سے خدا راضی ہے۔ ہر شخص اپنی سمجھ پر مکلف ہے جو کسی فرقۂ کلمہ گو کی اہانت وتحقیر کرے اور مذہب کے لیئے اُس سے بغض رکھے یا کسی عقیدہ خاصہ کے سبب سے کسی کلمہ گو کو کافر یا گمراہ یا بدعتی کہے وہ خود گمراہ وکافر اور دشمن اسلام ہے اسکے تمام اعمال نماز

وغیرہ سب بیکار ہے (رسالۂ اتفاق مضامین اربعۂ حصّہ روئداد لکھنو) و نیز یہ کہ جسکو کلمۂ توحید پر
اقرار ہو خواہ وہ رافضی خارجی نیچری وہابی زندیقی بدعتی) کسے باشد کچھ بھی عقیدہ کیون نہ رکھتا ہو
وہ مسلمان ہے (روئداد جلسۂ دستار بندی کان پور) **قادیانی** کا دعویٰ نبوت وحی و الہام مسیحیت
مہدیت بعض نبیون سے افضلیت معجزات مسیح کو مسمریزم کہنا - چارسو نبیون کی پیشین گوئی کی تکذیب
حضرت سیدنا امام حسینؑ کی تحقیر وغیرہ وغیرہ (اعجاز احمدی - ازالہ توضیح مرام - دافع البلاء معیار الاخیار)
ایحضرات - مذاہب مذکورہ بالا کو آپ کتاب وسنت پر پیش کر کے موازنہ کرین اور کفر و اسلام و
حق و باطل کا آپ ہی فیصلہ فرمائین اور دیکھین کہ ما انا علیہ و اصحابی کے موافق کون ہے واللہ الہادی

اب یہان سے تفصیلی بیان ان مذاہب کا شروع ہوتا ہے - ایحضرات کتاب
سنت و اجماع امت سواد اعظم ما انا علیہ و اصحابی سے اُن کو موازنہ کیجئے اور حق کو حق اور باطل کو
جدا کیجئے فہا انا اشرع فی المقصود بعون اللہ الملک المعبود

پہلا باب مذہب وہابیہ کا عقیدہ - قولہ ایمان کے

دو جزو ہین خدا کو خدا جاننا اور رسول کو رسول جاننا (تقویۃ الایمان - مولوی اسمٰعیل صاحب -
اقول وباللہ التوفیق وبیدہ ازمّۃ التحقیق - اے عزیزو کیا اصول دین اس قول کی
تصدیق کرتے ہین کہ مجرد جان لینا خواہ تصدیق قلبی و اقرار لسانی نہو ایمان کے لیئے کافی اور نجات
آخرت کے لیئے بس ہے - ہم جب اصول دین کیطرف دیکھتے ہین تو شارع علیہ السلام کی ہدایت
کے مخالف اُس کو پاتے ہین - دیکھو مقدمۂ اوّل تاکہ معلوم ہو کہ ایمان و اسلام کس کو کہتے ہین -
الایمان تصدیقٌ بالقلب واقرارٌ باللسان - تا وقتیکہ دل مین یقین اور زبان پر شہادت
نہو مومن نہین - صرف جان لینا مفید ایمان نہین ورنہ اہل کتاب بھی جانتے تھے اور ابو طالب
بھی علم رکھتے تھے کہ بیشک حضرت پیغمبرؐ برحق ہین چونکہ ادائے شہادت و اظہار اطاعت نکیا
لہذا مومنین مین اُن کا شمار نہوا کما مرّ - **مروی ہے** کہ اخنس بن شریق ثقفی نے ابو جہل سے
تنہائی مین پوچھا کہ اس وقت میرے تیرے درمیان مین کوئی نہین ہے یہ تو بتا کہ محمدؐ کے

نسبت تیرا کیا خیال ہے آیا وہ جھوٹے ہین اپنے دعوے مین سچ کہ جیسے کہا ابو جہل نے کہ محمدؐ کبھی جھوٹھ
نہین بولے ہم لوگ اُن کو امین پکارتے ہین - لیکن جبکہ اولاد عبد المطلب مین سقایت ہے رفادت ہے
مشورہ ہے باایں ہمہ اُن مین نبوت بھی مان لیجائے تو ہمارے لیئے پھر کونسی شئے عزت کی باقی رہگئی ہے
(سیرۃ النبویہ) الغرض اتنا جاننا اُسکے لیے کافی نہوا آخر اشد فرعون ہوکر وہ ہلاک ہوا - **اے
ایمان والو** کتاب وسنت اور یہ قول تمہارے پیش نظر ہے - کفر و ایمان کو پہچانو جو مفید نجات ہو
اُس کو مانو - واللہ المعین ؎

قولہ باریتعالی کو اپنے ماسوا کا علم دو طرح پر ہے ایک وہ علم جو قبل وجود اشیا کے حاصل ہے
یہ علم قدیم ہے (الی قولہ) دوسرا علم وہ جو بعد وجود اشیا کے ہو یہ علم حادث ہے اس کو علم تفصیلی کہتے ہین
ازاحۃ العیب صـ مصنفہ مولوی عین القضات مطبوعہ عمدۃ المطابع لکھنؤ -

اقول : اے برادران دین و اے صاحبان حق و یقین کیا شریعت مطہرہ نے یہ تعلیم دی ہے کہ صفات
باریتعالی سے بعض صفات حادث ہین - کیا ما انا علیہ و اصحابی کا یہی مذہب ہے - کلا واللہ ہرگز نہین
ہمارے علمائے اہل حق نے تصریح کردی ہے **لم یحدث** - یعنی نہین حادث لہ اللہ تعالے
کے لیئے **اسمٌ ولا صفةٌ** - کوئی اسم یا کوئی صفت اسواسطے کہ اسما و صفات اُس کے
سب ازلی ابدی مقدس ہین صفات حدوث سے (الدر الازہر شرح فقہ اکبر والتفصیل فی کتب العقائد)
الغرض یہ مذہب مردود و باطل ہے اسلیئے کہ کتاب وسنت سلف و خلف کے مخالف ہے -
باریتعالی کی کسی صفت کو حادث قرار دینا مستلزم ہے کہ وہ محل حوادث ہو اور جو محل حوادث ہے
وہ خود حادث ہے - واجب نہین اور جو واجب نہین وہ معبود نہین یہ نتیجہ ہے اس کی صفت کو
حادث کہنے کا - جس کی بنا پر خدا - خدا نرہا - اعاذنا اللہ منہا
چونکہ یہ مسئلہ عقائد سے ہے اور مصنف ازاحہ نے بہت بڑی غلطی کی ہے اسلیئے مناسب معلوم
ہوتا ہے کہ اس کی کچھ تفصیل کردیجائے تاکہ مسلمان واقف ہوجائین - اللہ تعالے فرماتا ہے وکل
صَغِیرٍ وَّکَبِیرٍ - یعنی ہر چھوٹا بڑا لوگون کے اعمال اور جو کچھ ہونیوالا ہے **مستطر** لکھا ہوا ہے لوح

مین تفسیر مدارک۔ اور خازن مین ہے وکل صغیر وکبیر۔ یعنی مخلوقات اور ان کے اعمال اُن کے جل مستطر یعنی مکتوب ہے انتہی۔ وَفِیْهِ اِنَّا کُلَّ شَیْئٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ یعنی ہمنے کل چیز پیدا کی اندازہ کی گئی اور لکھی گئی لوح محفوظ مین **فرمایا** ابن عباسؓ نے ہر چیز مقدر ہے حتی کہ تمہارا اپنے گال پر ہاتھ رکھنا خازن (**ف**) جب ہر جزئیات معلق ہے قضا و قدر پر تو اس کا علم بھی قبل وجود اشیاء کے خدا کو ہونا لازم ہے۔ **امام اعظم فرماتے ہین**۔ لم یزل عالمًا بعلمه بحیث لایخرج عن علمه شیئٌ یعنی وہ عالم ازلی ہے کوئی شئے اس کے علم سے خارج نہین۔ والعلم صفةٌ فی الازل یعنی اللہ تعالےٰ کا علم ازلی ابدی منزہ ہے زیادت ونقصان سے مقدس ہے صفات حدوث و امکان سے قال اللّٰہ تعالیٰ عالم الغیب والشھادة (الدر الازہر شرح فقہ اکبر) ملا علیؒ اسی مقام پر فرماتے ہین اُن کی عبارت کا بجنسہ ترجمہ لکھتا ہون۔ بیشک اسماء وصفات اللہ تعالیٰ کے سب ازلی ہین جن کی ابتدا نہین اور ابدی ہین جن کی انتہا نہین۔ نہین حادث کوئی صفت اُس کی صفات سے اور نہ اسم اُس کا اسماء سے اسلیئے وہ سبحانہٗ تعالےٰ واجب الوجود بالذات ہے کامل ہے اپنی ذات وصفات سے پس اگر حادث ہو کوئی صفت یا زائل ہو اُس سے کوئی وصف۔ البتہ ہوگا قبل حادث ہونے اُس صفت کے اور بعد زائل ہونے اُس وصف کے ناقص مقام کمال سے اور یہ اُس ذات باری کیلیئے محال ہے پس صفات اُس ذات پاک کی سب ازلی ابدی ہین۔ انتہی (شرح فقہ اکبر لملا علی) اور **صفت علم** کی تحت مین فرماتے ہین۔ اللہ تعالیٰ عالم جمیع موجودات ہے نہین مخفی اُس کے علم سے ذرہ بھر علویات وسفلیات مین اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جہر و سر کو اور جو اُس سے زیادہ مخفی ہو مغیبات سے بلکہ اُس کا علم محیط ہے ہر شئی کو جزئیات وکلیات موجودات ومعدومات ممکنات ومحالات کو وہ جاننے والا ہے ہر شئے کو خواہ ذوات سے ہو خواہ صفات سے ساتھ علم قدیم کے کہ ہمیشہ سے موصوف ہے اُس سے علی وجہ الکمال۔ اور یہ جاننا ساتھ علم حادث کے کہ حاصل ہوا ہے ساتھ قبول وانفعال کے اور تغیر وانتقال کے نہین ہے۔ تعالی اللہ عن ذالک شانہٗ وتعظم عما نھاک برھانہٗ اور اس کے تحت صفات فعلیہ کے تحت مین فرماتے ہین: بیشک واجب الوجود لذاتہ واجب الوجود ہے ہر جہت سے

اسماء وصفات سے اور یہ معنی ہین اس کے کہ نہین ہے اُس کی کوئی صفت منتظرہ اور نہ حالت متاخرہ اس لئے کہ نہین ہے ذات اُس کی محل اعراض کے لیئے۔ انتہی بلفظہ (شرح فقہ اکبر لملا علیؒ) اور شیخ علی بزدویؒ فرماتے ہین لم یحدث له صفة ولا اسم یعنی نہین حادث کوئی صفت اُس کی اور نہ نام۔ اس لئے کہ اگر حادث ہو کوئی صفت اُس کی یا زائل ہو اُس سے البتہ ہوگا قبل حدوث اور بعد زوال اُس صفت کے ناقص اور یہ محال ہے (شرح فقہ اکبر للشیخ علی بزدویؒ)۔

الغرض عبارات مذکورہ سے یہ امر متحقق ہوگیا کہ مصنف ازاحۃ کا یہ قول کہ باریتعالی کا علم تفصیلی حادث ہے۔ صریحی مردود و باطل خلاف کتاب وسنت ہے **مصنف** ازاحۃ کے علم وتبحر پر کمال تحیر وتعجب ہوتا ہے کہ علم تفصیلی کو صفت باری قرار دیکر پھر بھی حادث کہتے ہین۔ اُس پر طرہ یہ فرماتے ہین کہ وہ صفت کمالیہ نہین ہے۔ کمال بو العجبی ہے۔ کیونکہ جب وہ صفت حادث ہے تو خدا محل حوادث ٹھیرا جس کا نتیجہ مذکور ہوچکا اور جب وہ صفت کمالیہ نہین ہے تو معلوم ہوا کہ وہ صفات ناقصہ سے موصوف ہے عیاذًا باللہ اور یہ بدیہی البطلان ہے کیونکہ اُس کی ذات مقدس منزہ ہر نقص وزوال سے۔ **مین** نہین کہسکتا کہ مصنف موصوف نے کیا ذات وصفات کو جدا جدا سمجھا ہے کیا کتب کلامیہ پر اُن کی نظر نہین ہے یا وہ نسیًا منسیًا ہوگئی ہے۔ اہل حق کے نزدیک ذات وصفات باری متباین وغیر نہین ہین۔ صاحب بدء الامالی فرماتے ہین ؎

صفات اللّٰہِ لَیْسَتْ عَیْنُ ذَاتٍ ؞ وَلَا غَیْرًا سِوَاہُ ذَا انْفِصَالٖ ؞

یعنی صفات اللہ تعالیٰ کی نہ عین ذات ہین اور نہ غیر اُس کی کہ جدا کوئی شے ہو **شرح عقائد نسفی** مین ہے۔ وله صفاتٌ ازلیه قائمة بذاته وهی لاهو ولاغیره۔ یعنی ان صفات اللہ تعالیٰ لیست عین الذات ولاغیر الذات انتہی اور تفصیل اس کی بدلائل تمہید ابی شکور وغیرہ کتب عقائد مین مذکور ہے۔ اس جگہ اُن کا ذکر کرنا طول مل ہے **صحیح مذہب** یہی ہے کہ صفات باری نہ عین ذات باری ہین نہ غیر۔ پس باوجود اس کے کسی صفت کو حادث کہنا کمال جرات وگستاخی ہے شان احدیت مین جو منجر الی الکفر ہے۔ اللھم حفظنا **قال الامامنا الاعظمؒ**

وصفاته فی الازل غیر محدثة ولا مخلوقة ومن قال انها مخلوقة او محدثة اووقف اوشك فیها فهو کافر باللہ تعالیٰ (فقہ اکبر) یعنی اللہ تعالےٰ کے صفات ازل مین نہ حادث ہین نہ مخلوق اور جو کہے وہ حادث یا مخلوق ہین یا توقف کرے یا شک کرے پس وہ کافر ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔ اُس کی شرح مین ہے بندہ پر واجب ہے پہچاننا اللہ تعالےٰ کو اُس کی جمیع صفات ذاتیہ وفعلیہ کے ساتھ کہ وہ قدیم واجب ازلی ابدی ہے ساتھ جمیع صفات ذاتیہ اور فعلیہ کے اور شک یا تامل صفات ذاتیہ مین جیسے حیوۃ۔ علم۔ قدرت وغیرہ کہ وہ قدیم ہین یا حادث لامحالہ موجب کفر ہے۔ لیکن شک یا توقف صفات فعلیہ مین جیسے پیدا کرنا رزق دینا وغیرہ کہ وہ قدیم ہے یا حادث کفر ہے اس سبب سے کہ وہ بعض صفت ہے صفات باری تعالیٰ وتقدس سے (الدر الازہر شرح فقہ اکبر وکذا فی شرحہ لملا علی قاری و للشیخ علی البزودی) پس جبکہ صفات باریتعالیٰ کے قدیم وحادث ہونے مین شک یا توقف کرنا موجب کفر ہی تو کسی صفت کو صریحی حادث کہنا کیا کفر نہ ہوگا۔ العیاذ باللہ ایحضرات یہ مذہب جہمیہ کا ہے جو منجملہ فرقہ معتزلہ کے ہی وہ کہتے ہین۔ اللہ تعالےٰ نہین جانتا اشیا کو جبتک کہ پیدا نکرے اُنکو اور وہ نہین جانتا معدوم کو وھذا کفر، اسلیے کہ اگر وہ نہین جانتا اشیا کو قبل اُسکے پیدا کرنیکے تو جب ارادہ کریگا اُسکے پیدا کرنیکا تو کیونکر جانیگا اُسکے پیدا کرنیکو اور اُسکی مقدار کو اور اُسکے وقت کو کہ کب پیدا کرے پس اس عقیدہ مین معطل کرنا ہی اُلوہیت کو وھذا کفر (تمہید ابی شکور سالمی) اور صحیح یہی ہی کہ کامل طور پر اللہ تعالےٰ جانتا ہے اشیاء کو جس طرح وہ ہو بعد پیدائش اور قبل پیدائش کے اور جانتا ہے معدومات وموجودات کو (کما فی ایضاً) اور فقہ اکبر مین ہے۔ وکان اللہ تعالیٰ عالما فی الازل بالاشیاء قبل کونھا یعنی اللہ تعالےٰ عالم ازلی ہے اشیاء کا قبل اُس کے حادث ہونے کے (وھو الذی قدر الاشیاء وقضھا) اور اُسی نے مقدر کیا اشیا کو اور اُنکا حکم فرمایا شارح لکھتے ہین گویا امام اعظم نے یہ فرمایا کہ کیونکر وہ نجاننے والا ہوگا اشیاء کا ازل مین قبل اُسکے وقوع کے درانحالیکہ اللہ تعالیٰ ہی نے مقدر کیا ہر شئی کو اور حکم اُسکا اشیاء کے واقع ہونیکے پہلی ہی ہوتا ہی اور مقدر کرنا علم ہی سے ہوتا ہی جانتا ہی اللہ تعالیٰ معدوم کو حالت عدم مین کہ وہ معدوم ہے۔ اور جانتا ہے۔ کہ کیونکر اوسکو

عدم سے وجود مین لائیگا اور جانتا ہے موجود کو حالت وجود مین کہ وہ موجود ہے اور جانتا ہے کہ کیونکر فنا ہوگی اُس کو الی قولہ۔ لیکن تغیر واختلاف احوال کا حادث ہوتا ہے۔ مخلوق کو ساتھ اسکے کہ منزہ ہے ملک المتعال قبول انفعال اور حصول تغیر وانتقال سے۔ اسواسطے کہ علم اُس کا ساتھ اشیاء کے قدیم ہے۔ پس جب ایجاد کرتا ہے کسی شئے کو یا فنا کرتا ہے۔ توجز این نیست کہ ایجاد و فنا کرنا موافق اسکے اُسی علم کے ہے اور سطابق اُسی قضا وقدر کے۔ پس نہین متغیر ہوتا علم اُس کا اور نہ مختلف ہوتا ہے حکم اُس کا اور نہین حادث ہوتا ہے اُسکا علم موجودات کے تغیر اور معدومات کے اور اُس کے اختلاف وحدوث سے (شرح فقہ اکبر ملا علی قاری وغیرہ) پس ان عبارتون سے معلوم ہوا کہ علم جزئیات کو حادث کہنا متلزم ہے تردید قضا وقدر کو ونیز اس کو کہ جزئیات کا موجد کوئی اور ہو غیر خدا کے نعوذ باللہ منہا شرح عقائد نسفی مین ہے ولا یخرج عن علمه و قدرته شئ۔ یعنی نہین خارج ہے اُس کے علم وقدرت سے کوئی شئے۔ اسلیئے کہ جہل اور عجز بعض سے نقص ہے اور احتیاج ہے طرف کسی خاص کے۔ باوجود نصوص قطعیہ ناطقہ کے ساتھ عموم علم وشمول قدرت کے فھو بکل شئ علیم وعلیٰ کل شئ قدیر نہ کہ جیسا گمان ہے فلاسفہ کا کہ خدا کو علم جزئیات کا نہین انتہی بلفظہ ان تحقیقات سے معلوم ہوا کہ مصنف از احقر نے اس مقام پر مذہب فلاسفہ کو نقل کیا ہے جو عند الشرع کفر و الحاد ہے اسلام کو اُس سے واسطہ نہین کتب کلامیہ اس سے مالامال ہے اُن کا استقصا ان اوراق مین عسیر ودشوار ہے شائق ان کو خود مطالعہ کرسکتا ہے یہانتک جو کچھ مذکور ہوا وہ منقولات سے تہا اب یہے دلائل معقولات۔ پس باوجود اُن نصوص قطعیہ کے ضرورت نہین کہ استدلال عقلی کا تتبع کیا جائے۔ مگر پھر بھی ہم دیکھنا چاہتے ہین کہ کیا عقل سلیم اس امر کو تسلیم کرتی ہے کہ صفات باری سے کسی صفت کو حادث کہا جائے لہذا اس تقریر کو ہم بہت صاف اور روشن لفظون مین ادا کرینگے تاکہ بآسانی سمجھ مین آوے اور ہر شخص اپنے ایمان واعتقاد کو وسواس وخطرات مہلکہ سے بچاوے۔

مخفی نرہے کہ اسم پاک باریتعالی کا اللہ ہے جلشانہ۔ یہ اسم ذات ہے اس کی تعریف مین علماء فرماتے ہین واللہ عَلَمٌ عَلَی الاَصَحِّ لِلذَّاتِ وَاجِبِ الْوُجُوْدِ المستجمع بِجَمِیْعِ صِفَاتِ الْکَمَالِ۔ یعنی اللہ نام پاک ہے بنابر قول اصح کے خاص ذات واجب الوجود کے لیئے جو مستجمع جمیع صفات کمالیہ ہے۔ ایحضرات صرف اس تعریف ہی سے مصنف ازاحۃ کی تقریر ہباءً منثورا ہوگئی۔ کیونکہ جب وہ ذات مقدس مستجمع جمیع صفات کمالیہ ہے تو معلوم ہوا کہ صفات ناقصہ سے وہ منزہ و مبرہ ہے۔ پس یہ کہنا کہ علم تفصیلی باریتعالی کا حادث ہے اور صفت کمالیہ سے نہین مردود و باطل ہے۔ کیونکہ اگر یہ صفت ہو تو حادث نہوگی اگر حادث ہوگی تو وہ واجب کے صفات سے نہین ورنہ اجتماع نقیضین لازم آئیگا و نیز یہ کہ اگر وہ صفت حادث ہے تو قبل حدوث اس کے علم باری ناقص ہوگا۔ معاذ اللہ منہا اور جب نقص ہوگا تو وہ اپنے صفات مین کامل نہین پس جو اپنے صفات مین کامل نہین وہ خدا نہین فتدبر۔ دوسرے لفظون مین یون کہیئے کہ۔ جو ذات مستجمع جمیع صفات کمالیہ ہے وہ واجب الوجود ہی اور جو واجب الوجود ہی وہ اللہ تعالی ہی نتیجہ یہ کہ جو مستجمع جمیع صفات کمالیہ ہی وہ اللہ تعالے ہے۔ یا اسی قضیہ کا عکس کرکے یعنی مقدم کو تالی اور تالی کو مقدم کرکے بطریق سلب کے سمجھیئے کہ جو ذات مستجمع جمیع صفات کمالیہ نہین وہ واجب الوجود نہین اور جو واجب الوجود نہین وہ خدا نہین۔ نتیجہ یہ کہ جو ذات مستجمع جمیع صفات کمالیہ نہین وہ خدا نہین الغرض علم تفصیلی کو حادث کہنا نقلاً و عقلاً ہر طرح سے بدیہی البطلان ہے۔ کما لایخفی علی من لہ بصیرۃ ہم سخت متحیر ہین کہ علامۂ موصوف کی اس حکیمانہ معقولی تقریر کا ماخذ کیا ہے کہ جسپر نہ نقل شاہد نہ عقل۔ ایعزیزو حدوث و امکان تو صفات محدثات ہین اسی وجہ سے یہ قضیہ مشہور ہے۔ العالم متغیر و کل متغیر حادث فالعالم حادث اگر اُس کی کوئی صفت حادث ہو تو وہ محل حوادث ٹھیریگا اور محل حوادث تغیر پذیر ہونے کی وجہ سے خود حادث ہے۔ فتدبر و تفکر و لاتکن من الجاہدین۔ ایک امر اور قابل تفتیش ہے۔ مصنف ازاحۃ کی علم تفصیلی و اجمالی سے کیا مراد ہے اگر فرمایا جائے کہ علم اجمالی مثلاً زید و عمرو کی تخلیق اور

تفصیلی مثلاً زید و عمرو کا قد و قامت خال و خد۔ لون و رنگت تو اُس تقدیر پر ایسے استحالے لازم آتے ہین جو ممتنعات سے ہین مثلاً زید کا طویل یا قصیر القامت ہونا سیہ فام یا گل اندام ہونا وغیرہ کا علم بعد وجود کے ہوتا ہو۔ تو یہ بدیہی البطلان ہی۔ کیونکہ جب یہ کہا جائے کہ قبل وجود ان اشیاء کے۔ اللہ تعالی کو انکا علم نتہا معاذ اللہ۔ تو لازم آیگا کہ ان اشیاء کے متعلق خدا کی قدرت و مشیت۔ قضا و قدر۔ ارادہ و تخلیق بہی نہو۔ اور جب یہ نہوگا تو وہ اونکا خالق بھی نہوگا۔ بلکہ وہ اور کیسکی قدرت و مشیت قضا و قدر۔ ارادہ و تخلیق سے ہوا اور اونکا خالق کوئی اور ہو۔ غرض تعدد الہ کا لازم آئیگا اور وہ ممتنع ہو اور اگر کہا جائے کہ علم تفصیلی سے مراد حوادثات زمانہ ہین۔ تو دو حال سے خالی نہین۔ یا وہ بندونکے افعال ہونگے۔ یا موجودات کے انقلاب۔ صورت اول غلط ہو اسلیے کہ بندون کے افعال کا خالق بہی خدا ہی ہو وَاللہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ اللہ نے پیدا کیا تمکو اور جو کچھ تم کرتے ہو۔ اور وما تشاؤون الا ان یشاء اللہ اور لاتتحرک ذرۃ الا باذن اللہ یہ ہین نصوص قطعیہ اوسکے بطلان کی واضح دلائل ہا وتفصیل فی کتب العقائد۔ اور صورت ثانی بھی غلط۔ اسلیے کہ کل امور کا مدبر وہی خلاق عالم ہو ہُوَ الْحَیُّ الْمُدَبِّرُ لِکُلِّ اَمْرٍ ہو الحق المقدس ذو الجلال حدیث قدسی مین وارد ہوا ہی بیدی الامر اقلب اللیل والنہار (مشکوۃ) المختصر کل موجودات کا خالق و مالک و متصرف۔ وہی صانع عالم واجب الوجود ہو جو اپنے کمال مین یگانہ و یکتا بیچون و بیچگون ہو۔ اوسکے علم سے ایک ذرہ پوشیدہ نہین۔ وما یعزب عن ربک من مثقال ذرۃ فی الارض ولا فی السماء ولا اصغر من ذلک ولا اکبر الا فی کتٰب مبین یعنی نہین چھپتی کوئی چیز تیرے رب کے علم سے ذرہ برابر۔ زمین مین نہ آسمان مین اور نہ بہت چھوٹی اوس ذرہ سے اور نہ بہت بڑی مگر لکھی ہوئی ہی لوح محفوظ مین اور یعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور یعنی جانتا ہو اللہ تعالی خیانت آنکھونکی اور جو کچھ چھپاتی ہو سینونمین الغرض اوس معبود حقیقی کا علم و نیز اوسکے سارے صفات ازلی ابدی ہین۔ اور وہ صفات ممکنہ وحدوث سے منزہ او رپاک ہو۔ واللہ علیم خبیر۔ قولہ امکان کذب باریتعالے صیانۃ الایمان

اور وقوع اُسکا۔ جیساکہ دیوبندی وگنگوہی۔ فتوون اور رسائل مین ثابت کیا جارہا ہے

اقول مسلمانو غور کرنیکا مقام ہی کہ اسلام کو تیرہ سو برس سے زائد زمانہ گذر رہا ہی۔ کیا کسی طبقہ کے اہل ایمان نے ایسا کہا ہی کیا ما انا علیہ و صحابی کا بھی عقیدہ ہی کتاب وسنت سے یہی ہویدا ہی۔ حاشا وکلا ہرگز نہین۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ومن اصدق من اللہ قیلا اور ومن اصدق من اللہ حدیثا اور کون ہی بڑا سچا اللہ سے اپنی بات مین مسلمانو یہ امر محتاج بیان نہین ہی کہ شریعت مطہرہ مین کذب بڑی مذموم شئی ہی۔ اوسکو علامت منافق کی بتائی گئی ہی مروی ہی اٰیۃ المنافق ثلٰث اذا حدث کذب دوسری حدیث ہی ان الکذب یھدی الی الفجور وان الفجور یھدی الی النار رواہ مسلم۔ ماسوا اسکے تمام دنیا کے لوگ فطرتًا دروغ کو مذموم جانتے ہین۔ مگر افسوس آجکے اہل ایمان۔ باریتعالیٰ کیلیے اُسکا امکان بلکہ وقوع ثابت کرتے ہین۔ تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔ ذلک قولھم بافواہھم۔ جو وصف تمام دنیا کی نزدیک قبیح اسکا امکان و وقوع اُس ذات اقدس کیلئے تجویز کیا یقولون بافواھھم بغیر علم اور پھر بھی دعویٰ ایمان کا۔ نعوذ باللہ من علم لا ینفع۔ ایحضرات جب ذات باری ازلی ابدی واجب۔ قدیم اور صفات بھی۔ تو امکان کا اطلاق ہی شعبۂ جنون وجہالت ہی۔ کیونکہ یہ صفات اضداد ہین۔ سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون اسکو ابطال کے لیے بیان مذکورۂ بالا جو صفت علم کے متعلق گذر چکے وہ کافی ہین لہذا حاجت اعادہ کی نہین لیکن۔ بعض عبارت کتب عقائد کی نقل کرتا ہون۔ وھوانہ ممتنع علیہ تعالیٰ علیہ الکذب باتفاقا یعنی اللہ تعالیٰ پر کذب ممتنع ہی بالاتفاق (مواقف) والکذب نقص باتفاق العقلاء وھو علی اللہ تعالیٰ محال یعنی جھوٹھ باتفاق عقلا نقص ہی اور وہ اللہ تعالیٰ پر محال ہی (شرح مقاصد) اللھم ثبت اقدامنا علی صراط مستقیم

قولہ اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہی عرش اوسکا مکان ہی دونو قدم کرسی پر رکھے ہی کرسی اوسکے قدم رکھنے کی جگہ ہی۔ الاحتوی علے العرش استوی مصنفہ صدیق حسن بھوپالی

اقول ایحضرات یہ مذہب کرامیہ اور مجسمہ کا ہی جو مردود ہی کیونکہ اس سے جہت لازم آتی ہی

اور جہت سے جسم اور محدود ہونا لازم آتا ہی۔ حالانکہ وہ ذات مقدس نہ جسم ہی نہ محدود وہی۔ عقائد مین مذکور ہی ولا محدود (تکمیل الایمان) کیونکہ جب جسم ہوگا تو مرکب ہوگا اور ہر مرکب کے لیے ترکیب دینے والا ہی۔ پس ہر مرکب حادث ہی۔ قدیم نہیں۔ اور صاحب بدء الامالی فرماتے ہین ؎

ورب العرش فوق العرش لکن ✤ بلا وصف التمکن واتصال

یعنی خالق ومالک عرش فوق عرش ہی لیکن بے وصف جگہ پکڑنے اور متصل ہونے کے۔ الغرض عرش خدا کے لیے حامل اور بردارندہ نہین ہی۔ کما ذعمتہ المشبھۃ فھو باطل اسلیے کہ تھا اللہ تعالیٰ قبل عرش کے وھو الان کما کان اوسکی ذات کیلئے تغیر نہین منقول ہی حضرت صادقؓ وحسنؒ وابو حنیفہؒ ومالکؒ سے کہ استوی معلوم اور کیفیت نامعلوم اور ایمان اوسپر واجب اور جحود وانکار اوسکا کفر اور سوال کرنا اوس سے بدعت ہی (تفسیر مدارک۔ تمہید ابی شکور وغیرہما) مروی ہی کہ کسی نے سوال کیا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے کہ کہان تھا رب ہمارا عرش کے پیدا کرنے سے پہلے فرمایا کہ مکان کا سوال کرتا ہی۔ تھا اللہ تعالیٰ اور نتھا مکان اور وہ اب بھی ویسا ہی جیساکہ تھا (تمہید) الغرض استوی یا عروج ونزول اور وجہ و ید یہ سب ایک صفت خدا کی ہی بے کیف اور متشابہات قرآن سے ہی ہمارا اوسپر ایمان ہی اور اوسکی تاویل حقتعالی پر چھوڑتے ہین۔ وھو اعلم بمرادہ اَی عزیزو دیکھو کہ یہ عقیدہ موافق سواد اعظم اور ما انا علیہ و اصحابی ہی کبھی نہین افسوس باوجود ادعاء علم کے ایسے اختراعات جو جمہور سلف وخلف کے خلاف ہو اور بھی دعوے اہل سنت ہونیکا اَی بھائیو ان آزاد منشونکا کیا شکوہ کیا جائے۔ رونا تو یہ ہی جو اپنے تئین مقلد وحنفی صوفی درویش کہتے ہین اور ہزار و نکے مقتدی و پیشوا پیر و مرشد ہین۔ اونکے بعض خیالات آپنے دیکھے اور بھی آئندہ دیکھیے کہ کیا کیا گہر افشانی کرتے ہین ہمکو تو سعدیؒ کا قول یاد آتا ہی ؎ خلق از دست غیر نالہ کند ٭ سعدیؒ از دست خویشتن فریاد ٭ **ف** ابتک تو آپنے ذات باری کے ساتھ حسن عقیدت مشاہدہ کیا اب انبیاء واولیا علیہم الصلوۃ والسلام کیساتھ عقیدتمندیکا تماشا دیکھیے۔ اور خدا ورسول کو پیش نظر رکھیے تعصب کو راہ ندیجیے

قولہ انبیاء اولیاء بہوت پری اور ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ تقویۃ الایمان

اقول مسلمانو کتاب وسنت تمہارے پیش نظر ہے اس قول کو تم اوس سے موازنہ کرو اور دیکھو۔ کیا شریعت مطہرہ کی یہی تعلیم ہے کیا ما انا علیہ واصحابی۔ سواد اعظم کا یہی مذہب ہے۔ پانچویں مقدمہ کے احکام کو دیکھئے اور آپ خود فیصلہ کیجیے ای پیارو کیا مقتضاء ایمان یہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت وشان کے اظہار کا یہی طریقہ ہے۔ ہرگز نہیں۔ ہم جب کتاب اللہ پر نظر کرتے ہیں تو فیصلہ ناطق پاتے ہیں۔ ارشاد باری ہے وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ یعنی واسطے اللہ ہی کے عزت ہے اور واسطے اوسکے رسول کے اور واسطے ایمان والوں کے ولیکن منافق نہیں جانتے۔ ایحضرات یہ فرمان خداوندی ہے اگر تم اسپر ایمان رکھتے ہو تو اوس قول کو مردود و باطل سمجھو کہ وہ کھلا ہوا نفاق ہے وکفی باللہ شہیدا ورنہ تم جانو اور تمہارا ایمان کیا تمہاری زبان میں اس سے بڑھکر اہانت کا کوئی کلمہ ہے یا یہ الفاظ اوس سے مستثنیٰ ہے۔ اور خوش بیانی سنئے۔ قولہ

قولہ از وسوسۂ زنا خیال مجامعت زوجۂ خود بہتر است و صرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آن از معظمین گو جناب رسالتمآب باشند بچندین مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است (صراط مستقیم)

اقول مسلمانو دیکھو کسطرح دل کھولکر جناب سرور انبیاء محبوب خدا حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ وآلہ وسلم کی جناب میں گستاخی وبے ادبی کی گئی ہے جنکی شان اقدس کے آداب میں صحابۂ کرام کو اللہ نے یہ ادب سکھایا لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا اور لا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض یعنی نہ پکارو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسا تم ایکدوسرے کو پکارتے ہو ان تحبط اعمالکم نابود و برباد ہو جائینگی نیکیاں تمہاری۔ پس کیا اوس قول کا قائل صحابۂ کرام سے برتر ہے یا حبط اعمال کے حکم سے مستثنیٰ ہے یا یہ ترک ادب نہیں ہے۔ دیکھو مقدمۂ خامسہ کو تاکہ معلوم کرو حقیقت کو ای عزیز و گوش دلسے سنو احکام دین کو صاحب در المختار فرماتے ہیں ویقصد بالفاظ التشہد الانشاء کانہ یسلم علی نبیہ یعنی الفاظ تشہد میں یہ ارادہ کرے کہ میں اپنی طرف سے

سلام بھیجتا ہوں علامہ شامی رح فرماتے ہیں لا یقصد الاخبار والحکایۃ عما وقع فی المعراج یعنی نہ ارادہ کرے نمازی کہ میں خبر دیتا ہوں یا حکایت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے شب معراج میں فرمایا تھا رسول اللہ کو السلام علیک ایہا النبی رح ف اگر اخبار وحکایت کی نیت ہوگی تو وہ سلام نمازی کا نہوگا اور تشہد جو واجب ہے ادا نہوگا۔ لہذا نماز واجب الاعادہ ہوگی بسبب ترک واجب کے فقیہ ابو اللیث رح نے تنبیہ میں السلام علیک ایہا النبی کی یوں شرح کی ہے یا محمد علیک السلام صاحب احیاء العلوم نماز کے بیان تفصیل ما ینبغی ان یحضر فی القلب میں لکھتے ہیں واحضر فی قلبک النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وشخصہ الکریم وقل السلام علیک ایہا النبی الخ یعنی موجود کر اپنے دل میں نبی کو اور آپکے وجود کو اور عرض کر السلام علیک ایہا النبی الخ میزان شعرانی میں ہے کہ اسواسطے شارع علیہ السلام نے امر کیا ہے نماز میں سلام اور درود کیلئے التحیات میں تاکہ آگاہ کردے غافلوں کو کہ حق پروردگار کے سامنے تم بیٹھے ہو اس دربار میں تمہارے نبی موجود ہیں اور آپ درگاہ الٰہی سے کبھی جدا نہیں ہوتے پس نمازی خطاب کرتے ہیں لفظ سلام کے ساتھ آپ کو روبرو۔ انتہی بلفظہ۔ قال القرطبی رح فاذا الحبیب فی حرم الحبیب حاضر فاقبلوا علیہ قائلین السلام علیک ایہا النبی الخ (مواہب لدنیہ) ایحضرات یہ وہ امر ہے کہ ارباب ظواہر بھی اسپر پردہ نہ ڈال سکے۔ نواب بھوپال لکھتے ہیں۔ نیز آنحضرت ہمیشہ نصب العین مومنان وقرۃ العین عابدانست در جمیع احوال واوقات خصوصا در حالت عبادات ونورانیت وانکشاف درین محل بیشتر وقوی تر است وبعضی از عرفا قدس سرہم گفتہ اند کہ این خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است علیہ الصلوٰۃ والسلام در ذرائر موجودات وافراد ممکنات پس آنحضرت در ذوات مصلیان موجود وحاضر است پس مصلی باید کہ ازین معنی آگاہ باشد وازین شہود غافل نبود۔ تا بانوار قرب واسرار معرفت منور وفائز گردد (مسک الختام صفحہ ۲۴۴) الحاصل تشہد کے سلام میں نقل وحکایت نہ سمجھے بلکہ نمازی اس سلام میں ارادہ کرے کہ میں خود بالمشافہ حضرت پر سلام بھیجتا ہوں السلام علیک ایہا النبی ورنہ تعمیل حکم الٰہی سلموا علیہ جو قرآن میں ہے محروم رہے گا فبس خیال تو کیجیے فقہاء رحمہم اللہ تو یہ فرما رہے ہیں۔ اور مولوی صاحب اتباع سبیل المؤمنین کو چھوڑ کر سواد اعظم سے

موںھ موڑکر گوہر افشانی فرما رہے ہیں کہ بلالحاظ و امتیاز و فرق مراتب کے۔ انبیا و اولیا بہوت پری۔ کا ذکر کررہے ہیں اور گاؤخر سے نسبت دے رہے ہیں کیا جنکے لیے یہ حکم ہوا کہ لا تعتذروا قد کفرتم اور لقد قالوا کلمۃ الکفر یا جنکو یہ حکم ہوا ان تحبط اعمالکم اون لوگون نے اوس سے زیادہ بے ادبی وگستاخی حضور سرورکونین سلطان دارین کی جناب مین کی تھی۔ دیکھو مقدمۂ رابعہ و خامسہ۔ کیا مولوی صاحب کے لیے یہ احکامات قابل لحاظ نہین کیا عذر ہوگا اوسکا پیش خدا جسنے دریدہ دہنی کی اوسکے محبوب کی جناب مین ع۔ از خدا خواہیم توفیق ادب ؎

قولہ حاجتین برلانی بلائین ٹالنی مشکل مین دستگیری کرنی یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیاؑ اولیاؒ بہوت پری کی یہ شان نہین (الی قولہ) خواہ یون سمجھے کہ اللہ نے اونکو قدرت بخشی ہی ہر طرح شرک ہی (تقویۃ الایمان)

وقولہ منتین ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور اونکو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا یہی اونکا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو اوسکو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک مین برابر ہی (تقویۃ الایمان)

اقول حضرات مقام غور ہی کسیکو حاجت روا و مشکل کشا سمجھنا اگرچہ خدا ہی نے اوسی قدرت بخشی ہو شرک۔ اور منت ماننے یا کسیکو سفارشی سمجھنے والا مثل ابوجہل کے مشرک ہی۔ خدارا انصاف کیجئے اور اس تحکم کی داد دیجئے۔ کیا واقعی یہ امر صحیح ہی تمہید اولًا جاننا چاہئی کہ حضرت رب العزت جلشانہ نے جتنی چیزین خلق فرمائین وہ سب کسی نہ کسی غرض اور فائدے سے خالی نہین۔ اون سب مین افعال و خواص ہین اور دنیا عالم اسباب ہی۔ لہذا فطرتًا انسان عند الحاجت اوس اسباب کی طرف رجوع کرتا ہے۔ مثلًا وقت تشنگی کے پانی اور گرسنگی کیوقت کہانے کی طرف۔ کوئی یہ نہین سمجھتا کہ بہوک پانی پینے سے یا پیاس کہانا کہانے سے دفع ہوگی الغرض پانی پیاس کو اور کہانا بہوک کو دفع کرنیوالا معروف و معلوم۔ اسیطرح عند المرض انسان طبیب کیطرف اور موافق اوسکی تجویز کے دوا کیطرف رجوع کرتا ہی۔ مگر طبیب یا دوا کو مستقل بالذات شفا دینے والا کوئی نہین جانتا ہی۔ بلکہ ہر عاقل سمجھتا ہی کہ حکیم مطلق نے اونمین افعال و خواص رکہے ہین اور ہر مرض کے لیے دوا ہی اور بمشیت ایزدی شفا ہی اوسمین۔ تو کیا یہ سمجھنا کہ اللہ نے اونکو

قدرت بخشی ہی شرک ہی۔ اسکو شرک کہنا کمال سفاہت و نادانی ہی۔ اسمین تو کمال قدرت خداوندی کا اظہار ہی ادنی ادنی نباتات سے کیا کیا افعال ظہور مین آتے ہین کہ رانگ و تانبے سونے و چاندی ہو جاتے ہین۔ ایک ادنی آتشین شیشہ جب آفتاب کے مقابل کیجئے تو وہ اخذ نور یا خاصیت کرتا ہی کہ آگ دے دیتا ہی وقس علی ہذا۔ پس جب ادنی چیزونمین یہ صفت اوس قادر مطلق نے رکہا ہی۔ تو کیا مقربان بارگاہِ احدیت جو مظہر کمالات الٰہی اور نور مجسم ہین وہ نباتات و جمادات سے بہی کم حقیقت ہین۔ ہرگز نہین ؎ اولیا را ہست قدرت از الٰہ تیر جستہ باز گرداند ز راہ۔ بالعزیر و وہ برگزیدہ نفوس آئینۂ حق نما اور مخزن اسرار خدا ہین من عرف نفسہ فقد عرف ربہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین ؎ وانت تزعم انک جرم صغیر ٭ وفیک انطوی العالم الاکبر٭ علی ہذا تکلیف برودت کے دور کرنے کے لیے لباس کی طرف۔ دور و دراز کا سفر طے کرنے کے لیے سواری کی طرف۔ ہنگام جنگ آلات حرب کیطرف انسان رجوع کرتا ہی **خود مولوی اسمعیل صاحب نے** جب سکہون سے جہاد کا ارادہ کیا تو زیر سایہ سید احمد صاحب کے تمام ہندوستان شہر در شہر لوگون سے استمداد و استعانت کرکے ہر طرح کا مال جمع کیا اور آلات حرب سے اپنے تئین اور اپنے لشکر یونکو آراستہ کیا دیکہو اونکی سوانح عمری حیات طیبہ) الغرض خدا پر مطلقًا بہروسہ نکیا لوگون ہی کو اپنا معین و مددگار اور آلات حرب کو معاون سمجہا تو کیا یہ کہنا صحیح ہی کہ خواہ یون سمجھے کہ اللہ نے اونکو قدرت بخشی ہی ہر طرح مشرک ہی گو اوسکو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے ابوجہل اور وہ شرک مین برابر ہی (تقویۃ الایمان) آؤ مین تمکو کتاب و سنت سے بتاؤن اور حقیقت خاصان خدا کی سناؤن اگر خدا و رسول پر سچا ایمان رکہتے ہو تو بصدق دل سنو اور غور کرو حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہم الصلوۃ والسلام فرماتے ہین وابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتی باذن اللہ یعنی مین اچہا کردیتا ہون اندہے اور سفید داغ والے کو اور زندہ کرتا ہون مردونکو ساتھ حکم الٰہی کے۔ پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت دی تہی آپکو کہ اندہے و کوڑہی کو اچہا اور مردہ کو زندہ کرتے تہے پس یہ کہنا کہ خواہ یون سمجھے کہ اللہ نے اونکو قدرت بخشی ہی ہر طرح شرک ہی۔ کسقدر منہ زوری اور زیادتی ہی کتاب اللہ مین دیکہیے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت مریم سے فرمایا لاھب لک غلامًا زکیًا

یعنی تاکہ مین دون تجکو لڑکا پاکیزہ ف حضرت جبرئیل نے لڑکا دینے کی نسبت اپنی طرف کی کہ مین دون تجکو - تو کیا مثل مولویصاحب کے کوئی اہل ایمان کہہ سکتا ہی یہ سب شرک ہو نعوذ باللہ من علم لا ینفع ؂
عہ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ؂

قولہ جسکا نام محمد یا علی ہی وہ کسی چیز کا مختار نہین جو کوئی کسی مخلوق کو عالم مین تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل ہی سمجھکر اوسکو مانے تو اوسپر شرک ثابت ہوتا ہی گو کہ اللہ کے برابر نہ سمجھے

اقول ناظرین کتاب و سنت مین غور فرمائین خدا و رسول کا کیا ارشاد ہی اور یہ شخص کس حد تک اپنے قول مین راست باز ہے اللہ تعالی فرماتا ہی اغنٰہم اللہ ورسولہ من فضلہ یعنی دولتمند کر دیا اونہین اللہ اور اوسکے رسول نے اپنے فضل سے دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہی ولو انہم رضوا ما اٰتٰہم اللہ ورسولہ وقالوا حسبنا اللہ سیؤتینا اللہ من فضلہ ورسولہ یعنی اور اگر وہ راضی ہوتے اوسپر جو دیا اونکو اللہ اور اوسکے رسول نے اور کہتے کافی ہے ہمکو اللہ قریب ہے دے گا ہمکو اللہ اپنے فضل سے اور رسول اوسکا تیسری آیت انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ انعام کیا اللہ نے اسپر اور انعام کیا تو نے ای نبی کریم اوسپر ف ای ایمان والو دیکھو حضرت حق جل و علا نے ہر فعل مین اپنے ساتھ اپنے رسول کو بھی شریک کیا ؂ پس کیا قول مولوی صاحب کا صحیح ہو کہ یہ شرک ہی اور محمد کسی چیز کا مختار نہین - یہ کیسی کھلی ہوئی بیدینی ہو ؂ استغفر اللہ ؂ اور سنئے اللہ تعالی اپنے محبوب کی تقویت و تسکین فرماتا ہو یا ایہا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین ای نبی کافی ہی تجھے اللہ اور جنے اتباع کی تیری ایمان والونسے ف یہ آیہ کریمہ اگرچہ حضرت عمر رض کی شان مین نازل ہوئی مگر اون اتباع مین جو ابتک مسلمان ہوئے تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی ہین ؂ پس دیکھو یہ اختیار دیا ہی اللہ تعالی نے اپنے بندونکو ؂ پس اگر سینہ حاسدان بسوز و دل اہل زیغ بشگافد چہ تو ان کرد ؂ ان شانئک ہو الابتر قرآن پاک کے متعدد مقام مین اللہ تعالی نے اپنے محبوب کی توصیف فرمائی ہی ویزکیہم یعنی آپ پاک کرتے ہین اونہین گناہونسے ؂ یعنی

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو - اللہ تعالی فرماتا ہی - کہ آپ لوگونکو گناہونسے پاک کرتے ہین - اب کوئی ناعاقبت اندیش یا اوسکے اعوان و انصار یہ کہین جو کوئی کسی مخلوق کو عالم مین تصرف ثابت کرے تو وہ شرک ہی تو پہر فرمان الہی کا مطلب کیا ہوگا جو ارشاد ہو رہا ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگونکو گناہونسے پاک کرتے ہین اور اونکو غنی کر دیا - اور اللہ تعالی اور ایمان والے اوسکے رسول کو کفایت کرتے ہین ؂ اسکے کیا معنی ذرا ہوش کرو ای غافلو ؂ دیکھو حدیث مین وارد ہی فاغناہ اللہ ورسولہ رواہ البخاری عن ابی ہریرہ رض ؂ یعنی ابن جمیل کو غنی کر دیا اللہ تعالی اور اوسکے رسول نے ؂ قرآن پاک مین موجود ہی فان اللہ ہو مولٰہ وجبریل وصالح المؤمنین پس بیشک اللہ ہی مددگار ہی اپنے نبی کا اور جبرئیل اور نیک مسلمان ف دیکھئے اللہ تعالی نے اپنے نبی کی مدد مین اپنے ساتھ جبرئیل اور مسلمانونکو بھی مددگار بنایا - دوسری جگہ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین اٰمنوا اللہ ہی مددگار ہی تمہارا اور اوسکا رسول اور ایمان والے ؂ اسیطرح بکثرت مضامین کتاب و سنت مین وارد ہین - جنکے ذکر کی اس مختصر مین گنجایش نہین پس ای عزیز و اگر تم خدا اور رسول پر ایمان رکہتے ہو تو اوسکے ارشاد کو سنو - اور اگر بیچوں ای اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ خدا کے سوا کسی غیر کو تمنے اپنا رب قرار دیا ہی تو یاد رکہو وما یغنی عنکم من اللہ شیئا وان انتم الا فی ضلال کبیر اب مین چند احادیث ذکر کرون جنمین بالتصریح مذکور ہی کہ نظام عالم مین اللہ تعالی نے حضور کو متصرف بنایا ہی اخرج الحاکم فی المستدرک عن ابی ہریرۃ رض انا ابو القاسم اللہ یعطی وانا اقسم کان یوصل علی کل احد نصیبہ الذی کتب لہ (الی قولہ) ولاجل ہذا عد من خصائصہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ اعطی مفاتیح الخزائن (الی قولہ) فکل ما ظہر فی العالم فانما یعطیہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم الذی بیدہ المفاتیح فلا یخرج من الخزائن الالہیۃ شیئ الا علی یدہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسی شرح دلائل الخیرات یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین - مین ابو القاسم ہون اللہ تعالی عطا فرماتا ہی مجکو اور مین تقسیم کرتا ہون اور پہونچاتا ہون ہر ایک کو حصہ اوسکا جو لکہا گیا ہی اوسکے لئے - اسی سبب سے اسکو علماء نے آپکے خصائص سے شمار کیا ہی اسلئے کہ عطا کی گئی ہین آپکو

کنجیان خزانون کی پس جو کچھ کہ ظاہر ہوتا ہی پس جز این نیست کہ عطا فرماتے ہین اوسکو ہمارے
سید و آقا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوس سے کہ جو کچھ آپ کے ہاتھ مین ہی خزانون سے
پس نہین نکلتی خزائن الہیہ سے کوئی شئے مگر ہاتھ پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہی منہا و
انہ اعطے مفاتیح الخزائن - قال بعضہم وہی خزائن اجناس العالم لیخرج لہم بقدر ما یطلبونہ
لذواتہم فکل ما ظہر من رزق العالم فان الاسم الالٰہیۃ لا یعطیہ الا عن محمد صلی اللہ علیہ وسلم الذی بیدہ
المفاتیح مواہب لدنیہ مطلب اسکا پہلی عبارت کے مطابق ہی - حدیث بینا انا نائم اذ جیئ
بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی متفق علیہ عن ابی ہریرۃ واحمد وابوبکر بن ابی شیبۃ
عن علی رض واحمد فی مسندہ والطبرانی فی معجمہ الکبیر عن عبد اللہ بن عمر رض اوتیت مفاتیح کل
شیئ الا الخمس یعنی مجھے ہر چیز کی کنجیان عطا کی گئین سواے پانچ کے وفی حاشیۃ جامع صغیر
ثم اعلم بہا بعد ذلک یعنی پھر یہ پانچ بھی عطا ہوئین اسیطرح جلال الدین سیوطی رح نے خصائص کبری
مین اور مدابغی نے شرح فتح المبین مین حدیث الکرامۃ والمفاتیح یومئذ بیدی - رواہ الدارمی
فی سننہ عن انس رض یعنی عزت اور کنجیان دن قیامت کے میرے ہاتھ مین ہونگی ؛ شیخ عبد الحق رح محدث
دہلوی فرماتے ہین ؛ دران روز ظاہر گردد کہ وے صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نائب مالک یوم الدین ست
در روز اوست و حکم حکم او و حکم رب العلمین (مدارج) ملا علی قاری مرقاۃ مین لکھتے ہین کہ ذکر کیا ابن
سبع رح نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص مین ان اللہ تعالی اقطعہ ارض الجنۃ
یعطی منہا ما شاء لمن شاء یعنی بیشک اللہ تعالی نے جاگیر کر دی ہی آپ کے لیے زمین جنت کی عطا
فرمائین اوس سے جسقدر چاہین جسکے لئے چاہین ؛ ابن حجر مکی جوہر المنظم مین فرماتی ہین انہ صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم خلیفۃ اللہ الذی جعل خزائن کرمہ وموائد نعمہ طوع یدیہ
وتحت ارادتہ یعطی منہا من یشاء ویمنع من یشاء یعنی حضور
سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا خلیفہ ہین اللہ کے اور کیسے خلیفہ کہ کر دیا ہی اللہ تعالی نے اپنے کرم کے خزانونکو
اور اپنی نعمت کے خوانونکو مطیع آپ کا اور زیر حکم آپکے جسقدر جسکو چاہین عطا فرماوین اور جسکو چاہین

نہ دیوین انتہی ؛ سبحان اللہ کیا سرکار ہی جناب سرور کونین سلطان دارین کی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی کہ ایکدن فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے یا ربیعۃ سلنی فاعطیک (ہذا لفظ الطبرانی ؛ وروی مسلم) فقلت اسئلک
مرافقتک فی الجنۃ قال او غیر ذلک قلت ہو ذاک قال فاعنی علی نفسک بکثرۃ السجود رواہ مسلم
وابو داؤد وابن ماجہ والطبرانی فی المعجم الکبیر ؛ یعنی ای ربیعہ رض سوال کر مجھسے پس عطا کرونگا مین تجکو
تو کہا ربیعہ رض نے مین سوال کرتا ہون آپ سے رفاقت آپکی جنت مین فرمایا کہ آیا اسکے سوا کچھ اور
کہا مین نے کہ بس وہی جو عرض کی مینے فرمایا کہ اعانت کر میری کہ اپنے اوپر کثرت سجود لازم کر لے
تنبیہ ان حضرات مولوی صاحب کے نزدیک تو معاذ اللہ اس حدیث مین سراپا شرک ہی بھرا ہی کے
آپنے فرمایا کہ مجھسے سوال کر او رمین دونگا - اور حضرت ربیعہ رض نے بھی اسئلک کہا اسئلک اللہ نکہا
پھر آپ کا یہ فرمانا کہ اعنی میری مدد کر - کیا کوئی اہل ایمان کہہ سکتا ہی کہ یہ سب شرک ہی اور معاذ اللہ
ہماری ہادی برحق نے شرک تعلیم کیا ہی ؛ نعوذ باللہ من ہذا الجہل - ای ایمان والون دینداروں کی
توحید پر بجاؤ اپنے خالق برحق اور اوسکے سچے پیغمبر کی تعلیم توحید کو لازم پکڑو - اونکی جس توحید کے
اعتبار سے تو شرک سے - خدا اور رسول تک بھی بری نہین ہو سکتے ؎ این چہ شوریست کہ در دور قمر
می بینم ؛ ہمہ آفاق پر از فتنہ وشر می بینم ؛ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح شرح مشکوۃ تحت حدیث ربیعہ رض تحریر
فرماتے ہین - از اطلاق سوال کہ فرمود سل بخواہ تخصیص نکرد بمطلوبے خاص معلوم میشود کہ کار ہمہ
بدست ہمت وکرامت اوست صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہر چہ خواہد وہر کرا خواہد باذن پروردگار خود دہد
فان من جودک الدنیا وضرتہا ملا علی قاری رح مرقاۃ مین فرماتے ہین یؤخذ من اطلاقہ صلی اللہ
تعالی علیہ وآلہ وسلم الامر بالسؤال ان اللہ تعالی مکنہ من اعطاء کل ما اراد من خزائن الحق
یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اطلاق فرمانے سے اس امر سے کہ سوال کر یہ اخذ ہوتا ہی کہ بیشک
اللہ تعالی نے قدرت دی ہی آپکو عطا فرمانے کی کہ جو کچھ چاہین خزانہ حق سے دیدین ؛ انتہی ؛ یہ مذہب

اور عقیدہ اہل حق کا ؛ بس یہ کہنا - خواہ یون سمجھے کہ اللہ نے اونکو قدرت بخشی ہی ہر طرح شرک سے

کسقدر منھ زوری اور کتاب و سنت پر زیادتی ہی اور غایت اوسکی کہان تک پہونچتی ہی یہ حال جو مذکور
ہوا وہ متعلق تھا سرکار سید ابرار محبوب پروردگار سے اور آپکی سرکار بہت ہی اعلی و ارفع ہی ؎ اللھم
صلے علی سیدنا محمد بعدد کل ذرۃ الف الف مرۃ ؎
اب کسیقدر اولیاء اللہ اور مقبولان بارگاہ کے فیضان و تصرفات کا ذکر کرتا ہون ؎ بمنہ و کرمہ
عن علی الابدال یکونون بالشام وھم اربعون رجلا کلما مات رجل ابدل اللہ مکانہ رجلا یسقی بھم
الغیث و ینتصر بھم علی الاعداء و یصرف عن اھل الشام بھم العذاب یعنی ابدال چالیس شخص شام مین ہوتے
ہین جب اونمین سے کوئی مرجاتا ہی تو بدل دیتا ہی اوسکی جگہ پر اللہ تعالی دوسرے کو۔ سیراب کئے جاتے
ہین بسبب اونکے پیاسے اور مدد دی جاتے ہین اونکی وجہ سے دشمنو نپر اور روک دیا جاتا ہی اہل شام
سے برکت اونکے عذاب ؎ رواہ احمد ؎ ملا علی قاری مرقاۃ مین لکھتے ہین بھم یدفع البلاء عن ھذہ
الامۃ کذا فی شرح شفا الملاعلی یعنی اونکی برکت سے دفع کیجاتی ہی بلا اس امت سے ؎ ف آجکے نئے
توحید والے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دافع البلاء کہنا اور اسی بنا پر درود تاج کا پڑھنا
شرک بتاتے ہین کہ اوسمین حضرت کو دافع البلا کہا گیا ہی اہل بصیرت یہان دیکھین کہ بسبب اولیاء اللہ
کے کیا کیا فیضان حق لوگو نپر ہوتے ہین جسکو مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ بیان فرماتے ہین ؎ حدیث
ان اللہ لیدفع بالمسلم الصالح عن مائۃ اھل بیت من جیرانہ البلاء بیشک اللہ تعالی دفع کرتا ہی
بسبب نیک مسلمانکی اوسکے ہمسایونسے سو گھر والونسے بلا کو ثم تلا ابن عمر ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض
رواہ احمد (خازن) والطبرانی فی الکبیر و عبد اللہ بن احمد ثم البغوی فی المعالم حدیث ھل
تنصرون و ترزقون الا بضعفائکم رواہ البخاری عن سعد یعنی نہین تم روزی دی جاتے اور مدد کیے جاتے ہو
مگر بسبب اپنے ضعیفو نکے ؎ و رواہ الحارث فی مسندہ عن ابن عباس رض والترمذی والحاکم عن انس رض مثلہ ؎
حدیث الابدال فی امتی ثلثون بھم تقوم الارض و بھم تمطرون و بھم تنصرون رواہ الطبرانی فی الکبیر
اور ایک مین حضرت علی رض سے ہی یصرف عن اھل الارض البلاء والغرق رواہ ابن عساکر ؎ اونہین کے
بسبب اہل زمین سے بلا اور غرق دفع ہوتا ہی اور مثل ان روایتون کے روایت کی ہی طبرانی نے

اولیاء اللہ کے فیضان و تصرفات

اوسط مین عوف بن مالک رض سے و نیز انس رض سے اور ابن حبان نے اپنی تاریخ مین ابو ہریرہ سے اور ابو نعیم
نے حلیہ مین عبد اللہ بن مسعود سے اور خلال نے ابن عمر رض سے حدیث فبھم یحیی و یمیت و یمطر
و ینبت و یدفع البلاء اونہین کے ذریعہ سے خلق کی حیات موت مینہ کا برسنا نباتات کا اوگنا
بلاؤنکا دفع ہونا ہوا کرتا ہی۔ رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ و ابن عساکر عن ابن مسعود تمام احادیث کے مؤید
ایک نص قطعی ہم ذکر کر دیتے ہین تاکہ جنکے دلونمین شک و ریب ہی اونپر حجت قائم ہو جائے قال اللہ
عز وجل وما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم و انت بین اظھرھم لانک بعثت رحمۃ للعالمین و سنتہ
ان لا یعذب قوما عذاب استیصال ما دام نبیھم بین اظھرھم وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون ای
ولو کانوا ممن یؤمن و یستغفر من الکفر او معناہ و فیھم من یستغفر و ھم المسلمون بین اظھرھم ممن تخلف عن
رسول اللہ من المستضعفین تفسیر مدارک ایسا دیکھو اس آیۂ کریمہ کو مع اوسکی تفسیر کے من یشفی العلیل
و یروی الغلیل خلاصہ یہ کہ اللہ نہ عذاب کریگا کافرونکو جبتک آپ اونمین ہین اسلیے کہ آپ رحمت ہین سارے عالم
کے لیے اور نہ عذاب کریگا اونکو جبتک اونمین کوئی مسلمان باقی ہی دیکھو اہل ایمان کی بھی برکت سے
کافرونپر عذاب نہین آتا تو اولیاء اللہ تو مقبولان بارگاہ ہین ف ای عزیزو یہ ہی شان اولیاء اللہ کی
جو مظہر کمالات اور مصدر اسرار الہی ہین فہم من فہم و جہل من جہل ارباب ظواہر تو ان احادیث کو
دیکھکر مخبوط و مبہوت ہو جائینگے۔ اسلئے کہ ان حدیثونکو اونہون نے کبھی سنا ہی نہو گا۔ لیکن ای لوگو
ذرا اپنے کلیجو نکو ہاتھونسے تھام لو۔ مین ایک زبردست حدیث تمہین سناتا ہون اگر تم نے بسمع طاعت
سن لیا اور قبول کیا تو رحمت پروردگار کے سزاوار ہوئے اور اگر اپنی قدیم عناد پر اڑے رہے تو تمپر
حجت الہی قائم ہی۔ و عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالی قال من
عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب وما تقرب الی عبدی بشیء احب الی مما افترضت علیہ وما
یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ
الذی یبصر بہ و یدہ التی یبطش بہا و رجلہ التی یمشی بہا وان سالنی
لاعطینہ ولئن استعاذنی لاعیذنہ الحدیث رواہ البخاری ؎ زین

جانتا ہون کہ اس حدیث شریف کے مقدس الفاظ وہابیونکے جگر پر اشد من الحدید یعنی سیف و
سنانسے زیادہ تر دکہ دہندہ اثر پیدا کرینگے۔ مگر یاد رکہنا چاہئے کہ جو ایمان لائے ہین نبی اُمی روحی فداہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور التصدیق بما جاء بہ النبی کے سچے شیدائی وودلدادہ ہین اونکے
لیے زادتھم ایماناً وھم یستبشرون ہی اور جنکے دلون مین شک وریب نفاق کا مرض ہی
واما الذین فی قلوبھم مرض فزادتھم رجساً الیٰ رجسھم کا ظہور ہوگا۔ مگر فاسد العقیدہ لوگونکو سخت مصیبت ہی
کہ اگر حدیث کو مانے لیتے ہین۔ تو مولوی اسمٰعیل کے حکم سے مشرک بنتے ہین اور اگر نہین مانتے تو ایمانسے
ہاتھ دہوتے ہین ہر طرح خرابی ہی سہ دوگونہ رنج وعذابست جان مجنون را ؛ بلائے صحبت لیلیٰ و فرقت لیلیٰ
مگر مین بحکم الدین النصیحۃ یہ عرض کئے دیتا ہون اسجگہ تمہارے ایمان کا امتحان ہی اگر تمنے تقویۃ الایمان
ہی کو اپنا ایمان سمجہا تو واضح رہے کہ زمرۂ اتخذوا احبارھم ورھبانھم ارباباً من دون اللہ مین
تمہارا حشر ہی اور اگر خدا اور رسول پر ایمان ہی تو زیر لواے حمد محمدیونکی صف مین جگہ لوگے ؛ وما علینا
الا البلاغ اب بطوع ورغبت متوجہ ہوکر سنو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ اللہ تعالیٰ
جلشانہ فرماتا ہی ما یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل ہمیشہ میرا بندہ نزدیکی چاہتا ہی میرے ساتھ
نوافل کے یہانتک کہ اوسکو مین اپنا دوست کر لیتا ہون پس جبکہ اوسکو اپنا دوست کر لیتا ہون تو ہوجاتا ہون
مین کان اوسکا کہ اوس سے وہ سنتا ہی اور آنکہ اوسکی کہ جس سے وہ دیکہتا ہی تنبیہ ای لوگو ذرا
گہبراکر مرغ بے ہنگام کی طرح سداے شرک نہ بلند کر دینا کیونکہ یہ حدیث قدسی بخاری کی ہی۔ اگرچہ اس
مضمون سے تمہارے کان ناآشنا اور دل متحیر ہین۔ کیونکہ انکو تمہارے علماء نے تمسے چہپایا ہی۔ حالانکہ
یہ بخاری کی حدیث ہی اسمین مقبولان بارگاہ احدیت کے۔ تقرب خداوندی ومحبوبیت کا ذکر ہی۔ اگر
تم متحیر ہو کہ اللہ تعالیٰ یہ کیا فرما رہا ہی کہ مین اونکے کان ہوجاتا ہون کہ اُس سے وہ سنتا ہی اور اوسکی آنکہ ہوجاتا
ہون کہ اوسی سے وہ دیکہتا ہی۔ پس آؤ ہم تمکو بتاتے ہین سنو اور بصدق اعتقاد سنو روایت ہی
ابن عمرؓ سے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساریہ ابن زنیمؓ کو ایک لشکر کا سردار کر کے جہاد پر بہیجا تھا۔ اثناء
خطبہ مین حضرت عمرؓ نے فرمایا یا ساریۃ الجبل رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ ملا علی قاریؒ مرقاۃ مین لکھتے ہین

وفیہ انواع الکرامۃ یعنی اوسمین کئی کرامتین حضرت عمرؓ (وغیرہ) کی ہین ایک تو یہ کہ اوس معرکہ کو آپنے
مدینہ طیبہ سے دیکہا دوسرے یہ کہ آپکی آواز وہانتک پہونچی اور سبنے سنا اور اونکو دشمن پر فتح ونصرت
حاصل ہوئی اونکی برکت سے (مرقاۃ) ف پس ای ایمان والو غور کرو کہ وہ کون آنکہین تہین جنسے
دور و دراز معاملہ کو حضرت عمرؓ نے منبر رسولؐ پر سے مشاہدہ فرمایا کیا وہ ہماری تمہاری سی آنکہونکا کام
ہی ؛ کلا واللہ ہرگز نہین ؛ بلکہ وہ وہ آنکہین تہین جو اللہ نے فرمایا وبصرہ الذی یبصر بہ اور
کون کان تہے جن نے اسقدر بُعد پر اوسی آواز کو سن لیا اور وہ آواز اون تک پہونچ گئی وہ ہی
کان ہی جنکے لیے ارشاد ہو رہا ہی فکنت سمعہ الذی یسمع بہ فاحفظ واستقم علی الایمان
اب رہا بقیہ مضمون حدیث کا کہ مین اوسکا ہاتھ ہوجاتا ہون جس سے وہ پکڑتا ہی اور مین اوسکا پیر ہوجاتا
ہون جس سے وہ چلتا ہی ؛ پس آؤ ہم تمکو قرآن پاک سے بتاوین کہ وہ کیسے ہاتھ پیر ہوتے ہین حضرت
سلیمان علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام نے تخت بلقیس کے نسبت جسوقت فرمایا کون ہی ایسا جو اوسکو
اوٹہا لاوے۔ تو بقول اصح وجمہور مفسرین آصفؒ برخیا کاتب حضرت سلیمان نے عرض کیا انا اٰتیک بہ
قبل ان یرتد الیک طرفک مین لاؤنگا اوسکو قبل اسکے کہ پہیرین آپ نگاہ اپنی طرف ؛ ف[1]
پس خیال کرو ای عزیزو کہ تخت بلقیس ملک سبا جو ممالک یمن سے ہی وہان تہا اور حضرت سلیمانؑ بیت المقدس
مین باوجود اسقدر بُعد مسافت کے آصف برخیا نے ایک چشم زدن مین وہ تخت لاکر سامنے رکہدیا پس
وہ کونسے پیر تہے کہ جس سے وہ گئے اور آئے اور وہ کونسے ہاتھ تہے جو تخت کو اوٹہا لائے۔ کیا وہ تمہارے
سے ہاتھ تہے ہرگز نہین وہ وہ ہاتھ تہے جنکے لیے ارشاد ہی او کنت یدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی
یمشی بہا دیکہو حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ در خیبر کو بجاے سپر لئے ہوئے لڑتے رہے ؛ یہ تمسے
ہاتھونکا کام نہین ہی وہ یَدُ اللّٰہی قوت تہی ؛ اسلئے مولانا رومؒ فرماتے ہین سہ اولیارا ہست
قدرت از الٰہ ؛ تیر جستہ باز گرداند ز راہ ؛ شبہہ شاید کوئی سفیہ سادہ لوح کہے کہ اولیاء اللہ کو

[1] معلوم نہین کہ مولوی صاحب حضرت سلیمان پر کیا فتویٰ دینگے وہ تخت بلقیس کو غیرونسے طلب فرما رہے ہین خدا سے نہین طلب کرتے
پہر ایک چشم زدن مین تخت اوٹہا لانیکی قدرت اونکو کسنے دی۔ مولوی صاحب یہ فرمائینگے یون سمجہے کہ اللہ نے انکو قدرت بخشی ہی ہر طرح شرک ہے

خدا کا ہمسر کر دیا؛ جواب نعوذ باللہ من ذلک۔ اگر وہابیونکے خدا کی اتنی ہی قدرت ہی کہ دنیا کے کسی حصہ کی چار دیوار مین محدود ہی۔ تو ایسے خدا کی ہمکو حاجت و پرواہ نہین ہی؛ ہمارا خدا وہ خالق اکبر اور معبود یکتا ہی کہ جسکا کوئی مثل وہمسر نہین وہ لاشریک ہی؛ اپنی مخلوق اور بندونکو بڑی بڑی قدرتین عطا فرمائی ہین؛ دیکھو حضرت عزرائیل ہر ہر آن مین لاکھون مخلوق کی مختلف مقامونسے روح قبض کرتے ہین؛ حضور سرور عالم صلی اللہ وآلہ وسلم کے روضۂ مقدس پر ایک فرشتہ کھڑا ہی سارے جہانکے مونونسے جس نے درود پڑہا وہ سن لیتا ہی۔ اور حضور مین عرض کرتا ہی فلان بن فلان یسلم علیک یا رسول اللہ صاحب عقل سلیم سمجھ سکتا ہی کہ حدیث مذکورہ کے مضمون مین کچھ استبعاد نہین۔ دنیا کی کم حقیقت چیز آتشین شیشہ جب تم اپنے ہاتھ مین لیکر آفتاب کے مقابل کرتے ہو باوجودیکہ آفتاب فلک رابع پر ہی یا این بعد وہ اخذ نور یا نخاصیت کرتا ہی کہ آگ دے دیتا ہی تو کیا کوئی عاقل کہہ سکتا ہی کہ وہ شیشہ خود آفتاب ہے؛ ہرگز نہین؛ علی ہذا اولیاء اللہ کو حضرت حق نے وہ اوصاف عطا فرمائے ہین جو اونکے غیرون مین نہین پائے جاتے اونکی یہ صفت ہی ؎ مردان خدا۔ خدا نباشد؛ لیکن ز خدا جدا نباشند؛ بد اعتقاد و بدمذہب کیا جانے کہ خاصان خدا کا کیا مرتبہ ہی۔ آئینہ دل کو بداعتقادی کی کدورتونسے صاف کرکے بصدق و اخلاص دیکہین تو معلوم ہو۔ اللہ تعالی جلشانہ فرماتا ہی یہ حدیث قدسی ہی ما وسعنی ارضی ولا سمائی ولکن وسعنی قلب عبدی المؤمن من مرقاۃ؛ وہکذا رایت فی سیرۃ النبوی جلد ۳ صفحہ ۲۴۴ جسکو مولانا فرماتے ہین ؎ گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است من نگنجم ہیچ در بالا و پست؛ در زمین و آسمان و عرش نیز؛ من نگنجم تو یقین دان ای عزیز؛ در دل مومن بگنجم ای عجب؛ گر مرا جوئی دران دلہا طلب؛ الغرض آخر جملہ حدیث بخاری کا یہ ہی وان سالنی لاعطینہ یہ جملہ لام تاکید و نون تاکید سے موکد ہی کیا معنی کہ اور اگر سوال کرتا ہی وہ بندہ مجھسے تو ہر آئینہ بیشک مین عطا کرتا ہون اوسکو پس معلوم ہوا کہ اونکی دعا مستجاب ہوتی ہی؛ دوسری حدیث مین وارد ہی رب اشعث مدفوع بالابواب لو اقسم علی اللہ لابرہ[1]

[1] ای لو حلف علی وقوع شیء اوقعہ اللہ اکراما لہ باجابۃ سوالہ وصیانۃ من الحنث فی یمینہ ہذا لعظم منزلۃ عند اللہ شرح جامع صغیر شیخ عزیزی ۱۲ منہ

رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ رض؛ یعنی کتنے ایسے لوگ کہ بظاہر جنکے بال متفرق و پراگندہ ہیں اگر کسیکے دروازے پر جائین تو ہنکادئے جائین (اللہ کے نزدیک ونکا وہ مرتبہ ہی) اگر قسم کہالین اللہ پر البتہ پوری کری قسم اونکی ف یعنی سوال کرین اللہ سے کسی شئی کا اور قسم کرین اوسپر کہ اللہ کرہی دے اوسکو۔ البتہ کریگا اللہ اوسکو۔ الغرض اگر اللہ کے بہروسہ پر قسم کہا لینگے تو البتہ اونکی قسم پوری کرے گا اللہ تعالی اونکو شرمندہ نکرے گا؛ لمعات مسئلہ توسل واستمداد از انبیا و اولیا کے بیان مین؛

قولہ

اونکو اپنا وکیل وشفارشی سمجھنا یہی اونکا کفر وشرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی اوسکو سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک مین برابر ہی (تقویۃ ص ۸)

قول ای عزیز واصل مسئلہ کو متوجہ ہوکر سنئے اور غور فرمائیے سب سے پہلے ہمارے معبود برحق نے ہمکو یہ ہدایت فرمائی کہ اوسکی بارگاہ بے نیاز مین یون عرض والتجا کرین؛ اہدنا الصراط المستقیم یہ امر تو محتاج بیان نہین کہ دنیا کے تمام اہل مذہب اپنے تئین راہ حق اور صراط مستقیم پر جانتے ہین۔ اور اپنے غیرونکو یقینی گمراہ سمجھتے ہین پس یہ امر کیونکر متحقق ہو کہ اصل مین راہ حق کیا ہی لہذا اوس بے نیاز کے لئے فرمایا صراط الذین انعمت علیہم یعنی راہ مستقیم درحقیقت وہ راہ ہی کہ جسپر وہ مقدس لوگ ہین جنپر اللہ تعالی نے انعام فرمایا ہی یعنی انبیا۔ صدیقین شہدا و صالحین الغرض اللہ تعالی نے ممتاز فرمایا کہ راہ مستقیم اونکا طریقہ ہی ف پس سب سے پہلے طاعت اور بندگی کے لیے ضرورت ہوئی کہ ہم اونکا طریقہ اختیار کرین جو منعم علیہ ہین خدا کی خاص ورنہ راہِ مستقیم سے جدا کسی راہ پر ہونگے جو سبب ضلالت وگمراہی ہی پس غور کر ای عزیز کہ طاعت وبندگی مین بھی ہمکو ضرورت ہی وسیلہ کی تاوقتیکہ طاعت اور بندگی اسی وظیفہ کے موافق ہم نکرین جو طریقہ منعم علیہم۔ ما انا علیہ واصحابی کا ہی ہم راہ مستقیم حاصل نہین کر سکتے۔ اور جو اونکے طریقہ کے خلاف ہی وہ یقینی گمراہ جہنمی ہی؛ ورنہ جو اونکے طریقہ سے منحرف ہو وہ ثابت کرے کہ اونسے مخالف ہوکر راہ مستقیم حاصل ہونیکا کیا ذریعہ ہی؛ الحاصل راہ مستقیم وہ راہ ہی جسپر منعم علیہم تھے اور وہ دائر وسائر ہین ما انا علیہ واصحابی مین جو اونکے طریقہ پر ہی وہ ناجی ہی جو اوس سے علیحدہ ہی وہ یقینی ناری ہے دوسری آیۂ کریمہ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاءوک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم

الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما ای حضرات ذرا اس فرمان الٰہی مین غور کرو تمہارے مرض عصیان کا
علاج بتایا گیا ہی یہ ارشاد ہو رہا ہی ۔ اور اگر وہ جسوقت ظلم کرین اپنی جانون پر (بسبب ارتکاب
معاصی کے) آوین آپکی جناب مین پس بخشش چاہین اللہ تعالیٰ سے اور بخشش چاہے اونکے لیے رسول
(بذریعہ شفاعت کے) البتہ پاوینگے اللہ کو توبہ قبول کرنیوالا مہربان فقط ای حضرات غور کرو کہ گناہ کرنیکے بعد گھر مین
اپنی ہم توبہ نہین کرسکتے یا خداوند کریم نہ سنتا کیون نہین ضرور سنتا مگر باینہمہ یہ ارشاد ہی آوین ہم دربار رحمۃ اللعالمین
مین لیکن وہان حاضر ہو کر بھی ہم استغفار کرین تو وعدہ مغفرت نہین بلکہ تاوقتیکہ جناب شفیع المذنبین اپنے لب اعجاز سے
ہمارے لیے شفاعت نفرمائین گے ہم بخشی نجائینگے الغرض جب ہم آپکو وسیلہ ٹھہراکر بوسیلہ آپکی توبہ و استغفار کرین اور حضور
بھی ہماری شفاعت فرمائین تب اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہی کہ وہ قبول فرمائیگا فقط پس ای لوگو یاد رکھو
بے وسیلہ اور بے شفاعت جناب رحمۃ اللعالمین و شفیع المذنبین کے ہرگز نہ بخشی جاؤ گے اب ذرا
اوس قول کا موازنہ کرو جو یہ کہہ رہا ہی۔ کہ جسکا نام محمد اور علی ہی وہ کسی چیز کا مختار نہین (تقویۃ ص۲۲)
ای دین دارو اونکو اللہ تعالیٰ نے وہ اختیار دیا ہی کہ بغیر اونکے چاہی کسیکی بخشش نہین اور وہ تو اونکی
شفاعت کا اہل ہی نہین جو شفاعت کا منکر ہی حکایت ہی کہ بعد دفن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم کے ایک اعرابی آیا اور اپنے تئین مزار مقدس پر گرا دیا اور تربت اطہر کی خاک اپنے سر پر
ڈالنے لگا اور کہنے لگا یا رسول اللہ جو کچھ آپنے فرمایا وہ ہمنے سنا منجملہ اوسکے آپ پر اللہ نے یہ نازل
فرمایا ولو انہم اذ ظلموا الآیۃ اور تحقیق کہ ظلم کیا مین نے اپنے نفس پر اور آیا مین آپ کی جناب
مین بخشش چاہتا ہون اللہ سے اپنی گناہونکی اور بخشش چاہئے آپ میرے لئے میرے رب سے
پس ندا آئی قبر مبارک سے قد غفر لک تحقیق بخش دیا گیا تو (تفسیر مدارک ۔ جذب القلوب مین
کئی روایتین ہین) تنبیہ مخفی نرہے کہ توسل چھ طور پر ہی ۔ انبیاء علیہم السلام سے مدد
اولیاء کرام سے مدد بوسیلہ اونکے دعا کرنا ۔ یا اونسے دعا کا خواستگار ہونا خواہ اونکی حالت
حیات مین یا بعد وفات ۔ پس یہ چھ طریقے کتاب و سنت سے ثابت ہین طریقۂ اول و سوم آیۂ
مذکورہ سے مستنبط ہی و نیز روایت ہی حضرت فاطمہ بنت اسد والدہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی کشایش لحد کی دعا کے بعد

آپنے فرمایا بحق نبیک والانبیاء من قبلی (جذب القلوب) اسمین حضور نے خود اپنی ذات مقدس و نیز
جمیع انبیا علیہم السلام کو وسیلہ گردانا ہی ۔ ای وہ لوگو جو اپنے کو موحد اور سارے جہان کو مشرک کہتے ہو
اپنے ایمان سے کہو کیا یہ سچ ہی سے خدا سے اور بزرگون سے بھی کہتا ہی یہی ہی شرک یار و اس سے بچنا ۔
نعوذ باللہ من ہذہ الہفوات اب آؤ ایک حدیث ہم تمکو سنائین اگر ذرا ایمان ہی تمہارے سینہ مین تو بجدی
کے کفریات سے تائب ہوگے اور اگر اوسی پر اڑی رہوگے تو اون حدیث کے الفاظ سنکر تمہارا سینہ
شق ہو جائیگا وہ حدیث صریح بصری ہی ۔ جسے نسائی ترمذی ابن ماجہ ابن خزیمہ طبرانی حاکم بیہقی
نے سیدنا عثمان بن حنیف سے روایت کیا ۔ ترمذی نے حسن غریب صحیح ۔ طبرانی و بیہقی نے صحیح ۔ حاکم نے
بر شرط بخاری و مسلم صحیح کہا ۔ اور منذری وغیرہ ائمہ تنقید و تنقیح نے اوسکی تصحیح کو مسلم رکھا ۔
وہو ہذا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب مین ایک شخص آیا اور اوسنے شکایت کی کہ
میری بینائی جاتی رہی ۔ اوسکے لیے حضور نے فرمایا کہ تو وضو کر اور دو رکعت نماز پڑھ بعدہ یہ دعا کر
اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی
فی حاجتی ھذہ لیقضی لی اللھم فشفعہ فی ای عزیزو غور کرو کہ تمہاری آقا و نامدار
تمہاری حاجت برآری کے لیے یہ دعا تعلیم فرمائی جسمین وسیلہ ہی ندا ہی استعانت ہی ۔ اور ملا علی قاری کی
تحقیق نے تو بید ینو نکے زخمی جگر پر نمک پاشی کی ہی ۔ حرز ثمین مین فرماتے ہین لتقضی بصیغہ معروف ہی
یعنی یا رسول اللہ آپ میری حاجت روا فرماوین ۔ و ہذہ عبارۃ ۔ وفی نسخۃ بصیغۃ الفاعل
ای لتقضی الحاجۃ لی والمعنی لتکون سببا لحصول حاجتی و وصول مرادی فالاسناد مجازی انتہی یہ طریقہ
صحابۂ کرام مین بھی رہا ۔ معجم کبیر طبرانی مین ہی کہ ایک شخص امیر المومنین سیدنا عثمان ذی النورین
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ حاجت رکھتا تھا اور اوسکو باریابی نہوتی تھی ۔ ایک دن عثمان بن حنیف
سے وہ شاکی ہوئی تو اونہون نے یہی نماز و دعا تعلیم فرمائی ۔ اوسیدن اوسکی حاجت برآئی ۔ انتہی
ملخصا ۔ فقط حضرات ناظرین غور فرمائین جن امور کو یہ کور باطن شرک کہہ رہے ہین وہ سب اکابرین
سلف سے منقول ہین کیا کوئی ایمان والا یہ کہہ سکتا ہی کہ درحقیقت وہ شرک ہی ہرگز نہین ۔

اللهم احفظنا ای عزیز ور وایت ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین قحط ہوا تو بوسیلہ حضرت عباسؓ کے
اپنے طلب باران کیا اور فرمایا اللھم اِنَّا کُنَّا نتوسّلُ اِلَیکَ بنبینا فتسقینا وانا نتوسل
اِلَیکَ بِعَمِ نبینا فاسقنا فَیُسقَوا رواہ البخاری اس حدیث سے معلوم ہوا صحابۂ کرام ہمیشہ
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کیا کرتے تھے اور بعد آپ کے آپ کے چچا کے وسیلہ سے دعا کیا
اور اللہ تعالی نے قبول فرمایا ۔ اب ہم دیکھینگے کہ حدیث بخاری کی کیا قدر کرتے ہین موحدین زمانہ
ف اس حدیث سے استمداد و توسل انبیا و اولیا دونو سے ثابت ہوا ۔ اتنو وہابیہ پر فبُھِتَ الَّذِی کَفَرَ
صادق آیا ۔ اب رہ گئی چوتھی صورت کسی سے دعا کا خواستگار ہونا حضرت اویسؓ قرنی کے ذکر مین حضور
نے فرمایا فمن لَقِیَہُ منکم فالیستغفر لکم وفی روایۃ فمروہ فلیستغفر لکم رواہ مسلم عن عمرؓ ۔ جو
اونسے ملے اپنی بخشش کی دعا کراوے ۔ اخرجہ البیہقی والخطیب وابن عساکر انکی روایت
حضرت عمر فاروق و علیؓ مرتضیٰ دونو کو طلب دعا کا حکم فرمایا اور دونو صاحبون نے اپنے لیے دعا کرائی
ای دیندار ولوگو انکا یہ کہنا سے وہ کیا ہی جو نہین ہوتا خدا سے جسے تم مانگتے ہوا اولیا سے ۔ کہ جن امور
کی کتاب وسنت مین صراحت وہ اونکی نزدیک شرک ۔ شاید کسیکو تعجب ہو کہ یہ جلیل القدر صحابہ یہ دعا کراوین
اویسؓ قرنی سے ۔ مین تمکو ایک اور حدیث سناؤن جو اس سے زیادہ تعجب خیز تمہارے لئے ہوگی و فے
طغیانکو بعمہون کردیگی ۔ خود حضور سرور عالم فخر آدمؑ و نبی آدم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اپنی جمیع
امت کو فرمایا ہی سلوا اللہ لی الوسیلۃ سوال کرو تم لوگ اللہ تعالی سے میرے لیے وسیلہ
(حضور نے اپنے لیے اپنی امت سے دعا چاہی ہی ۔ یہی وجہ ہی کہ بتعمیل ارشاد آپکی امت بعد اذان بارگاہ
احدیت مین دست بدعا ہوتی ہی آت محمد الوسیلۃ اور اوسکے صلہ مین اونکو یہ بشارت ہی)
فمن سال لی الوسیلۃ حلت علیہ الشفاعۃ رواہ مسلم عن عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ ۔ و
فی البخاری عن جابرؓ ۔ اس دعا کرنیوالیکے لیے بشارت ہی شفاعت کی اور اوسمین اشارہ ہی حسن خاتمہ کا انشاء اللہ
الغرض ان تمام آیات واحادیث واخبار کے مشاہدہ کے بعد کیا کوئی اہل ایمان ایک آن کے لیے بھی اون
دیندار ونکے مزخرفات کو صحیح ماننے کے لئے آمادہ ہو سکتا ہی ۔ جسکو کچھ بھی اپنا ایمان محبوب ہوگا اور

کچھ بھی خدا اور رسول کا پاس ہوگا وہ ایک چشم زدن کے لیے بھی باور نکریگا ۔ مولانا شاہ عبدالعزیز فتح
العزیز مین لکھتے ہین ۔ انبیا و اولیا این نوع استعانت بغیر گروہ اند ودر حقیقت این نوع استعانت بغیر
نیست بلکہ استعانت بحضرت حق ست لاغیر ۔ یہ کس لئے اس سبب سے ۔ التفات محض بجانب حق ست و
او را یکی از مظاہر عون دانستہ ونظر بکارخانۂ اسباب وحکمت او تعالی دران نمودہ ۔ انتہی الحضرات ناظرین
طوالت کلام مین آپکا وقت عزیز تو ضرور صرف ہوا مگر اوسکی غایت کو آپنے سمجھا ۔ یعنی جو اقوال موحدین جلیہ
کی ہین کیا وہ درست وصحیح اور موافق ما انا علیہ واصحابی کے ہین ۔ اور سلف صالحین کا یہی مذہب وعقیدہ
تھا جو یہ کہہ رہے ہین ۔ کلا واللہ ہرگز نہین ۔ ہر مسلمان اپنی دعا کے آخر مین کہتا ہی برحمتک یا ارحم الراحمین
خدا کی رحمت سے توسل کرتا ہی وہ رحمت مجسم حضور محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین ۔ اسپر کلام حق ناطق ہی
وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعلمین اور اس توسل سے مقصود اجابت دعا ہی

اب یہین سے اس امر کو بھی سمجھ لینا چاہئی کہ نذر ونیاز متقین ماننے سے یہی توسل و استمداد ہی مقصود ہی واسطے
اجابت دعا وحل مشکلات کے ۔ اسلیے کہ خاصان خدا کی دعا جلد مقبول ہوتی ہی جیساکہ حدیث بخاری مین
گذرا وان سالنی لاعطینہ اور وہ مستجاب الدعوات ونیز مظہر عون الہی ہین ۔ نذر ومنت مین اونکی
پرستش و بندگی مقصود نہین ہوتی ہی بلکہ خدا ہی کی خوشنودی مطلوب ہوتی ہی اور مدعا یہ ہوتا ہی کہ بوجہ اس حسنہ
و نیکی کے بندہ مورد رحمت الہی ہوئے اسلئے کہ ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین ان امور کو
غیر خدا کی بندگی سمجھنا سفہ ونادانی بلکہ جنون ہی ۔ رہا اعتراض ہیئت کذائی پر جو عرفاً مروج ہی اور اوسکو شرک
وبدعت بتایا جاتا ہی واضح رہے کہ یہ کمال منھ زوری ہی معترض کو چاہئے کہ پہلے شرک کی تعریف بیان
کرے بعدہ اونکا شرک ہونا موافق اوس تعریف کے ثابت کرے ۔ رہا بدعت کہنا ۔ پس اگر مراد سیئہ ہی تو یہ
بدیہہ البطلان ہی ۔ اسلیے کہ ہر بدعت سیئہ نہین مسلم مین اسکا فیصلۂ ناطق موجود ہی ذرا کان کھولکر سنو فرمایا
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من سنَّ فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا واجر من عمل بھا
ومن سنَّ فی الاسلام سنۃ سیئۃ فلہ وزرہا ووزر من عمل بھا پس ثابت ہوا کہ ہر
نئی چیز بدعت سیئہ نہین ۔ ورنہ قرآن پاک اور کتب احادیث اور کتب دینیات سوختہ یا دریا برد کردیجاتی

۹۲ اصل مین وہابیہ کا منشا یہی ہی کہ لوگ دین سے نااہل وناآشنا ہوجائین - دیکھیے کتب فقہا اونکی نزدیک متروک - احادیث صحاح ستہ مین محدود - نہین معلوم اپر کونسی وحی آگئی ہی کہ سوائے صحاح ستہ کے کسی کتاب کی حدیث کو نہ ماننا بلکہ وقت مقابلہ صحیحین بلکہ بخاری ہی پر اڑ جانا ان یتبعون الا الظن وما تھوی الانفس ۔ چونکہ ان مسائل کے متعلق تصنیفات علماء کرام شایع ہین خصوصًا انوار ساطعہ مولنا محمد عبد السمیع صاحب رامپوری کی جسمین تمام امور جواز فاتحہ کے مدلل مذکور ہین اور علماء حرمین کی تقریظین اور اکابرین علماء ہند کی تقریظین اوسپر ہین فمن شاء فلیرجع الیہ علاوہ برین موضوع اس رسالہ کا یہ نہین ہی کہ ہر مسائل جزئیہ پر بحث کیجائے اور مسائل مذکورہ کے نسبت جو کچھ گفتگو کی گئی وہ اس بنا پر تھی کہ زمانۂ موجودہ کے بد دینونکی سفاکی وبےباکی وبےدینی کا اظہار کیا جائے کہ ان ظالمون نے کسقدر تعدی کی ہی - کہ جو امور کتاب وسنت مین مذکور سلف صالحین سے ماثور عقلًا ونقلًا جائز اور جو طریقہ منعم علیہم - اور ما انا علیہ واصحابی کا جسمین اتباع سبیل المومنین اور لزوم سنت سید المرسلین وخلفاء راشدین علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کا - وہ امورات معاذ اللہ ثم معاذ اللہ شرک بنائے جائین ع

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

ا پھر نہین معلوم کہ ان کو دینداری کیونکر حاصل ہوئی اور دین کس ذریعہ سے انہون نے پایا اوسکو پہلے بیان کرین بعدہ اور کسی مسئلہ مین گفتگو کرین ۔ اولئک کالانعام بل ھم اضل سبیلا الغرض جو ایمان لایا ہی خدا ورسول پر اوسکو چاہیئے کہ خدا ورسول کے فرمانکو مانے - اور زید وبکر اگرچہ علامۂ دہر اور معلم الملکوت کا ہمسر کیون نہو اوسکی کہنے کو ہرگز نہ سنین کیونکہ وہ ضلوا واضلوا کے مصداق ہین ۔ ای بسا ابلیس آدم روئے ہست ۔ پس بہر دستی نباید داد دست ۔ اللھم ثبت اقدامنا علی صراط مستقیم بحق طٰہٰ ویٰس آمین

گنگوہی کی زبان درازیان بجناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ در باب میلاد سرور کائنات

> پس ہر روزہ اعادۂ ولادت تو مثل ہنود کے کہ سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہین بلکہ یہ لوگ اوس قوم سے بڑہکر ہوئے یہ مجلس پر شرار

کے لکھتے ہین - پس آپ بحضرات خیال کرو کہ حضور کے جشن ولادت کو کس سے تمثیل دی ہی کیا یہ تمثیل حضور کی کسرشان کا سبب نہین ہی ۔ جس

> محل معاصی محض اتباع ہوا وکید شیطان ہے (دیکھو رشیدی فتوی)

محفل مین حضور کے ارہاصات ومعجزات وفضائل اور اوصاف بیان کیے جایئن کیا وہ محل معاصی ہی - جو اہل ایمان نعت وصفات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑہنے سننے سے اپنے ایمان کو تازہ اور دلونکو منور کرین - کیا وہ اتباع ہوا وکید شیطانی ہی - اگر خدا کے رسول کے محامد ومحاسن کا اس ناعاقبت اندیش نے یہ حکم لگایا - تو پھر کسکا ذکر کیا جائے - جنکے ذکر پاک کو اللہ تعالے جلشانہ فرمایا ورفعنا لک ذکرک اونکے ذکر کو یہ بے بصیرت پست کیا چاہتے ہین ۔ جنکے دلون مین عظمت وشان اور الفت ومحبت سرور انس وجان کی نہین وہ کیا جانے ۔ اسکا حال تو عشاق رسول اللہ سے پوچھیئے ذکر الحبیب حبیب شاید کوئی نئی روشنی والے مہذب یہ فرماوین کہ اونہون نے میلاد کے نسبت حضور کی شان اقدس مین تو کچھ نہین کہا ہی ۔ مین کہتا ہون کہ آخر اوس محفل متبرکہ کو انتساب تو ہی حضور کی ذات اطہر سے ۔ کیا سوء ادبی کے لئے مناسبت ناکافی ہی خیر اب صاف لفظونمین دیکھئے ۔

> قولہ شیطان وملک الموت کو یہ وسعت علم کی نص سے ثابت ہوی - فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہی کہ جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہی (براہین قاطعہ ص ۵۱) اس افخر الناس رشید احمد گنگوہی نے اس کتاب مستطاب کو اول سے آخر تک بغور دیکھا دیہ تقریظ ہی)

اقول کیا مولویصاحب نے یہ ندیکھا تھا کہ شیطان وملک الموت کے علم کو ترجیح دیجا رہی ہی حضور کے علم عالی پر باایںہمہ وہ کتاب مستطاب ہو نعوذ باللہ ۔ اور حضور کی وسعت علم کی نص نہ سوجھی ان کور باطن کو سچ ہی ع جو ہین اندھے دل کے اونکو کون بینا کرسکے ۔ (خداوندا) توہی کرسکتا ہی سب کچھ تیرا ہی یہ کار ہی ۔ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وسعت کو دیکھو وعلمک مالم تکن تعلم اور فاوحی الی عبدہ ما اوحی اب مین تمام دنیا کے وہابیونکو اعلانیہ کہتا ہون کہ ذرا سامنے اگر شیطان وملک الموت کے علم کا موازنہ کرکے اوسکی وسعت علم کو بتاوین اور آیات مذکورہ سے حضور کے علم کی تحدید بتاوین کہ اس حد تک ہی ۔ شیطان کا علم اوس حد تک ہے

ھے ہمین میلانہی یہ جوگان ہمین گوئے ٭ اونحضرات کیا امت مرحومہ سواد اعظم صحابۂ کرام کا یہی مذہب تھا۔ جو رشید
وخلیل فرما رہے ہین خدارا انصاف دیکھو مقدمۂ خامسہ کو کہ علمائ کیا فرما رہے ہین۔ شیخ اسمٰعیل حقی لکھتے ہین
وروی فی الاخبار ان جبرئیل علیہ السلام نزل بقولہ تعالیٰ کھیعص فلما قال کاف قال النبی علیہ
السلام علمت فقال ھا فقال علمت فقال یا فقال علمت فقال عین فقال علمت
فقال صاد فقال علمت فقال جبرئیل کیف علمت مالم اعلم رح البیان پ ۱۶ ع ۳ آیہ تھی شان علم رسول اللہ
کہ جسکو حامل وحی نہ سمجھ سکے آپ سمجھ گئے ؎ میان عاشق ومعشوق رمزیست ٭ کراما کاتبین را ہم خبر نیست ٭ پس ای عزیز و دیکھو
یہ ہی ایمان کہ توسیع علم شیطان تو اونکے نزدیک منصوص اور لطف یہ کہ اُس سے شرک بھی لازم نہ آیا مگر حضور کو عالم ماکان ومایکون
بتعلیم الٰہی کہنے سے شرک لازم آتا ہی نعوذ باللہ منہا ان سفیہون نے یہ سمجھ لیا ہی کہ غیر خدا کے لیے غیب کا اطلاق ہی شرک ہی
جیسا کہ گنگوہی نے اپنے فتوی مین لکھا ہی مین نہین جانتا کہ کسی صفات کا من وجہ شرک ہونا کس قاعدے سے شرک بتایا گیا ہی دیکھو صفات
باری سے یہ ہی کہ وہ سمیع وبصیر وعلیم وخبیر ومتکلم ومرید وغیرہ وغیرہ ہی اور یہ صفات انسان مین بھی ہین تو کیا کوئی عاقل کہہ سکتا ہی
کہ یہ شرک ہوا حق تعالیٰ اپنی صفت فرماتا ہی ان اللہ بالناس لرءوف رحیم اور حضور کی نعت مین
فرمایا بالمؤمنین رءوف الرحیم خدا بھی رؤف ورحیم اور رسولؐ بھی۔ کیا یہ شرک ہو گیا نعوذ باللہ منہا
اسکی وہی حقیقت ہے کہ ابلہ گفت وباؤلا باور کرد ٭ یہ ظاہر ہی کہ صفات باریتعالیٰ ازلی وابدی۔ صفات مخلوق
حادث وفانی ٭ تو پھر شرک کیونکر لازم آیا ٭ اصل یہ ہی کل اناء یترشح بما فیہ عجب کہ شیطان کے علم پر اقرار
اور حضور کے علم سے انکار۔ اگر حضورؐ پر نور عالم ماکان ومایکون پر وہ ایمان رکھتا تو آپکا اقرار کرتا۔ لطف تو یہ ہی
کہ اس بندے کو علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نص نہین سوجھتی باوجودیکہ کتاب وسنت اسی سے مالامال
ہی یہ امر آفتاب نصف النہار سے بھی زیادہ تر روشن ہی مگر جو سامنا اوسکو دیکھنا ہی نچاہے اور آنکھین بند کرلے
تو کیونکر نظر آئے ؎ آنکھین اگر ہین بند تو پھر دن بھی رات ہی ٭ اسمین قصور کیا ہی بھلا آفتاب کا ٭ ای کورچشمون
آؤ دیکھو ہم تمہین نص قطعی دکھاوین متوجہ الی اللہ والی الرسول ہوکر۔ عناد سے منھ موڑکر گنگوہی دیوبندی تہانوی
وغیرہ سے رشتۂ الفت توڑکر صدق وراستی کی آنکھین کھولکر دیکھو ہم تمہین آیات واحادیث سناتے ہین واللہ
المعین وبہ نستعین ٭ ای عزیزو ہمکو یاد آگیا کہ اس مضمون پر تھانیسری نے بھی کچھ گوہر افشانی کی ہے اسکو بھی

سن لینا چاہیے۔ بعدہ اصل مقصد کیطرف رجوع کرونگا انشاءاللہ تعالیٰ ٭ وہ اپنی کتاب حفظ الایمان جو درحقیقت
حبط الایمان ہی اوسمین اس طرح سے لکھتے ہین کہ

قولہ غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب
اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہین تو اسمین حضورؐ کی کیا تخصیص
ہی ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون
بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہی

اقول ناظرین خدارا غور فرمائین کہ اہل ایمان
کے نزدیک یہی عظمت وشان ہی۔ ہمارے سید و
آقا ہادی ورہنما۔ فداہ ابی وامی کی۔ جو اس حیوان
کی صدا سے ظاہر ہو رہی ہی ٭ قاتلہم اللہ انی یؤفکون ہی۔ انتہی

اسی دینداری پر وہ اور اونکے اعوان وانصار مرتے ہین۔ علما کی دار وگیر پر بھی اوسی کفر پر
اڑے ہین ٭ مسلمانو یہ معجزہ ہی حضور کا جو آپنے فرمایا ہی وہ تم اپنی چشم سر سے آج دیکھ لو۔ کہ وہ اسلام سے
ایسے نکل جائینگے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہی ثم لا یعود ای ایمان والو یاد کرو اوس حدیث کو یکون
فی اخر الزمان دجالون کذابون خدارا سچ کہو کہ تمنے اور تمہارے باپ دادون
نے کسی اہل ایمان سے ایسے کفریات سنے تھے ٭ علمائے دین سے کیسکی زبان سے یہ الفاظ سرزد ہوئے۔ کیا
کتاب سنت کی رو سے یہ صریح اہانت نہین ہی دیکھو مقدمۂ رابعہ وخامسہ۔ کیا دینداری اسیکا نام ہی۔
کہا تھانیسری حنفی صوفی ہزارون کے پیر ومرشد مقتدی وپیشوا۔ باینہمہ وہ ضلوا واضلوا کے مصداق سے مستثنیٰ
ہین کیا رسول کریم کی اہانت کا نام ایمان ہی ؎ کار شیطان میکند نامش ولی ٭ گر ولی اینست لعنت بر ولی
ذرا غور تو کیجئے کہ ہر صبی ومجنون بلکہ بہائم تک کا مقابلہ وہ بھی کس سے۔ جناب سرور کونین سلطان دارین
محبوب خدا سرور انبیا حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے الحفیظ والامان۔ کیا اسکو اور کوئی
الفاظ میسر نہ تھے ٭ لیکن حقیقت امر تو یہ ہی کہ اس جماعت نے اسی کا بیڑا اوٹھایا ہی کہ جہانتک ممکن ہو۔ معاذ اللہ
حضور کی توہین مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا جائے۔ کسینے چھوٹے بڑے چوہڑے چمار سبکو برابر کہا۔ کسی
نے گاؤخر سے بدتر حضور کا تصور سمجھا کسینے شیطان کے علم سے کمتر علم آپکا بتایا۔ کسی نے صبی ومجنون وبہائم
کا ہمسر ٹھہرایا لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ کتنے دشمنان خدا ورسولؐ۔ غارت وتباہ خسر الدنیا والاخرہ ہو گئے اور
جو ہین اونکا بھی وہی حشر ہوتا ہی ان شانئک ھو الابتر ای لوگو آخر تمکو مرنا ہی اور خدا ورسولؐ کو

منھ دکھلاتا ہی۔ خداوند عالم نے جو تمکو حکم فرمایا ہی کہ وتعزروہ وتوقروہ اوس حکم کی تعمیل یون ہی کی جاتی ہی کیا اوسکے یہی معنی ہین کہ اوسکے توہین کرو کیا تم اس حکم سے مستثنیٰ ہو کہ۔ ان تحبط اعمالکم۔ ہرگز نہین۔ جبکہ ادنیٰ رفع صوت وہ بھی بقصد اہانت نہین موجب حبط اعمال ہو۔ تو جو شخص بالقصد حضور کی شان مین بے ادبی و دریدہ دہنی کرے وہ کیونکر اس وعید سے بری ہوسکتا ہی۔ جن اشیاء کو نسبت ہے حضور کی ذات مقدس سے اونکی توہین موجب کفر ہی۔ ولو قال محمد درویشک بود او قال جامۂ پیغمبر ریناک بود او قال قد کان طویل الظفر۔ اذ قال علی وجہ الاہانۃ یکفر۔ (ہدایۂ عالمگیری) پس جو شخص ذات سرور کائنات پر حملہ کرے اور کلمات گستاخانہ بلکہ ملحدانہ بکے اور اوسیکو اپنا دین و ایمان سمجھے وہ کب مومن رہ سکتا ہی۔ کیا ایمان اسیکا نام ہی کہ حضور کی شان والاشان مین بانذرازی کرے دیکھو عاص بن وائل جسکی ادنیٰ گستاخی پر سورہ کوثر حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ شانہ نے نازل فرما کر اپنے محبوب پاک کی کسقدر دلداری فرمائی اور اوس کافر بدنصیب کو کیا کچھ نہ کہا۔ اوسی خبیث نے حضور کی شان اقدس مین لفظ ابتر کا استعمال کیا تھا۔ ایکے ایمان دارونکی زبانسے جو کلمات سرزد ہو رہے ہین کیا وہ عاص بن وائل کے قول سے کمتر ہین نہین نہین اوس سے بدرجہا بڑھکر ہین باوجود ان کفریات کے یہ مومن ہی رہین۔ استغفر اللہ۔ یہ لوگ قہر الٰہی کے مستحق و سزاوار ہین اگر واسطہ نہوتا جناب رحمۃ للعالمین کا تو دنیا ہی مین عتاب الٰہی ہوتا۔ یہ حضور ہی کا طفیل ہی کہ یہان یہ مصئون و محفوظ ہین۔ مگر آخرت مین ان شانئک هو الابتر کے زمرے مین ہونگے **مگر افسوس** آجکے لوگ مسلمان صورت منافق سیرت کفر طینت نے حضور اقدس کے رحمۃ للعالمین کے ہونے ہی سے انکار کر دیا ہی چنانچہ اہل حدیث کے اڈیٹر امرتسری نے اپنے متعدد پرچونمین اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کیا ہی۔ اوس سیہ بخت نے لکھا ہی کہ آپکا رحمۃ للعالمین ہونا آپکے حین حیات تک تھا اور اوسی عہد کے لوگ اوس رحمت سے مستفیض ہوئے۔ بعد وفات کے (معاذ اللہ منہا) نہ آپ رحمۃ للعالمین ہین نہ اب عالم پر اوس رحمت کا کچھ اثر ہی دیکھو اخبار اہل حدیث ۱۹۰۹ء کے متعدد پرچے ای مسلمانون دیکھو یہ ہی دینداری ان موحدین کی۔ کیا یہ شقی اپنے اثبات دعوے پر ما انا علیہ واصحابی سے ثبوت پیش کر سکتا ہی کہ سلف صالحین سے کسیکا یہ مذہب تھا فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار۔

حضرات اہل حق علمائے اہلسنت والجماعت کا یہ مذہب ہی کما قال اللہ تعالیٰ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین فمن اللہ تعالیٰ جل شانہ رب العلمین فلہ سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم رحمۃ للعالمین قیل یعنی المؤمنین خاصۃ فھو رحمۃ لھم۔ وقال ابن عباسؓ ھو عام فی حق من امن ومن لم یومن فمن امن فھو رحمۃ فی الدنیا والاخرۃ ومن لم یؤمن فھو رحمۃ لہ فی الدنیا بتاخیر العذاب عنہ ورفع المسخ والخسف والاستیصال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما انا رحمۃ مھداۃ (رواہ البیہقی مرفوعا تفسیر خازن) وقال تعالیٰ بالمؤمنین رؤف رحیم۔ فبعثہ تعالیٰ رحمۃ لامتہ ورحمۃ للعالمین وھذا الاسم من اخص اسمائہ وقد کان حظ ادمؑ من رحمتہ سجود الملائکۃ لہ تعظیما لہ۔ اذ کان فی صلبہ ونوحؑ خرج من السفینۃ سالما وابراھیمؑ کانت النار علیہ بردا وسلاما اذ کان فی صلبہ فرحمتہ علیہ الصلوۃ والسلام فی البدء والختام والدوام لما ابقی اللہ لہ من دعوۃ الشفاعۃ ولما کانت نبوتہ رحمۃ دائمۃ مکررۃ مضاعفۃ اشتق لہ من الرحمۃ اسم الرحمۃ (مواہب لدنیہ) خلاصہ یہ کہ آپکی ذات رحمۃ للعلمین ہی مومنونکے لئے خاص دونو جہان مین یہانتک کہ فردائے قیامت مین ہمسے سیہ کارونکی شفاعت فرمائینگے لہذا آپ کی رحمت دائمی ہی ابتدا سے انتہا تک اور کافرونکے لئے آپ رحمت ہین کہ دنیا مین عذاب الٰہی سے وہ محفوظ رہے۔ وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم یہ نص جلی ہی آپ کی رحمت عامہ پر!! لیکن جو معاند ہین وہ اس سے منکر ہین مگر یاد رہے کہ اگر وعدہ الٰہی نہوتا۔ تو منکر رحمت جنسے ضروریات دین تک کا انکار کیا ہی اوسکا مسخ ہو جانا بعید نہتھا۔ یہ طفیل ہی جناب رحمۃ للعالمین کا کہ باوجود سرکشی وعناد کے منکرین معتوب بعتاب الٰہی نہین ہوتے۔ مگر فردائے قیامت مین یہ حقیقت اونپر کھل جائیگی جسوقت ہم سے سیہ کار اونکی دامن رحمت مین پناہ پائینگے۔ اور معاندین سحقا لاصحب السعیر جہنم مین جھونکے جائینگے۔ اللھم انی اعوذ بک من عذاب جہنم بجاہ نبیک صلی اللہ علیہ وسلم!! مین کہتا ہون کہ یہ منکر رحمت حق امرتسری دعا مین برحمتک یا ارحم الراحمین کہتا ہی یا نہین۔ اگر کہتا ہی۔ تو یہ کس کا وسیلہ و واسطہ ہی اور برحمتک الخ سے مراد کون ہی۔ واضح رہی کہ وہ ذات جو سراپا رحمت حق ہی

یعنی حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی مراد ہین۔ کیونکہ اونہین کی شان والا مین نازل ہر
وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین اور اگر اختتام دعا مین برحمتک آخر نہین کہتا تو خود بد نصیب
و بدبخت ہی عہ ہوا بے سجدہ گر ابلیس کیا نقصان آدمؑ کا ۱۲ قدبر **قولہ** اس آیت وحدیث کے معنی مین اختلاف
ہی (قل ماکنت بدعا من الرسل و حدیث واللہ لا ادری وانا رسول) محققین محدثین کے
نزدیک یہ قول منسوخ ہونیکا راجح نہین ہی السعی المقبول صفحہ ۳۰) **اقول** اعلیحضرات یہ رسالہ مولوی
محمد سعید نے تردید علم غیب مین لکھا ہی اور سائل کے اس قول کو کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
اپنے انجام کار کی خبر نہ تھی۔ صحیح کہا ہی۔ نعوذ باللہ من ہذا الجہل۔ ای عزیزو بعینہ یہ قول کفار قریش کا ہی
جو ان ایمان والونکی زبان وقلم پر ہی۔ اسی سے کفار نے استناد کیا تھا کہ حضور پیغمبر نہین نہ آپ پر وحی آسمانی
آتی ہی۔ اور اسی سے یہ ایمان والے یہ استدلال کررہے ہین کہ آپکو اپنے انجام کار کی خبر نتھی۔ تفسیر خازن و
معالم مین ہی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو خوش ہوئے مشرکین اور لات و عزیٰ کی قسم کھاکر کہنے لگے کہ ہمارا
اور محمدؐ کا حال عنداللہ ایک ہی اونکو ہمپر کوئی فضیلت نہین۔ اور اگر وہ اپنے دلسے باتین بناکر نہ کہتے
ہوتے تو البتہ خبر دیتا اونکو جسنے اونکو رسول کرکے بھیجا تھا جو کچھ اونکے ساتھ کرتا۔ انتہی بلفظہ ناظرین
علم غیب کی بحث نوین آیت مین اس کی پوری تحقیق پاوینگے۔ اس جگہ صرف یہ بتانا تھا کہ محدث صاحب نے
خاتمہ کردیا کہ حضور کو اپنے خاتمہ کی خبر نتھی۔ حضرات دیکھینگے کہ یہ دیندار کہان تک اپنے بیان مین سچے ہین۔
اسلام کے پردے مین کیا کیا حملے اور زبان درازی بانی اسلام پر کرتے ہین درحقیقت زمانہ کا آخر دور ہی
اہل علم اوٹھے جاتے ہین شمع اسلام سنبھالا لے رہی ہی۔ باد مخالف کے ہر طرفسے جھونکے چل رہے ہین کوئی لباس
علما مین کوئی لباس تصوف مین کوئی عابدانہ وزاہدانہ پردہ مین۔ غرض بہر صورت اسلام کے لوگ درپے ہین
وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ ایک اور بہت بڑے سنی حنفی۔ صوفی۔ مرشد و رہنما اور جبہ و دستار والے بزرگ کے
فرمان کو دیکھئے۔ جو حضور پرنور کے علم کے اس حد تک درپئے ہوگئے کہ تفصیلی علم باریتعالیٰ تک کو حادث لکھمارا
کما مر۔ اعلیحضرات اگرچہ بحث علم غیب مین بکثرت کتب ورسائل شایع ہوچکے ہین اور حجت الٰہی قایم ہوچکی ہی۔ مگر
عندالتحقیق کتاب و سنت و کتب عقائد وغیرہ سے جسقدر اللہ تعالیٰ نے مجکو مشاہدہ کرایا وہ مین ہدیۂ ناظرین

کرتا ہون۔ جسکے دیکھنے سے آپ اندازہ فرماوینگے کہ اکابرین علماء دین نے سلفاً وخلفاً کیسے پُر زور الفاظ
مین۔ علم غیب حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا کو بتعلیم الٰہی تحریر فرمایا ہی۔ اس رسالہ کی تسوید ۱۳۲۱ھ مین ہوئی
تھی اور ۱۳۲۶ھ مین بجواب ازاحۃ العیب آٹھ آیتون تک اہل فقہ کے پرچونین ۱۶ صفر ۱۳۲۶ھ مذکورین
اشاعت ہوچکی ہی۔ اب بعد نظر ثانی کے اوسکو بالاستیعاب واسطے نفع رسانی برادران مسلمین کے
درج رسالۂ ہذا کرتے ہین۔ واللہ المعین ۱۲ وھو ھذا ۹

ازالۃ الریب عن علم الغیب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ اللہ العلی العظیم ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم سیدنا محمد والہ واصحابہ اجمعین

امابعد واضح رائے ناظرین ہو۔ کہ ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۲۵ ہجری مین رسالہ ازاحۃ العیب میرے مطالعہ مین آیا۔
اگرچہ قبل ازین یہ رسالہ شایع ہوچکا تھا۔ اور اسکا جواب اہل فقہ امرتسر مین بالتفصیل دیا گیا تھا۔ مگر دوبارہ
اس رسالہ کی اشاعت اور مصنف و مترجم کا اصرار دیکھکر نہایت درجہ تحیر و تعجب ہوا۔ کہ جب ایسے قابل لوگونکا
یہ حال ہی۔ کہ اپنی ہٹ سے باز نہین آتے۔ تو اورونکا کیا ذکر ہی۔ جس امر پر کتاب وسنت شاہد ہون انسے
چشم پوشی کی جائے۔ اور امر حق کی تحقیق نہ کی جائے اور محض تقلید آبائی پہ زبان درازیکیجائے مصنف ازاحۃ فرماتے ہین
قولہ نہایت رنج وافسوس کی بات ہی کہ مسلمانون مین ایک شرذمہ قلیل چندروز سے یہ شور مچارہا ہے
کہ حضرت اکرم الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب تھے (الی قولہ) حالانکہ سلف سے آج تک
یہ عقیدہ کسی کا نہ تھا۔ انتہی۔
اقول واضح ہو۔ کہ فرقہ نجدیہ جنکو درحقیقت توہین شان مصطفوی منظور ہی۔ وہ تو ضرور یہ کہتے ہین کہ حضرت
کو علم غیب کیا کہ اپنے خاتمہ کا حال بھی معلوم نہ تھا۔ یہ کہکر اپنا دل ٹھنڈا کرتے ہین اور اسی کو اپنا دین وایمان
جانتے ہین۔ اور سوا اس فرقہ کے اکابرین دین علماء محققین ومفسرین کا یہی مذہب ہی کہ حضور سرور کونین
سلطان دارین کو بعطاء الٰہی علم غیب حاصل تھا۔ اس امر پر کتاب وسنت شاہد ہین۔ کہ جنکا احصا عسیر و دشوار

بلکہ ناممکن ہے۔ میں دعوی کیساتھ کہتا ہوں سلف سے آج تک کی جس تفسیر کو دیکھئے گا۔ اس میں آنحضرت کا علم غیب پر مطلع ہونا باطلاع الٰہی مصرح پائے گا۔

خود مصنف ازاحۃ لکھتے ہیں۔ والصلوٰۃ والسلام علی من اظہرہ عن غیبہ واصطفاہ۔ اور مترجم یہ ترجمہ کرتے ہیں اور صلوٰۃ وسلام اس پر جسے اللہ نے اپنے غیب پر مطلع کیا۔ یہی مذہب ہے مثبتین علم غیب رسول اللہ کا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اور اگر کسی نے اس کو علم ذاتی آنحضرت کا بیان کیا ہو۔ تو مصنف ومترجم دونو پر فرض ہے کہ اس کا ثبوت دیں۔ کہ علماء مثبتین سے کون اس کا قائل ہے۔ کہ بدون تعلیم الٰہی آپ عالم الغیب تھے۔ ورنہ یہ الزام صریح کذب ہے۔ ہرگز لائق التفات نہیں۔ ناظرین ازاحۃ پر یہ امر واضح ہوگا۔ کہ مصنف نے بزعم۔ خود علم غیب رسول اللہ کی نفی کی ہے۔ مگر استدلال کا طرز عجیب وغریب ہے کہ منجانب مثبتین کے آیات قرآنی نقل کرکے بدلائل عقلی اس کی تردید کی ہے۔ یہ کمال بوالعجبی ہے۔ اس لیے کہ جس امر میں نصوص قطعیہ آیات قرانیہ احادیث صحیحہ موجود ہوں۔ اس میں قیاس استقراء کے استدلال کب قابل التفات ہو سکتے ہیں منطق وفلسفہ کو علم دین سے کیا تعلق ہے کیونکہ عہ علم دین فقہ است وتفسیر وحدیث۔ بمقابلہ کتاب وسنت۔ استدلال عقلی پیش کرنا شان علم وعلما سے بعید ہے۔ اس لئے کہ سہ پائے استدلالیان چوبین بود ؎ پائے چوبین سخت بے تمکین بود دیکھئے اس بے تمکینی کا کیسا نمایان اثر مصنف ازاحۃ پر ہوا۔ کہ انہوں نے علم تفصیلی باریتعالی کو حادث کہدیا۔ اللّٰہم احفظنا گوکہ اس مرتبہ ایک جدید حاشیہ اضافہ کرکے اس کی تاویل کی گئی۔ مگر پہلا حاشیہ قلمزد نہ کیا گیا۔ صفات باری پر حدوث کا اطلاق رہے تو رہے مگر اپنے اوپر غلطی کا دھبہ تک نہ آئے۔ لہذا محض حسبۃ للہ اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے میں قلم اٹھاتا ہوں تاکہ یہ غلط فہمی اور طوفان بے تمیزی جو برپا ہے کہ جسنے قلم اوٹھایا۔ اس نے مثبتین علم غیب رسول اللہ کو کافر لکھدیا۔ یہ دور ہو۔ اور لوگ یہ سمجھ لیں۔ کہ مثبتین کس حیثیت سے علم غیب کے قائل ہیں۔ اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ

قال المصنف ازاحۃ العیب میں کہتا ہوں۔ کہ بعض لوگ ایسے ہیں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عالم الغیب ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ لوگ دو آیتوں سے تمسک کرتے ہیں۔ ایک مدنی ہے اور ایک مکی۔ مدنی یہ ہے۔ وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء

اور مکی یہ ہے عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول پھر جب اس کے معارضہ میں اللہ تعالی کا یہ قول پیش کیا جاتا ہے۔ قل لا یعلم من فی السموت والارض الغیب الا اللہ۔ تو وہ لوگ دو طرح پر جواب دیتے ہیں ایک یہ کہ مراد آیت حصر میں علم بالذات ہے۔ اور آیت اظہار میں علم بالغیر دوسری یہ کہ آیت حصر میں لفظ غیب پر جو لام ہے۔ وہ استغراق کے لیے ہے اقول بحول اللہ وقوتہ اے جناب بعض لوگ نہیں بلکہ اکثر وہ اہل ایمان کہ جن کو خدا اور رسول کے کلام کی معرفت حاصل ہے۔ بیشک انکا یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالی نے جناب سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے غیب پر مطلع فرمایا ہے۔ اور کیوں نہ ہو۔ جبکہ آیات متکاثرہ اور احادیث متوافرہ اس پر شاہد ہوں۔ اور کتب تفاسیر واحادیث وعقاید میں علماء دین نے اس کی تصریح فرمادی ہو۔ پہلے ہم بعض کتب عقائد کی عبارتیں نقل کرینگے بعدہ چند آیتیں جو اس قلیل البضاعۃ کی پیش نظر ہیں۔ مع ان کی تفسیر کے عرض کرینگے۔ وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق واضح ہو۔ کہ جناب ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ وبالجملۃ العلم بالغیب امر تفرد بہ سبحانہ ولا سبیل الیہ للعباد الا باعلام منہ والھام بطریق المعجزۃ او الکرامۃ (شرح فقہ اکبر) اور بعینہ یہی عبارت شرح عقائد نسفی کی ہے۔ ترجمہ اور بالجملہ علم غیب ایسا امر ہے کہ خاص ہے ساتھ حق سبحانہ تعالی کے بندوں کو اسطرف راہ نہیں۔ مگر بذریعہ اعلام والہام اللہ تعالی سے بطریق معجزہ اور کرامت کے۔ ف مصنف ازاحۃ بچشم بصیرۃ ملاحظ فرمائیں کتب عقاید کی عبارتوں کو۔ تم کو علم انبیاء میں کلام تھا۔ ان عبارتوں سے معلوم ہوا۔ کہ بطریق کرامت اولیاء اللہ کو بھی حاصل ہے۔ ونیز اخبار بالغیب معجزہ ہے۔ معجزات پیغمبر سے اور وہ دلیل ہے دلائل نبوت سے۔ جیسا کہ تفسیر مدارک خازن۔ معالم جلالین۔ کمالین حسینی وغیرہ سے مصرح ہے کما سیاتی تفصیلہ انشاء اللہ تعالی۔ اب بعض علماء حقانی کی کلام کو عرض کرتا ہوں۔ ذرا توجہ فرمائیے

علامہ قسطلانی فرماتے ہیں۔ ان علم الغیب مختص باللہ تعالی وما وقع منہ علی لسان نبیہ وغیرہ فمن اللہ تعالی اما بوحی او الھام (مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۳۳۰ مطبوعہ مصر) اور ایسا ہی فرمایا ہے جلد ثانی نوع ثالث کی فصل ثالث میں فی انبائہ صلی اللہ علیہ وسلم بالانباء المغیبات۔ فرماتے ہیں۔ اعلم ان علم الغیب یختص بہ تعالی وما وقع منہ علی لسان رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ فمن اللہ تعالی

امابوحی اوبالھام والشاہد لہذا قولہ تعالیٰ عالم الغیب فلایظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول لیکون معجزۃ لہ۔ انتھی۔ اور ۹ صفحہ مین اخبار بالغیب کی فہرست بتائی ہی سید احمد دحلان۔ سیرۃ النبویۃ مین فرماتے ہین۔ ومن وجوہ اعجازہ ما انطوی علیہ من الاخبار بالمغیبات مما سبق و مما کان فی وقت نزولہ ومما سیقع بعد ذلک مالیعلم علمہ الا اللہ (الی ان قال) ومما فی القرآن من الاخبار بالمغیبات ما فیہ من کشف اسرار المنافقین مما کانو یخفونہ فی قلوبھم مما لایعلم علمہ الا اللہ الخ (سیرۃ النبویہ) وکذا فی تفسیر روح البیان فی سورۃ لقمان مع شئی زائد۔

پس واضح ہو کہ یہی مذہب ہی مثبتین علم غیب رسول اللہ کا جو علماء ربانی فرماتے ہین۔ مولوی صاحب شرذمۂ قلیل کو چھوڑئے۔ اکابرین دین کی کلام کو سنئے وجوہ اعجاز قرآن مین ایک وجہ یہ بھی علمانے لکھی ہی کہ اس مین اخبار بالغیب ہین۔ زمانہ گذشتہ وآیندہ کے۔ ان وجہ اعجازہ ہو ما فیہ من علم الغیب والاخبار بما یکون (الی ان قال) ان الغیوب التی اشتمل علیھا القران وقع بعضھا فی زمنہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کقولہ تعالیٰ انا فتحنا لک فتحا مبینا او بعضھا بعدہ کقولہ الم غلبت الروم (انتھی مواھب لدانیہ واتقان شفاء) چونکہ ہر عبارتون کا ترجمہ موجب طوالت ہی لہذا خواستگار معافی کا ہون اور اصل مین روی سخن مولوی صاحب سے ہی لہذا کچھ اور بھی عرض کیا چاہتا ہون۔ امید ہی توجہ فرمائین۔

وجوہ اعجاز قرآن مین اخبار بالغیب

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین ومن ذالک ما اطلع علیہ من الغیوب وما یکون والاحادیث فی ھذا الباب بحر لا یدرک قعرہ ولا ینزف غمرہ وھذہ المعجزۃ من جملۃ معجزاتہ المعلومۃ علی القطع الواصل الینا خبرھا علی التواتر لکثرۃ رواتھا واتفاق معانیھا علی الاطلاع علی الغیب انتھی (شفا قاضی عیاض رح) اسمقام پر واقعات گذشتہ وآیندہ جو مذکور ہین اُن کے دیکھنے سے ہر ایک منصف مزاج کہہ سکتا ہی۔ کہ واقعی یہ وہ دریاے ناپیدا کنار ہی۔ کہ جسکی انتہا دیکھنے والیکو معلوم نہین ہو سکتی اور اخبار بالغیب کی تفصیل صفحہ ۵۶۳ مذکور ہی۔ شرح شفا جلد اول) شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہین۔ واز جملہ معجزات باہرہ وے صلی اللہ علیہ وسلم بودن اوست مطلع بر غیوب وخبر دادن از آنچہ حادث خواہد شد از کائنات (مدارج النبوۃ از صفحہ ۳۴۶ تا صفحہ ۲۵۶۔ آیات واحادیث سے ان واقعات کا ذکر کیاہی فمن شاء فلیرجع الیہ۔

نواب صدیق حسن خان ایسا شخص وہ بھی اوسکا اقرار کیے بغیر رہ نہ سکا سورۂ اعراف ص ۲۱۷ مین لکھتے ہین۔ رہے وہ مغیبات جنکی خبر حضرتؐ نے احادیث صحیحہ مین دی ہی۔ سو وہ قبیل معجزات سے ہین (ترجمان القرآن)

تنبیہ۔ حضرات ناظرین غور فرمائین کہ اگر ہم اپنے پیغمبر کے اعلیٰ ترین معجزات کا ذکر زبان پر لائین تو کافر کہے جائین بھلا اس سے بڑھکر ہمپر اور کیا ستم ہو سکتا ہی۔ بعوض اس کے ہم نہین کہنا چاہتے بجز اس کے کہ خداوند کریم منکرین کو عقل سلیم عطا فرمائے اور راہ حق دکھائے ای عزیز مثبتین علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہی مذہب ہی جو اکابرین دین فرمارہے ہین۔ اور یہ وہ وصلان حق ہین کہ جن کا علم وفضل نامعلوم نہین ہی۔

قولہ:۔ یہ لوگ دو آیتون سے تمسک کرتے ہین الخ

اقول مولوی صاحب آپنی عنان توجہ اس طرف منعطف نہین فرمائی۔ ورنہ ایسا ہرگز نہ فرماتے۔ اگر مین کہون۔ کہ یہ کہنا آپکو قلت تتبع کا باعث ہی۔ تو شاید نازیبا نہ ہوگا کیونکہ کثرت آیتین ہین جنسے علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثابت ہی۔ چنانچہ مین ان کو ذکر کرتا ہون۔ بحول اللہ وقوتہ۔

پہلی آیت ویکون الرسول علیکم شہیدا۔ کی تفسیرون کو ملاحظہ فرمائیے۔ واضح ہو کہ شہید بمعنی رقیب ومہیمن کے ہین۔ کما فی تفسیر ابو السعود وسراج المنیر والکشاف اور رقیب کے معنے نگہبان وچشم وارندہ ونگھدارندہ وموکل (منتخب) اور مہیمن کے معنے گواہ ورقیب (منتخب) اب تفسیر ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہین فاضل کامل شیخ اسمعیل حقی۔ ومعنی شہادت الرسول علیھم اطلاعہ علی رتبۃ کل متدین بدینہ و حقیقۃ التی ہو علیھا من دینہ وحجابہ الذی ہو بہ محجوب عن کمال دینہ فھو یعرف ذنوبھم وحقیقۃ ایمانھم واعمالھم و حسناتھم وسیئاتھم واخلاصھم ونفاقھم وغیر ذالک بنور الحق وامتہ یعرفون ذالک من سائر الامم بنورہ علیہ الصلوۃ والسلام (روح البیان)

مولانا شاہ عبدالعزیز اس آیت کی تفسیر مین فرماتے ہین۔ وباشد رسول شما بر شما گواہ زیراکہ او مطلع است بنور نبوۃ بر مرتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ وحقیقت ایمان و

چیست و حجابیکہ بدان او ترقی محجوب ماندہ است - کدام است پس وی شناسد گناہان شمار او درجات
ایمان شمار او اعمال نیک و بد شمار او اخلاص و نفاق شمار (تفسیر فتح العزیز) وقال الشیخ شہاب الدین قسطلانی فی ادابِ زیارۃ
وینبغی ان یقف عند محاذات اربعۃ اذرع ویلازم الادب والخشوع والتواضع غاض البصر فی مقام الہیبۃ کما کان یفعل بین یدیہ فی
حیاتہ ویستحضر علمہ بوقوفہ بین یدیہ وسماعہ لسلامہ کما ہو فی حال حیاتہ اذ لا فرق بین موتہ وحیاتہ فی مشاہدۃ
لامتہ ومعرفتہ باحوالہم ونیاتہم وعزائمہم وخواطرہم وذلک عندہ جلی لا خفاء بہ - وقد روی ابن المبارک
عن سعد بن مسیب لیس من یوم الا وتعرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعمال امتہ غدوۃ وعشیۃ فیعرفہم بسیماہم و
اعمالہم (مواہب) عبارت مذکورہ بالا سے معلوم ہوا - کہ حضور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بسبب
نور نبوت کے اپنے ہر امتی کے احوال سے مطلع ہیں - اور کیوں نہو جبکہ اللہ تعالی نے آپکو ان پر گواہ کیا ہے
تو گواہی وہ ہی دے سکتا ہے - جو ان کے احوال پر مطلع ہو - اور جو لاعلم ہو گا - اس کی شہادت کافی کیونکر
ہو گی ہی کے مؤید ایک روایت عرض کرتا ہوں انباہ الاذکیا میں حافظ جلال الدین سیوطی تحریر فرماتے
ہیں - النظر فی اعمال امتہ والاستغفار لہم من السیئات والدعاء بکشف البلاء عنہم والتردد
فی اقطار الارض بحلول البرکۃ فیہا وحضور جنازۃ من مات من صالحی امتہ فان ہذہ الامور من اشغالہ کما وردت بذلک
الاحادیث والآثار انتہی - روح البیان آخر سورۃ تبارک الذی میں ہے قال الامام الغزالی - والرسول علیہ السلام
لہ الخیار فی طواف العوالم مع ارواح الصحابۃ رضی اللہ عنہم لقد راٰہ کثیر من الاولیاء انتہی
مناسک سندی آداب زیارت میں لکھتے ہیں - مستشعرا بانہ علیہ الصلوۃ عالم بحضورک وقیامک
وسلامک ای بل بجمیع افعالک واحوالک وارتحالک ومقامک وکانہ حاضر جالس بازائک
مناسک سندی مع شرح ملا علی رح وعن ابن عباس رض فی قولہ تعالی فاذا دخلتم بیوتا فسلموا
علی انفسکم قال فان لم یکن فی البیت احد فقل السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
ای لان روحہ علیہ السلام حاضر فی بیوت اہل الاسلام شرح شفا جلد ثانی ص ۱۱۸ ف
منکرین علم غیب رسول اللہ عبارات مذکورہ بالا میں غور فرمائیں کہ علماء دین کیا فرما رہے ہیں نیز نواب بھوپال
نے مسک الختام کے صفحہ ۳۴۲ میں لکھا ہے - نیز آنحضرت ہمیشہ نصب العین مؤمنان و قرۃ العین عابدان ست

در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالت عبادت و نورانیت و انکشاف درین محل بیشتر و قوی تر ست و
بعضی از عرفا قدس سرہم گفتہ اند کہ (الی قولہ) پس آنحضرت در ذوات مصلیان موجود و حاضر ہست -
شبہ ہر آن روح سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر بیوت مسلمین میں موجود ہونا بعید از فہم و
ناممکن ہے - **دفع** یہ کتنا قصور فہم کا باعث ہے - عقلا بعید نہیں کیونکہ یہ مشاہدہ ہے - کہ جب آفتاب فلک جلوہ گر
ہوتا ہے ہر ہر گھر اور در دیوار و در کو منور کر دیتا ہے تو کیا وہ آفتاب رسالت جو نور من نور اللہ ہے - اگر اس کے پرتو نور سے بیوت مسلمین
منور ہو تو کیا بعید ہے اے عزیز ایک آئینہ نا چیز ہر چیز جو اسکے مقابل ہو - وہ اسمیں منعکس ہو جاتی ہے - پس خیال تو کر و -
اگر اس آئینہ حقنما میں تمام عالم منعکس ہو جائے - تو کیا بعید ہے - ادنی شیشہ میں جو قابلیت ہے - کیا وہ اس
نور خدا میں محال ہے - ہرگز نہیں - و نیز یہ کہ تمہاری مردمک چشم کو کوتاہ دائرے میں زمین و آسمان سمایا
ہوا ہے - تو پھر وہ ذات مقدس کہ جس کا سینہ انوار الہی کا گنجینہ اور جسکا قالب تمہاری روح اور آنکھوں کے
نور سے ہزارہا درجہ لطیف اگر اس میں تمام عالم منعکس ہو - تو کیا بعید ہے - فتدبر و قس علی ہذا -
علاوہ ازیں ان حدیثوں کو ملاحظہ کیجئے زویت لی الارض فرایت مشارقہا و مغاربہا (رواہ مسلم
عن ثوبان رض) اور ان اللہ قد رفع الی الدنیا وانا انظر الیہا والی ما ہو کائن الی یوم القیمۃ
کانی انظر الی کفی ہذا (فتوحات احمدیہ مطبوعہ مصر) رواہ الطبرانی فی معجم کبیر عن عبد اللہ بن عمر رض)
(۲) دوسری آیت ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء اس کی تفسیر ملاحظہ ہو المعنی
ان احد لا یحیط بمعلومات اللہ تعالی الا بما شاء یعنی ان یطلعہم علیہ وہم الانبیاء
والرسول لیکون ما یطلعہم علیہ من علم غیبہ دلیلا علی نبوتہم کما قال فلا یظہر علی غیبہ
احدا الا من ارتضی من رسول (خازن) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی
اپنے علم خاص یعنی غیب سے انبیاء کو مطلع فرماتا ہے - اور وہ غیب دلیل ہے - ان کی نبوت پر فتدبر (۲) اور
کہا بغوی نے ولا یحیطون بشیء من علمہ ای من علم اللہ الا بما شاء ان یطلعہم
علیہ یعنی لا یحیطون بشیء من علم الغیب الا بما شاء مما اخبر بہ الرسل کما قال
اللہ تعالی فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول (معالم التنزیل)

ف۔ اس سے معلوم ہوا کہ علمہ سے مراد غیب ہی جسقدر اللہ تعالیٰ چاہتا ہی۔ اپنے رسولون کو اس سے خبردار کرتا ہی۔ الغرض اللہ تعالیٰ کا اپنے علم خاص سے ملائکہ اور رسولون کو مطلع کرنا کتب تفاسیر مین مصرح ہی۔ ان سب کی عبارت نقل کرنا موجب طوالت ہی۔ طالب کو چاہیے۔ کہ تفسیر ابن عباسؓ۔ جلالین۔ ابو السعود روح البیان حسینی۔ فتح البیان وغیرہم مین دیکھ لے جسکو مین بچشم خود دیکھ چکا ہون (۳) کہا فخر رازی نے الا بما شاء کے تحت مین والثانی انھم لا یعلمون الغیب الا عند اطلاع اللہ بعض انبیائہ علی بعض الغیب کما قال عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدًا الا من ارتضی من رسول (تفسیر کبیر) اس سے بھی یہ امر مصرح ہی کہ اللہ تعالیٰ کے مطلع کرنے سے انبیاء علیہم السلام اوس کے غیب پر مطلع ہوتے ہین۔

(۳) تیسری آیت ذالک من انباء الغیب نوحیہ الیک یقول اللہ عزوجل لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم ذلک الذی ذکرت لک من حدیث زکریا و یحیی و مریم و عیسی علیھم السلام من اخبار الغیب (خازن)

(۲) من انباء الغیب نوحیہا الیک یعنی ان ذلک من الغیوب التی لم تعرفھا الا بالوحی (مدارک)

ف بعض حضرات کہتے ہین۔ کہ جب اللہ تعالےٰ نے اپنے غیب پر حضرت کو مطلع کردیا۔ تو وہ غیب نہ رہا بلکہ مشاہدہ ہوگیا۔ ان کو اس آیت سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ کہ جن خبرون کو اللہ تعالےٰ بیان فرما چکا۔ اور حضرت معلوم کر چکے ان کو اللہ تعالیٰ نے غیب ہی فرمایا۔ اور ایسا ہی مذکور ہی۔ سورہ ہود اور یوسف مین مگر افسوس آج ہم اون کو غیب کہتے ہین۔ تو کافر کہے جاتے ہین۔ اللھم احفظنا۔

(۴) چوتھی آیت وما کان اللہ لیطلعکم یا اھل مکۃ علی الغیب علی ذلک حتی تعلموا من یومن ولا من یومن و لکن اللہ یجتبی یصطفی من رسولہ من یشاء یعنی محمدا فیطلعہ علی بعض ذلک بالوحی (تفسیر ابن عباسؓ) (۲) وفی الخازن و لکن اللہ یجتبی من رسولہ من یشاء یعنی ولکن اللہ یصطفی و یختار من رسلہ من یشاء فیطلعہ علی ما یشاء من غیبہ (خازن) (۳) وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب فتعرفوا

المنافق من غیرہ قبل التمیز ولکن اللہ یجتبی یختار من رسلہ من یشاء فیطلعہ علی غیبہ کما اطلع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی حال المنافقین (جلالین) (۴) وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب فتعرفوا قلوب المخلصین والمنافقین ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء فیخبرہ ببعض المغیبات شان نزول۔ نازل ہوئی یہ آیت جبکہ کہا مشرکون نے۔ کہ اگر محمدؐ سچے ہین۔ تو خبر دین ہمکو کہ کون مومن ہی۔ اور کون کافر اور پایہ سبب ہی۔ کہ فرمایا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پیش کی گئی مجھپر میری امت اور آگاہ کیا گیا مین۔ کہ کون ایمان لائیگا۔ اور کون کافر رہے گا۔ تو منافقون نے کہا کہ وہ گمان کرتے ہین مومن و کافر پہچاننے کا۔ اور ہم اون کے ساتھ ہین۔ اور ہمکو نہین پہچانتے (جامع البیان) (۵) ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء ای ولکن اللہ یرسل الرسول فیوحی الیہ و یخبرہ بان فی الغیب کذا وان فلانا فی قلبہ النفاق وان فلانا فی قلبہ الاخلاص فیعلم ذلک من جھۃ اخبار اللہ تعالی لا من جھۃ نفسہ (تفسیر مدارک) (۶) وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ای وما کان اللہ لیوتی احدکم علی الغیب فیطلع علی ما فی قلوب من کفر وایمان ولکن اللہ یجتبی۔ یصطفی من رسلہ من یشاء فیوحی الیہ و یخبرہ ببعض المغیبات (روح البیان) (۷) وقال فخر الرازی فاما معرفۃ ذلک علی سبیل الاطلاع من الغیب فھو من خواص الانبیاء فلھذا قال واللہ یجتبی من رسلہ من یشاء ای و لکن اللہ یصطفی من رسلہ من یشاء تخصھم باعلامھم ان ھذا اموٴمن وھذا منافق (تفسیر کبیر وکذا یفھم من تفسیر ابی السعود) (۸) وقال البغوی وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب لانہ لا یعلم الغیب احد غیر اللہ ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء فیطلعہ علی بعض علم الغیب نظیرہ قولہ تعالی عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول وقال السدی وما کان اللہ لیطلع محمدا علی الغیب ولکن اللہ اجتبہ (معالم التنزیل) اور نواب صدیق حسن والئے بھوپال اپنی تفسیر مین

لکھتے ہین۔(۹) وماکان اللہ لیطلعکم علے الغیب الخطاب للکفار قریش ای ماکان
لیبین لکم المؤمن من الکافر فیقول فلان کافر وفلان مؤمن وفلان منافق لتعرفوا
قبل التمیز لان المستاثر بعلم الغیب لایظہر علے غیبہ احدًا الامن ارتضی من رسول فیمیز
بینکم کما وقع من نبینا صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم من تعیینہ کثیر من المنافقین
فان ذالک وکان بتعلیم اللہ لا بکونہ یعلم الغیب (الی قولہ) وعن مالک یستخلص من
رسلہ من یشاء فیطلعہ علے مایشاء من غیبہ (الی قولہ) وعن الحسن قال لایطلع علے الغیب الا رسول (فتح البیان)
اور اردو کی تفسیرین مین لکھتے ہین (۱۰) اللہ مؤمن ومنافق کو اس طرح کھولتا ہی۔ غیب سے خبر کسیکو نہین پہنچاتا
مگر رسولون کو (ترجمان القرآن سورۃ آل عمران ۱۴۹) الغرض ان کی تقریرین بھی اسپر شاہد ہین۔ کہ اللہ
اپنے غیب کی خبرین اپنے رسولون کو دیتا ہی۔ اور مومن ومنافق کو بتاتا ہی۔ (۱۱) وماکان
اللہ لیطلعکم اور ایسا نہین ای منافقو۔ کہ اللہ مطلع کردے تمہین۔ علی الغیب وپر اس بھید کے
کہ کون شخص ایمان لائے گا اور کون کافر رہے گا۔ ولکن اللہ یجتبی۔ اور لیکن اللہ برگزیدہ کرلیتا
ہی۔ اوس پر اطلاع دے نے کے واسطے من رسلہ اپنے رسولون مین سے من یشاء جسے
چاہتا ہی۔ (ترجمہ تفسیر حسینی) ف

حضرات ناظرین اور خصوصًا ہمارے مخاطب مولوی صاحب وغیرہ کتب تفاسیر کی عبارتون کو ملاحظہ
فرمائین۔ کہ تمام مفسرین فرما رہے ہین۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب سے خبر دیتا ہی ان رسولون کو جن کو
اوس کے لئے پسند فرماتا ہی خصوصًا حضور سرور کونین سلطان دارین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو جیسا کہ تفسیر ابن عباس۔ جلالین۔ معالم التنزیل وغیرہ مین مصرح ہی۔ جو تفاسیر میرے
مطالعہ سے گذرین ان کی عبارتین بلفظہٖ نقل کردین۔ طالب اس سے زیادہ مطلع ہوسکتا ہی۔ ف
اسجگہ ایک مسئلہ نحوی سمجھ لینا چاہئے کہ لکن حرف استدراک ہی۔ یہ واسطے دفع اُس توہم کے آتا ہی۔ جو ناشی
ہوتا ہی کلام سابق سے چونکہ وماکان اللہ لیطلعکم علے الغیب سے وہم پیدا ہوتا تھا
کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب کو کسی پر واضح نہین کرتا مطلقًا۔ لہذا اسی وہم کو دفع فرمایا۔ لکن کے لفظ سے

یعنی لیکن برگزیدہ کرتا ہی۔ اللہ اپنے رسولون مین سے جسے چاہتا ہی اسکو اپنے غیب پر مطلع فرماتا ہی۔
شبہ ۶۔ ان مفسرین کے بیان سے معلوم ہوا کہ مؤمن وکافر ومنافق ومخلص کو بھی حضرت جانتے تھے حالانکہ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہی۔ لا تعلمہم نحن نعلمہم دفع ای عزیز میرے یہ امر محقق ہی کہ حضرت رب العزت
جلشانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منافقون اور اُن کے اسرار وضمائر ومکائد سب پر اطلاع دی
تھی چنانچہ سورۂ محمد مین ہی ولو نشاء لارینکہم فلعرفتہم بسیمہم ولتعرفنہم فی لحن القول
یعنی اور اگر چاہین ہم تو البتہ دکھائین ہم آپ کو علامتین ان کی بے شک پہچان لین۔ آپ انکو اور اُنکی علامتون نسے
جو دلالت کرنے والی ہین اون کے نفاق پر اور بیشک آپ ضرور پہچان لین ان کو بات پھیرنے مین صواب
کی طرف سے تعریض اور توبیخ کی جانب حضرت انس رضی ابن مالک کہتے ہین کہ اس آیت کے نازل ہونیکے بعد
کوئی منافق ایسا نتھا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے نشان اور بات سے نہ پہچان لیتے ہون
(ترجمہ تفسیر حسینی وکمالین وخازن ومدارک) وعن ابن عباس رض ماخفی علے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ واٰلہ بعد نزول ھذہ الاٰیۃ احد من المنافقین یعرفہم بسیمہم (الی قولہ)
فکان بعد ذالک ماتکلم منافق عند رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم الا
استدل بفحوای کلامہ علے فساد باطنہ (تفسیر جامع البیان وکمالین)
الغرض بعد نزول اس آیۃ کریمہ کے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ منافقون کو پہچانتے تھے
اوران کے اسرار ومکاید کو جانتے تھے پس دفع ہوگیا وہ شبہ جو وارد ہوتا تھا۔ وعن ابن مسعود رض
قال خطب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوم الجمعۃ فقال اخرج یا فلان فانک
منافق اخرج یا فلان فانک منافق فاخرج منہم ناسا (عینی شرح بخاری جلد ۴ صـ۲۲۱)
وفی الجمل لما نزلت سورۃ براۃ جمعوا فقال النبی صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم یا فلان قم
فانک منافق یا فلان قم فقام اخوانہم من المسلمین تولوا اخراجہم من المسجد قرطبی
(جمل جلد ۳ مطبوعہ دہلی صفحہ ۲۴۶ ۵)
الغرض یہ امر محقق ہوگیا۔ کہ حضور کو منافقون پر اطلاع تھی۔ فتدبر اب پانچوین آیت کی تفسیر

ملاحظہ ہو جسمین اس سے زیادہ توضیح ہی۔

(۵) پانچوین آیت وعلمک مالم تکن تعلم یعنی من الاحکام الشرع وامور الدین وقیل علمک من علم الغیب ما لم تکن تعلم وقیل معناہ وعلمک من خفیات الامور واطلعک علی ضمائر القلوب وعلمک من احوال المنافقین وکیدھم (خازن) (۲) وعلمک مالم تکن تعلم من الاحکام والغیب (جلالین۔ مدارک۔ جامع البیان) (۳) وعلمک بالوحی من خفیات الامور التی من جملتہا وجوہ ابطال کید المنافقین اومن امور الدین واحکام الشرع (ابو المسعود۔ تفسیر کبیر) (۴) وعلمک بالوحی من الغیب وخفیات الامور (روح البیان) (۵) وعلمک مالم تکن تعلم من الاحکام وقیل من علم الغیب (معالم) (۶) وعلمک ای بالوحی من احکام الشرع وامور الدین اوعلم الغیب وخفیات الامور اومن احوال المنافقین وکیدھم اومن ضمائر القلوب مالم تکن تعلم من قبل الوحی وقال قتادۃ علمہ اللہ بیان الدنیا والاخرۃ وبیّن حلالہ وحرامہ لیحتج بذلک علی خلقہ وقال الضحاک علمہ الخیر والشر (فتح البیان للصدیق الحسن بہوپالی) (۷) وعلمک مالم تکن تعلم ای من المشکلات وغیرہا غیبا وشہادۃ من احوال الدین والدنیا وکان فضل اللہ علیک عظیما ای بھذا وبغیرہ من امور لاتدخل تحت الحصی (تفسیر سراج المنیر) (۸) وعلمک اور تعلیم کردیا تجھ کو مالم تکن تعلم جو نتھا تو کہ آپ سے جان لیتا چھپی ہوئی باتین اور دلون کے بہید اور بہت علما نے کہا۔ کہ وہ علم ہی ربوبیت حق اور اس کے جلال کا اور پہچاننا عبودیت نفس اور اس کے کمال کا اور بحر الحقائق مین ہی۔ کہ جو کچھ ہوچکا اور جو کچھ ہو گا۔ یہ اس کا علم ہی۔ کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے شب معراج مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا جیساکہ معراج کی حدیثون مین وارد ہوا ہی۔ کہ مین عرش کے نیچے تھا۔ ایک قطرہ میرے حلق مین ڈالا پس جان لیا مین نے جو کچھ ہو گیا اور جو کچھ ہونے والا ہی۔ (ترجمہ تفسیر حسینی)

الغرض تمام مفسرین یہ لکھتے چلے آتے ہین۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سرور کونین سلطان دارین کو بذریعہ وحی کے سکھایا۔ احکام شرع اور امور دین یا علم غیب اور امورات خفیہ یا احوال منافقین اور ان کے مکائد یا ضمائر قلوب یعنی دلون کے بہید اور قتادہ کا قول ہی۔ کہ سکھایا اللہ تعالے نے آپ کو بیان دنیا و آخرت کا اور بیان کر دیا حلال وحرام اپنا تاکہ حجت ہو بسبب اس کے خلق خدا پر:۔

(۶) آیت قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء ان انا الا نذیر وبشیر لقوم یومنون ط

ف ہر چند کہ یہ آیۂ کریمہ نفی علم غیب مین پیش کی جاتی ہی۔ مگر مفسرین نے خود اسکا فیصلہ کر دیا ہی۔ اور اس نزاع کو اٹھا دیا ہی۔ التماس ضروری وہ یہ کہ منکرین علم غیب رسول اللہ صلعم۔ کل قرآن پر ایمان لائے ہین۔ یا بعض پر۔ در صورت آخر وہ مؤمن نہین۔ اور در صورت اول ہمارا مدعا ثابت ہی۔ یعنی آیۂ مذکورہ اور مثل اسکے اور آیتین جنسے نفی علم غیب کی ہوتی ہی۔ اور وہ آیتین جو ہمنے اثبات علم غیب مین ذکر کین۔ یا آیندہ مذکور ہونگی۔ ان سب سے مسئلہ اعتقادی اہلسنت کا مستنبط ہی۔ کہ حقیقۃً عالم الغیب تو اللہ ہی ہی۔ مگر جسکو چاہتا ہی اپنے غیب کی خبرین بتا دیتا ہی بذریعہ وحی والہام کے کما ھو مصرح فی کتب العقائد واشرنا الیہ فی المقدمۃ ھذہ الرسالۃ فتدبر وتفکر ولا تکن من الجاحدین۔ اب ناظرین آیۂ مذکورہ کی شان نزول کو سمجھ لین۔ بعدہٗ اس کی تفسیر ملاحظہ فرمائین۔ وسیط مین ہی۔ کہ اہل مکہ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا۔ کہ ای محمد خدا تجھے نرخ کی خبر کیون نہین کر دیتا کہ کب ارزان ہو گا۔ اور کب گران کہ ارزانی مین کچھ مول لے رکھا کرا اور گرانی مین بیچ ڈالا کرا اور فائدہ اٹھایا کر تو یہ آیت نازل ہوئی کہ کہدیجے ای محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کہ نہین قدرت رکھتا ہون مین۔ واسطے اپنی ذات کے کچھ منفعت حاصل کرنے کی اور نہ مضرت دفع کرنے کی مگر جو کچھ اللہ چاہے۔ مجھے تعلیم کر دے اور اگر ہوتا مین کہ بے خدا کے بتائے ہوئے جانتا مین غیب کو تو البتہ بہت چاہتا۔ مال منفعت فتح غنیمت

اور نہ چھوتے مجھے برائے یعنی محتاجی بیماری رنج نہیں ہوں میں۔ مگر ڈرانیوالا منکروں ومعاندوں اور خوشخبری دینے والا واسطے اوس گروہ کے کہ ایمان لائے میرا اور اس چیز کا جو میرے ساتھ ہے (تفسیر حسینی۔ خازن۔ جامع البیان وغیرہم۔)

علامہ بغوی مثل تفاسیر مذکورہ کے شان نزول ذکر کر کے لکھتے ہیں۔ ولوکنت اعلم الغیب لوکنت اعلم الخصب والجدب لاستکثرت من المال لسنۃ القحط وما مسنی السوء ای الضر والفقر والجوع وقال ابن جریر قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا یعنی الھدی والضلالت ولوکنت اعلم الغیب متی اموت لاستکثرت من الخیر من العمل الصالح وما مسنی السوء قال ابن زید واجتنبت ما یکون من الشر والفتنۃ وقیل معناہ ولوکنت اعلم الغیب ای متی الساعۃ لاخبرتکم حتی تؤمنوا وما مسنی السوء بتکذیبکم وقیل ما مسنی السوء ابتدأ یرید ما مسنی الجنون (معالم التنزیل)

علامہ خطیب اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ وقیل انہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لما رجع من غزوۃ بنی المصطلق عصفت ریح فی الطریق ففرت الدواب منہا فاخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بموت رفاعۃ بالمدینۃ وکان فیہا غیظ للمنافقین وقال صلعم انظروا این ناقتی فقال عبد اللہ ابن ابی المنافق مع قومہ الا تعجبون من ھذا الرجل یخبر عن موت الرجل بالمدینۃ ولم یعرف این ناقتہ فقال صلعم ان ناسا من المنافقین قالوا کیت وکیت وناقتی فی ھذا الشعب قد تعلق زمامہا بشجرۃ فوجدوھا علی ما قال صلعم فانزل اللہ ھذہ الآیۃ (تفسیر سراج المنیر) علامہ قسطلانی لکھتے ہیں قال ان محمدا یزعم انہ یخبرکم عن خبر السماء وھو لا یدری این ناقتہ فقال صلی اللہ علیہ والہ وسلم لما بلغہ ذلک واللہ انی لا اعلم الا ما علمنی ربی وقد دلنی ربی علیہا وھی فی

موضع کذا وکذا احبستہا شجرۃ بخطامہا فذھبوا فوجدوھا کما اخبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم (مواہب ص ٣٣)۔

الغرض۔ یہ روایت کتب تفاسیر وسیر وتواریخ میں مذکور ہے۔ جسکا خلاصہ یہ ہے۔ کہ جب غزوہ بنی المصطلق سے حضور نے مراجعت فرمائی تو راہ میں ایک جگہ مقام فرمایا۔ وہاں آندہی بہت سخت آئی۔ جانور بھاگ گئے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ میں رفاعہ نے موت پائی۔ (وہ ایک منافق تھا) اس کہنے سے اُن منافقوں کو جو لشکر میں شریک تھے۔ نہایت غصہ تہا۔ (اوس آندہی میں حضرت کی ناقہ بھی گم ہو گئی تہی) آپ نے فرمایا کہ دیکھو میری ناقہ کہاں ہے تو عبد اللہ ابن ابی منافق نے اپنی قوم سے کہا۔ کہ آیا نہیں تعجب کرتے ہو تم لوگ اس شخص سے کہ مدینہ میں رفاعہ کی موت کی خبر دیتا ہے۔ درانحالانکہ نہیں جانتا ہے۔ کہ کہاں ہے ناقہ اوسکی (سراج المنیر) پس آئے حضرت جبرئیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور خبر دی منافق کی قول کی۔ اور آپ کی ناقہ جسجگہ تہی۔ اوسکو بتایا (خازن) پس جب آپکو یہ معلوم ہوا۔ تو فرمایا قسم ہے خدا کی میں نہیں جانتا۔ مگر جو کچھ کہ تعلیم کیا مجھ کو میرے رب نے۔ اور تحقیق کہ خبر دی مجھ کو میرے رب نے میری ناقہ کی۔ کہ وہ ایک جگہ میں ہے۔ کہ مہار اسکی درخت میں پھنس گئی ہے۔ پس گئے لوگ تو پایا اسکو جیسا کہ خبر دی تہی نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (مواہب لدنیہ) **تنبیہ** جن لفظوں میں منافقوں نے آنسرور کی جناب میں دریدہ دہنی کی تہی۔ آجکل اہل ایمان منکرین علم غیب رسول اللہ اسی لحن میں نغمہ سرائے کر رہے ہیں۔ یعنی نفی علم غیب میں روایت قذف عائشہ صدیقہ کو اہلسنت پر پیش کر کے کہتے ہیں۔ کہ اگر آپ کو علم غیب ہوتا۔ تو آپ رنجیدہ کیوں ہوتے مگر افسوس صد ہزار افسوس ان ایمان والوں پر جو امر حق سے چشم پوشی کر کے محض بنا بر تعصب وہٹ دھرمی کے ایسا کہتے ہیں۔ ورنہ واقعہ تو اسکے سراسر خلاف ہے۔ کیونکہ حضور نے قبل نزول قرآن کے جو خطبہ فرمایا۔ اُس میں یہ فرمایا۔

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو علی ممبر من یعذرنی من رجل قد بلغنی اذاہ فی اھلی وفی روایۃ فی اھلبیتی فواللہ ما علمت علی اھلی الا خیرا ولقد ذکروا رجلا ما علمت علیہ الا خیرا وما کان یدخل علی اھلی الا معی قالت فقام

سعد بن معاذ فقال انا اعذرك منه یارسول اللہ صلعم ان کان من
الاوس ضربنا عنقہ (خازن) معالم سراج المنیر شرح بخاری - مدارج النبوہ) یعنی
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے در انحالیکہ وہ ممبر پر تھے - کون ہی جو میرا بدلہ لے - اوس سے
کہ ایذا پہنچی مجھکو میری اہل کے حق مین - پس قسم ہی خدا کی کہ نہین جانتا مین نے اپنی اہل سے سوائے بھلائی
کے اور البتہ جس شخص کا ذکر کیا ہی - نہین جانتا ہون مین اوس سے سوائے بہتری کے اور نہین
داخل ہوتا تھا - وہ میری اہل مین - مگر میرے ساتھ - پس کھڑے ہوگئے سعدؓ بن معاذ اور کہا - کہ مین آپ کی
مدد کرونگا - یا رسول اللہ اور اس سے انتقام لونگا - اگر وہ ہمارے قبیلہ سے ہی - تو اس کی گردن مارونگا
(قرۃ العیون - تواریخ حبیب اِلٰہ وتفسیر خازن وغیرہ)
ف اس روایت سے صاف ظاہر ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ
کی عصمت و طہارت پر یقین کامل تھا حتی کہ بر سر منبر بلفظ قسم علی رؤس الاشہاد ان کی پاکدامنی بیان
فرمائی و نیز اوس شخص کی جو متہم بناتا تھا - اور موذی اہلبیت سے انتقام لینے کو فرمایا - فتدبر - باایہمہ
منکر مین لکھتے ہین - کہ جب حضرت عائشہ کو تہمت لگائی گئی تو حضرت صلعم کو بہت رنج ہوا - اگر آپ کو معلوم
ہوتا - تو کیون غم کرتے (نصیحۃ المسلمین وسعی المقبول) مسلمانون! غور کا مقام ہی کہ حضور کا یہ فرمانا
واللہ ماعلمت علی اہلی الا خیرا یہ جو آپ نے قسم فرمائی - تو کیا کوئی اہل ایمان کہ سکتا ہی
کہ یہ جھوٹی حلف تھی معاذ اللہ منہا - کلا واللہ ہرگز نہین - و نیز حضور نے یہ فرمایا - من یعذرنی
من رجل الخ یعنی کون ہی جو میری مدد کرے - اور انتقام لے - اور حضرت سعد بن معاذ کھڑے
ہوگئے - اور عرض کی - کہ مین اسکی گردن مارونگا - تو کیا کوئی عاقل کہ سکتا ہی - کہ حضور خون ناحق کرانا
یا کسی پر ظلم کرنا چاہتے تھے - معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ہرگز نہین - پس جبکہ یہ امر بداہۃً باطلان ٹھہرے - تو یہ
بات ثابت ہوگئی - کہ حضور کا خیال بہ نسبت حضرت صدیقہ کے بہت صحیح و راست تھا - رہ گیا یہ شبہ
کہ باوجود اس کے حضور رنجیدہ اور غمگین کیون تھے دفع تو واضح ہو - کہ آپ کا رنج و ملال بسبب زبان درازی
منافقین بیدین کے تھا - وہ طرح طرح کی زبان درازی اور دریدہ دہنی کرتے تھے - پس جبکہ حضور پر نور کی زوجہ

سلطان دارین کی محبوبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر کفار - نابکار - منافقین ناہنجار کی زبان طعن و تشنیع دراز ہو
تو کیا یہ مقام مسرت و خوشی کا تھا ہرگز نہین - کیونکہ ؎

جراحات السنان لہا التیام ولا یلتام ماجرح اللسان

ای ایمان والو! ذرا اپنے دلون پر ہاتھ رکھکر دیکھو کہ اگر کوئی تمہارے اہل وعیال کی نسبت ایسے
فواحش کا ارتکاب لوگون مین بیان کرے تو کیا تم کو خوشی ہوگی - باوجودیکہ اس کے دروغ اور
اپنے اہل کی عصمت کا تمکو یقین ہو - لیکن تم کو ضرور حد درجہ کا رنج ہوگا - فافہم ولا تکن من
الجاہلین اب مین علامہ خازن کا قول فیصل جو اس آیت کی تفسیر مین ہی ہدیۂ ناظرین کرتا ہون - وہ
فرماتے ہین - فان قلت قد اخبر صلی اللہ علیہ وسلم عن المغیبات وقد جاءت
احادیث فی الصحیح بذلک وہو من اعظم معجزاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فکیف الجمع
بینہ وبین قولہ تعالے ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر قلت یحتمل
ان یکون قالہ صلی اللہ علیہ وسلم علی سبیل التواضع والادب والمعنی لا اعلم
الغیب الا ان یطلعنی اللہ علیہ ویقدرہ لی ویحتمل ان یکون قال ذلک قبل
ان یطلعہ اللہ عزوجل علی الغیب فلما اطلعہ اللہ عزوجل اخبر بہ کما قال اللہ
تعالی فلا یظہر علی غیبہ احدًا الا من ارتضی من رسول او یکون خرج
ہذا الکلام مخرج الجواب عن سوالہم ثم بعد ذلک اظہر اللہ سبحانہ
وتعالے علی اشیاء المغیبات فاخبر عنہا لیکون ذلک معجزۃ لہ (خازن)
مسلمانون کو چاہیے کہ اس عبارت مین غور کرین اور انصاف کو ہاتھ سے نہ دین اسی مین سلامتی ایمان کی
ہی - اور یہی منشا ہی - کتاب و سنت کا ورنہ جو اس کے خلاف کہے وہ افتؤمنون ببعض
الکتاب وتکفرون ببعض کے مصداق ہی - اللہم احفظنا من سوء الاعتقاد
(ساتوین آیت) تلک من انباء الغیب ہذا خطاب للنبی صلی اللہ علیہ وسلم
یعنی ان ہذا القصۃ التی اخبرناک یا محمد من قصۃ نوح وخبر قومہ من انباء الغیب یعنی من اخبار الغیب (خازن)

(٨) آٹھوین آیت سورۂ یوسف ذلك یعنی الذی ذکرت لك یا محمدؐ من قصة یوسفؑ وماجری له مع اخوته ثم انه صار الی الملك بعد الرق من انباء الغیب یعنی اخبار الغیب نوحیه الیك یعنی الذی اخبرناك به من اخبار یوسفؑ وحیا وحیناه الیك یا محمدؐ و فی هذه الآیة دلیل قاطع علی صحة نبوة محمد صلی الله علیه وسلم لانه کان رجلا امیا لم یقرأ الکتب و لم یلق العلماء ولم یسافر الی بلد آخر غیر بلدة الذی نشاء فیه صلی الله علیه وسلم وانه نشأ بین امة امیة مثله ثم انه صلی الله علیه وسلم اتی بهذه القصة الطویلة علی احسن ترتیب و ابین معان وافصح عبارة فعلم بذلك ان الذی اتی به هو وحی الٰهی و نور قدسی سماوی فهو معجزة له قائمة الی آخر الدهر (خازن)

ف ان ہر دو آیۂ کریمہ سے بھی یہ امر ہویدا ہی۔ کہ بعد ذکر او ربیان کرنے قصۂ نوحؑ و یوسف علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے غیب ہی فرمایا۔ لہذا منکرین کا یہ کہنا کہ جب بتا یا گیا۔ تو وہ مشاہدہ ہوگیا۔ غیب نہ ٹھہرا۔ بدیہی البطلان ہی۔ اور یہ اخبار غیب ان معجزات باہرہ سے ہی۔ جو قیامت تک قائم رہے گا اور کسی اہل ایمان کو اس مین کلام نہین۔

(٩) نوین آیت سورہ احقاف کی ہی۔ قل ماکنت بدعا من الرسل وما ادری مایفعل بی ولا بکم

الجھرات ۱۳۱۸ھ مین ایک رسالہ۔ المسمیٰ المقبول، مصنفہ رنجیت سنگہ عرف مولوی محمد سعید نومسلم پنجابی کنجاہی کا شایع ہوا اوسکے مصنف نے یہانتک دریدہ دہنی کی ہی اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس مین لکھا ہی۔ معاذاللہ کہ آپکو اپنے انجام کار اور خاتمہ کا بھی حال نہین معلوم تھا اور آیۂ کریمہ قل ماکنت بدعا من الرسل الآیة اور حدیث واللہ لا ادری وانا رسول اللہ مایفعل بی ولا بکم سے استدلال کیا ہی اور اوسکو محکم غیر منسوخ قرار دیا ہی ای عزیز و جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوی تو مشرکین مکہ نے بہت خوشی کی اور لات وعزی کی قسم کھائی اور کہا کہ ہمارا اور اونکا ایک حال ہی یعنی جیسے ہم اپنے انجام کار سے بیخبر

ویسی ہی وہ او رنہین ہی اونکو ہمپر کچھ بڑائی اور بزرگی۔ اور اگر نہوتی یہ بات کہ جو کچھ وہ کہتے ہین دلکی اختراعی بات کہتے ہین۔ تو جو انکو رسول کرکے بھیجتا وہ اونکے انجام کار کی اونکو خبر بھی دیتا۔ پس ای ایمان والو تم ان دیندار ونکی دینداریکو دیکھو کہ۔ جو خیالات کفار مکہ کا تھا وہ آج کے موحدونکی دینداری اور کلمات بے دینی انکی زبان پر جاری ہی۔ لہذا پہلے ہم اوسکی اصل عبارت نقل کرتے ہین بعدہ اوسکی دیانتداری اور ایمان داری کو ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔ **قولہ** اس آیت و حدیث کے معنی مین اختلاف ہی بعض لوگون نے اسکو منسوخ کہا ہی مگر محققین مفسرین کے نزدیک یہ قول منسوخ ہونیکا راجح نہین ہی حافظ ابن کثیر و تفسیر کبیر الخ اقول بحول اللہ و قوتہ اس آیت کا منسوخ ہونا بقول محققین مفسرین بوجہ اتم ثابت ہی اگرچہ مخالف نے بکمال جرأت اور درحقیقت بسبب بغض و عداوت سرور رسالت کے اون اقوال سے چشم پوشی کی ہی۔ مگر ہم اوسکو بنظر احقاق حق ہدیۂ ناظرین کرتے ہین باید دید و شاید شنید۔ **تاج** المفسرین و راس المحققین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی تفسیر مین تحریر فرماتے ہین۔ قل لهم یا محمدؐ ماکنت بدعا من الرسل لست باول مرسل من الآدمیین قد کان قبلی رسل وما ادری مایفعل بی ولا بکم من الشدة والرخاء والعافیة و یقال نزلت هذه الآیة فی شان اصحابه علیه السلام حیث قالوا متی یکون خروجنا من مکة و نجاتنا من الکفار فقال لهم النبی صلی الله علیه وآله وسلم ما ادری ما یفعل بی ولا بکم اخرج و تخرجون الی الهجرة ام لا ان اتبع ما عمل الا ما یوحی الی الا ما امرت فی القرآن (تفسیر ابن عباسؓ) **وعن** الکلبی قال له اصحابه وقد ضجروا من اذی المشرکین حتی متی نکون علی هذا فقال ما ادری ما یفعل بی ولا بکم أأترك بمکة ام اؤمر بالخروج الی ارض قد رفعت لی ورایتها یعنی فی منامه ذات نخیل و شجر (تفسیر مدارک و ابو السعود) **ف** ان عبارات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام بسبب ایذا رسانی کفار کے جب بہت تنگدل ہوئے تو حضور پر نور مین عرض کی

کہ ہم کبتک اس ضیق وتنگی مین رہینگے اور کب ہمکو مکہ سے نکلنے کا حکم ہوگا اور کفاروں سے کب نجات ہمکو ہوگی ۔ چونکہ اوسوقت تک حکم ہجرت کا نازل نہوا تھا اگرچہ وہ جگہ حضور کو عالم رویا مین دکھائی گئی تھی اور صحابۂ کرام آمادہ ہجرت تھے لہذا آپنے فرمایا کہ مین نہین جانتا کہ مکہ مین رہونگا یا حکم کیا جائے گا ہجرت کے لیے کیونکہ بدون امر الٰہی مین کوئی کام نہین کرتا ۔ ف یہ امر تو بدیہی ہو کہ اسکے بعد حکم ہجرت کا ہوا لہذا یہ آیت وحدیث منسوخ ہوئی اور بھی علماء حقانی کی تحقیق سنئے اور حق سے باطل کو جدا کیجئے عنان دیانت کو ہاتھ سے نہ دیجئے ۔ اختلف العلماء فی معنی هذه الآیة فقیل معناه ما یفعل بی ولا بکم یوم القیمة ولما نزلت هذه الآیة فرح المشرکون وقال واللات والعزی ما امرنا وامر محمد عند الله الا واحد وما له علینا من مزیة وفضل ولولا انه ابتدع ما یقوله من ذات نفسه لاخبره الذی بعثه بما یفعل به فانزل الله عز وجل لیغفر لک الله ما تقدم من ذنبک وما تاخر فقالت الصحابة هنیئا لک یا نبی الله قد علمت ما یفعل بک فماذا یفعل بنا فانزل الله عز وجل لیدخل المؤمنین والمؤمنات جنت تجری من تحتها الانهر الآیة ونزل وبشر المؤمنین بان لهم من الله فضلا کبیرا فبین الله ما یفعل به وبهم وهذا قول انس رض وقتادة رض والحسن رح وعکرمة رض قالوا انما قال هذا قبل ان یخبر بغفران ذنبه وانما اخبر بغفران ذنبه عام الحدیبیة فنسخ ذلک ۔
ف کہا مفسرین نے کہ جز این نیست کہ یہ فرمایا بخشش کی خبر دینے سے پہلے اور جز این نیست کہ خبر دی گئی آپکو بخشش کی عام حدیبیہ مین پس منسوخ ہوئی وہ آیت ۔ اسکے بعد کچھ اور روایتین مختلف بیان کرنے کے بعد اوسی تفسیر مین مذکور ہی ۔ ثم اخبره الله عز وجل انه یظهر دینه علی الادیان کلها فقال هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله

وقال فی امته وما کان الله لیعذبهم وانت فیهم وما کان الله معذبهم وهم یستغفرون فاعلمه ما یصنع به وبامته وقیل معناه لا ادری الی ماذا یصیر امری وامرکم ومن الغالب والمغلوب ثم اخبره انه یظهر دینه علی الادیان وامته علی سائر الامم (تفسیر خازن ومعالم عن السدی) ف ان مفسرین کی تحقیق سے صاف طور پر اوس آیت کا منسوخ ہونا خواہ من حیث معاملات دنیا ہو خواہ آخرت یا خواہ حضور کے نسبت ہو یا امت یقینی ثابت ہوا اور عرض کرون علامہ شیخ حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین ۔ ثم عرفه الله بوحیه الیه عاقبة امره وامرهم فامره بالهجرة ووعده العصمة من الناس وامره بالجهاد واخبر انه یظهر دینه علی الادیان کلها ویسلط علی اعدائه ویستاصلهم ۔ (روح البیان جلد ۳ صفحہ ۶۴۲) خلاصہ اس عبارت کا یہ ہی کہ پہنچایا اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی کے آپ کے اور امت کے انجام کار کو پس حکم کیا آپ کو ہجرت کا اور وعدہ کیا آپکی محافظت کا کفار سے اور حکم کیا جہاد کا اور یہ خبر دی کہ غالب کریگا اللہ تعالیٰ آپ کے دین کو کل دینو پر اور مسلط کریگا آپ کو دشمنو پر اور بیخ وبن سے اوکھیڑ دیگا اونکو المختصر محققین مفسرین کی تحقیق سے اوس آیت کا منسوخ ہونا آفتاب سے زیادہ روشن اور اوس کی ساری تقریر ہباءً منثورا ہو گئی الحضرات ناظرین اب ہم بہولے کے کاسہ لیس کی اون عیاریونکو دکھاتے ہین جو اوسنے انتہائی بیحیائی و بددیانتی کے نقل عبارات کتب مین کی ہی ۔ تفسیر ابن کثیر کی وہ عبارت جسمین اوس آیت کا منسوخ ہونا بصراحت مذکور ہی اوسکو قلم انداز کر گیا ۔ اصل تو یہ ہی تخفیف شان مصطفوی کر کے بیدینو کا دل ٹھنڈا ہوتا ہی وہ اوسنے بھی کیا واضح ہو کہ علامہ ابن کثیر فرماتے ہین وقوله تعالیٰ وما ادری ما یفعل بی ولا بکم قال علی بن ابی طلحة عن ابن عباس رض فی هذه الآیة نزلت بعده لیغفر لک الله ما تقدم من ذنبک وما تأخر وهکذا قال عکرمة رض والحسن والقتادة رض انها منسوخة بقوله تعالی لیغفر لک الله ما تقدم

من ذنبك وما تاخر قالوا ولما نزلت هذه الآية قال رجل من
المسلمين قد بين الله تعالى ما هو فاعل بك يا رسول الله فما
هو فاعل بنا فانزل الله تعالى ليدخل المؤمنين والمؤمنات جنت تجري
من تحتها الانهر هكذا قال والذي هو ثابت في الصحيح ان المؤمنين قالوا هنيئا
لك يا رسول الله فما لنا فانزل الله سبحانه وتعالى هذه الآية (تفسیر ابن کثیر وکمالین)
ف اس جگہ ہمکو یہ دکھلانا تھا کہ قائل کا یہ قول کہ محققین مفسرین کے نزدیک یہ قول منسوخ ہونیکا راجح نہیں
سراسر دروغ و بددیانتی بلکہ کھلی بے ایمانی ہے۔ بحمد اللہ تعالیٰ حافظ ابن کثیر کی تحقیق سے اوسکا منسوخ ہونا
ہی ثابت ہے۔ ذرا منکرین آنکھیں کھولکر عبارت مذکورہ والذي هو ثابت في الصحيح الخ کو
دیکھیں اور ہٹ دھرمی سے بچیں اب رہی وہ عبارت جسکو اس مخالف نے اپنے دعوے میں تحریر کیا ہے
وہ قول ابو بکر رح ہذلی کا ہے حسن رح بصری سے۔ ولكن قال لا ادري ما يفعل بي ولا بكم في
الدنيا اخرج كما اخرجت الانبياء من قبلي ام اقتل كما قتلت الانبياء من قبلي
ولا ادري ايخسف بكم او ترمون من الحجارة وهذا القول هو الذي عول عليه ابن
جرير رح وانه لا يجوز غيره انتهى اس عبارت میں تین امر مذکور ہیں ویکن آپنے فرمایا کہ نہیں جانتا
ہوں کہ کیا کیا جائیگا میرے ساتھ اور نجانتا ہوں کہ کیا کیا جائیگا تمہارے ساتھ دنیا میں نکالا جاؤنگا میں
(اپنے وطن سے) جیسا کہ نکالے گئے انبیا میرے پہلے یا قتل کیا جاؤنگا میں جیسا کہ قتل کئے گئے انبیا میرے
پہلے اور نہیں جانتا کہ زمین میں تم دھنسائے جاؤگے یا پتھروں سے مارے جاؤگے۔ اسی قول پر اعتماد کیا ہے
ابن جریر رح نے اور دوسرا قول جائز نہیں ناظرین وارباب بصیرت غور فرمائیں کہ قول ابو بکر ہذلی کا
کسقدر وقعت رکھتا ہے بمقابلہ ان اسانید وروات کے جو مذکور ہوئی ابن کثیر میں ہے۔ قال
علي ابن ابي طلحة عن ابن عباس رض (الى قوله) وهكذا قال عكرمة رح والحسن رح
والقتادة رح انها منسوخ (وقوله) والذي هو ثابت في الصحيح الخ +
فاحفظ ولا تكن من الجاحدين۔ علاوہ بریں اوس نو آموز نو مسلم نے

ابن کثیر کی عبارت کا مطلب ہی نسمجھا۔ ابن جریر کی یہ غرض ہے کہ اس آیت کے مفہوم کو۔ معاذ اللہ۔ عالم آخرت
نہ محمول کرنا چاہئے کیونکہ بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم تھا کہ آپ جنت میں ہونگے۔
رہا عالم دنیا پس اس آیت کے نازل ہونے تک اور جبتک حکم ہجرت وغیرہ کا نہیں نازل ہوا تھا حضور کو
اُن امور کی خبر نتھی۔ نقول ابو بکر ہذلی عن حسن رح البصری۔ لہذا یہ کہنا کہ محققین مفسرین کے نزدیک یہ قول
منسوخ ہونیکا راجح نہیں۔ سراسر ابلہ فریبی یا جہالت ہے دعوی کیا محققین مفسرین کا اور بجز ابو بکر ہذلی کے
دوسرا کوئی قول بھی اوسکی تائید میں نہ بیان کرسکے۔ یہ ہیچ ہے۔ اذا لم تستحيي فافعل ما شئت
ع بیحیا باش ہرچہ خواہی کن۔ ابو بکر ہذلی کے قول سے یہ کب ثابت ہوا کہ فی عمرہ حضور سرور انبیا علیہ التحية
والثنا کو ان امور کی اطلاع نہوئی۔ ایک ادنی مسلمان بھی جانتا ہے کہ حضور کو حکم ہجرت کا ہوا آپکی محافظت کا
وعدہ خدا نے کیا کفار پر دنیا میں عذاب عام نکرنیکو فرمایا۔ با اینہمہ ان بدیہیات کے تنقیص شان ورنیا
میں دریدہ دہنی کرنا کیا اوندھے مونھ جہنم میں گرنا نہیں ہے۔ اگر کچھ بھی خدا ورسول کا پاس ہے اور دین ایمان
کی غیرت ہے تو جہنم سے بچو اگرچہ تفاسیر معتبرہ سے اوسکا منسوخ ہونا بوجہ اتم ثابت ہوگیا مگر ہم قطع نظر قیل وقال مفسرین سے
بدیہی طور پر صریحی آیتوں سے اوسکا منسوخ ہونا بتاویں اور آیات قرآنی پڑھکر سناویں شق اول میں نہیں جانتا کہ
میں نکالا جاؤنگا یعنی یہ امر تو بالبداہت ثابت ہے کہ خود حضرت صلعم نے ہجرت فرمایا اور صحابہ کرام کو حکم دیا
اقامت ادلہ کی حاجت نہیں اللہ تعالیٰ نے بقوله قل رب ادخلني مدخل صدق الاية آپ کو حکم
ہجرت کا دیا چنانچہ اوس نو آموز کے معتمد علیہ رئیس بھوپال نے ترجمان القرآن سورہ بنی اسرائیل ۳۶۵
میں لکھا ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت صلعم مکہ میں تھے حکم ہوا ہجرت کا اوسپر اللہ نے یہ آیت بھیجی کہ تم یوں کہو
قل رب ادخلني مدخل صدق الاية رواه احمد والترمذي شق ثانی
میں نہیں جانتا کہ میں قتل کیا جاؤنگا پس واضح رہے کہ اسکا علم آپکو عطا ہوا۔ والله يعصمك من
الناس ان يقتلوك وكان النبي صلى الله عليه وآله وسلم يحرس (يصان
من العدو ـك) حتى نزلت فقال انصرفوا عني فقد عصمني الله تعالى
رواه الحاكم والترمذي عن عائشة رض (جلالين)

شق ثالث بین نہین جانتا کہ تم زمین مین دہنسائے جاؤ گے الخ یس آیۂ کریمہ وما کان الله لیعذبهم وانت فیهم سے اوسکی نسخ روشن تر از آفتاب ہی ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ است ۞ اب ہم اسی مضمون کو اور وضاحت سے عرض کرتے ہین تاکہ اہل ایمان بخوبی سمجھ لین ۞ جتنے شکوک اوس آیۂ کریمہ پر وارد ہو سکتے ہین بفضلہ تعالیٰ اون ہر ایک کی تردید بہ آیات قرآنی سے مصرح ہی ۞ ستبینہ بعون الله تعالےٰ قوله ما یفعل بی یہ باعتبار احوال دنیا کے۔ یا ایها النبی حسبك الله - اور والله یعصمك من الناس اور انك میت ۔ اوسکی ناسخ ہی ۱ اور باعتبار احوال آخرت کے لیغفر لك الله الآیة اور وللاخرة خیر لك من الاولی اور عسی ان یبعثك ربك مقاما محمودا اور اگر محمول کیا جائے اسلام پر کہ غالب ہوگا یا مغلوب پس لیظهره علی الدین کله اور والله متم نوره اور الیوم اکملت لکم دینکم - اوسکی ناسخ ہے وقوله تعالےٰ ولا بکم سے اگر مراد اہل اسلام ہین ۲ پس باعتبار دنیا کے ۔ وعد الله الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنهم - الآیة ۳ اور باعتبار آخرت کے - لیدخل المؤمنین والمؤمنات جنت تجری اور ولسوف یعطیك ربك فترضی اور اگر مراد کفار ہین تو باعتبار دنیا کے وما کان الله لیعذبهم وانت فیهم ۴ اور باعتبار آخرت کے ان الذین کفروا من اهل الکتب والمشرکین فی نار جهنم اوسکی ناسخ ہی الغرض آیۂ کریمہ قل ما کنت بدعا من الرسل الآیة و نیز اوس حدیث کا منسوخ ہونا نصوص قرآنی سے ظاہر ہی اسکے خلاف قیل و قال کرنا شان علم و علما و دیانت سے باہر ہی بلکہ حضور رسول پاک صاحب لولاک مورد وعلمك ما لم تکن تعلم اور مہبط علم الانسان ما لم یعلم ۔ کے دامن اطہر پر (معاذ الله منہا) بے علمی کا دہبہ لگانا ہی ۔ اگرچہ من حیث امور دنیا ہو - نعوذ بالله من علم لا ینفع وقلب لا یخشع

مگر یاد رہے ان شانئك هو الابتر۔ فیصلۂ ناطق ہی ۞ افسوس ہی کہ باوجود ان دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ کے ہنوز تخفیف شان سید الانس و جان کے لوگ درپے ہین ۞ نعوذ بالله من شرهم وجهلهم مخالفین اگر ہنوز اپنی ہٹ پر قائم رہین تو اقتضائے انصاف یہ ہی کہ بمقابلہ ہر شق کے آیات قرآنی پیش کر کے اوس آیت کا محکم ہونا ثابت کرین اور اگر ادعائے اعتصام بالکتاب والسنة ہی تو کسیکے اقوال کو بددیانتی سے قطع و برید کر کے جواباً پیش نکرین ۞ ورنہ چاہ کندہ را چاہ در پیش کو پیش نظر رکہین ۞ قد لخصت هذه المبحث من الرسالة التی الفتها فی سنة ١٣١٨ وسمیتها بالتائید المسئول بردما فی السعی المقبول۔

(١٠) دسوین آیت و تفسیر اوسکی ۞ خلق الانسان قیل اراد بالانسان محمدا صلی الله علیه وسلم علمه البیان یعنی بیان ما یکون وما کان لانه صلی الله علیه وسلم ینبئ عن خبر الاولین والاخرین وعن یوم الدین (خازن) وقال البغوی فی معالم التنزیل عن ابن کیسان اور کہا فخر رازی نے اس آیۂ کریمہ کے تحت مین - علم القرآن اشارة الی ان تعلیم العلویین وقال علمه البیان اشارة الی تعلیم السفلیین (تفسیر کبیر جلد ثامن) وقد قال صلی الله علیه وسلم لیلة المعراج قطرت فی حلقی قطرة علمت ما کان وما سیکون (روح البیان) ملا واعظ لکھتے ہین - خلق الانسان علمه البیان یا حضرت آدم کو پیدا کیا اور علم اسماء اونہین تعلیم کر دیا یا محمد صلی الله علیه وسلم کو پیدا کیا اور جو کچھ تھا اور ہی اور ہوگا سب اونکو تعلیم کر دیا چنانچہ علمت علم الاولین والاخرین کا مضمون اسکی خبر دیتا ہی (ترجمۂ تفسیر حسینی) والتفصیل سیاتی فی نوع الاحادیث ۞

(١١) گیارھوین آیت - عالم الغیب بنزول العذاب یعلم ذلك فلا یظهر فلا یطلع علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول الا من اختار من الرسل فانه یطلعه علی بعض الغیب (تفسیر ابن عباس رض) ایضاً ۞ عالم الغیب ای هو

عالم ما غاب عن العباد فلا يظهر اى فلا يطلع على غيبه الغيب الذين
يعلمه وانفرد به احدا اى من الناس ثم استثنى فقال تعالى الا من
ارتضى من رسول يعنى الا من يصطفيه لرسالته ونبوته فيظهره على
مايشاء من الغيب حتى يستدل على نبوته بما يخبر به من المغيبات فيكون ذلك
معجزة له واية دالة على نبوته (خازن) ف اس تفسیر کی یہ عبارت [1] الغيب الذى يعلمه و
انفرد به کو یاد رکھنا چاہئے آئندہ اسکے متعلق ہم کچھ عرض کرینگے تحا خفظ [2] ایضًا عالم الغيب
اى هو عالم الغيب فلا يظهر فلا يطلع على غيبه احدا من خلقه الا
من ارتضى من رسول الا رسولا قد ارتضاه لعلم بعض الغيب ليكون اخباره
عن الغيب معجزة له فانه يطلعه على غيبه ما يشاء (تفسیر مدارک) [3] و قال
البغوىؒ عالم الغيب قيل هو عالم الغيب فلا يظهر لا يطلع على غيبه احدا
الا من ارتضى من رسول الا من يصطفيه لرسالته فيظهره على ما يشاء من
الغيب لانه يستدل على نبوته بالآية المعجزة بان يخبر عن الغيب (معالم التنزيل)
روح البیان میں ہے [4] عالم الغيب وحده فلا يظهر آگاه نکند على غيبه احدا
الفاء لترتيب عدم الاظهار على تفرده تعالى بعلم الغيب على الاطلاق
اور تفسیر کبیر جلد ثامن کی عبارت اور روح البیان میں عبارت ایک ہے وہو ہذا [5] فلا يظهر على
غيبه احدا اى فلا يطلع على غيبه اطلاعا كاملا ينكشف به جلية
الحال انكشافا تاما موجبا لعين اليقين احدا من خلقه الا من ارتضى
من رسول اى الا رسولا ارتضاه لاظهاره على بعض غيوبه المتعلقة برسالته
كما يعرب عنه بيان من ارتضى بالرسول تعلقا تاما اما كونه من مبادى الرسالة
بان يكون معجزة دالة على صحتها واما لكونه من اركانها واحكامها كعامة

سلہ یہ عبارت بھی یاد رہے ۱۲ منہ سلہ الا ارتضا پسندیدن ۱۲ سلہ آشکارا کنندہ ۱۲

التكاليف الشرعية التى امر بها المكلفون وكيفيات اعمالهم واجزيتها
المترتبة عليها فى الآخرة وما تتوقف هى عليه من الاحوال الآخرة التى من جملتها
قيام الساعة والبعث وغير ذلك من الامور الغيبية التى بيانها من وظائف الرسالة
واما ما لا يتعلق بها على احد الوجهين من الغيوب التى من جملتها وقت قيام
الساعة فلا يظهر عليه احدا ابدا على ان بيان وقته مخل بالحكمة التشريعية التى
عليها يدور فلك الرسالة وليس فيه ما يدل على نفى كرامات الاولياء المتعلقة
بالكشف فان اختصاص الغاية القاصية من مراتب الكشف بالرسل لا يستلزم
عدم حصول مرتبة ما من تلك المراتب لغيرهم اصلا ولا يدعى احد لاحد من الاولياء
ما فى رتبة الرسل عليهم السلام من الكشف الكامل الحاصل بالوحى الصريح (تفسیر کبیر، روح
البیان - ابو السعود، سراج المنیر) وفيه بحث طويل فى هذا المقام تركتها لاجل الاطناب
فمن شاء فلينظر فيه ف تفاسیر مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی بطریق کشف والہام کے اولیا کرام
کو بعض امور غیبیہ پر مطلع فرماتا ہے - ایسا ہی ہے کمالین وغیرہ میں کما سیاتی تفصیلہ [6] اور وقت وقوع قیامت
کے سوا اللہ تعالی انبیا علیہم السلام سے جسکو چاہتا ہے اپنے غیب پر مطلع فرماتا ہے [7] کما قال فخر الرازی وغیرہ
عالم الغيب واعلم ان الواحدى يجوز الكرامات وان يلهم الله اولياءه وقوع
بعض الوقائع فى المستقبل (بعد اسکے اقوال معتزلہ کو بیان کرکے اوسکی تردید فرماتے ہیں)
وعندى ان الآية لا دلالة فيها على شئ مما قالوه والذى تدل عليه ان
قوله تعالى على غيبه ليس فيه صيغة عموم فيكفى فى العمل بمقتضاه ان لا
يظهر تعالى خلقه على غيب واحد من غيوبه فنحمله على وقت وقوع القيامة
فيكون المراد من الآية انه تعالى لا يظهر هذا الغيب لاحد فلا يبقى فى
الآية دلالة على انه لا يظهر شيئا من الغيوب لاحد والذى يؤكد
هذا التاويل انه تعالى انما ذكر هذه الآية عقيب قوله ان ادرى اقريب

ما توعدون ام یجعل له ربی امدا یعنی لا ادری وقت وقوع القیامة ثم قال بعده عالم الغیب فلا یظہر علی غیبه احدا ای وقت وقوع القیامة من الغیب الذی لا یظہرہ الله (تفسیر کبیر) صاحب کمالین۔ و فضا و معتزلہ کی تردید میں فرماتے ہیں کہ بعید نہیں کہ اللہ تعالی اپنے رسولوں سے بعض کو وقت وقوع قیامت پر مطلع فرماتا ہی۔ اور یہ ہی عبارت اونکی و اجیب بوجوہ۔ اول

الاول تخصیص الغیب بوقوع وقت القیامة بدلالة السیاق ولا یبعد ان یطلع بعض رسله من البشر والملائکة او تخصیصه بما اختص به بدلالة الاضافة والثانی تخصیص الرسل بالملک والاظہار بما یکون بغیر واسطة وکرامات الاولیاء واطلاعہم علی المغیبات انما یکون تلقینا من الملائکة علی ما جوزہ الشیخ الاکبرؒ فی الفتوحات او فی الرؤیا علی ما اقرہ الامام الغزالی (کمالین شرح مقاصد) ف اس عبارت سے بقول شیخ اکبر و امام غزالیؒ رحمہما اللہ اولیاء اللہ کا غیب پر مطلع ہونا بالقاء ملائکہ یا برؤیاء صادقہ ثابت ہوا فاحفظ تنبیہ امام قسطلانی فرماتے ہین۔ ولا یعلم متی تقوم الساعة احدا الا الله الا من ارتضی من رسول فانه یطلعه علی ما یشاء من غیبه والولی تابع له یاخذ عنه (ارشاد الساری ص۱۶۸ جلد سابع) اور کہا علامہ اسمٰعیل حقی رحمہ اللہ نے وقد ذهب بعض المشائخ الی ان النبی صلی الله علیه واله وسلم کان یعرف وقت الساعة باعلام الله تعالی (جلد ۲ ص۳۱۹ روح البیان) وسیاتی تفصیله انشاء الله تعالی

عالم الغیب ما غاب عن العباد فلا یظہر یطلع علی غیبه احدا من الناس الا من ارتضی من رسول فانه مع اطلاعه علی ما شاء منه ای من الغیب معجزة له (کمالین) معجزة له (جلالین)

عالم الغیب وہ جاننے والا ہی پوشیدہ چیزونکا فلا یظہر تو ظاہر نہین کرتا اور مطلع نہین کرتا

علی غیبه۔ اوس غیب پر جو مخصوص ہی اوسیکے علم کے ساتھ احدا کسیکو الا من ارتضی مگر جسے پسند کر لیتا ہی من رسول۔ اپنے رسولونمین اونکو بعض پر اطلاع دیتا ہی تاکہ اوس رسول کا معجزہ ہو اور یہان رسول سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین (ترجمۂ تفسیر حسینی) ف الغرض ان تمام تفسیروں سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اللہ تعالی اپنے علم غیب خاص سے جو مفاتیح الغیب ہین اپنے رسولوں سے بعض پر اونکو مطلع فرماتا ہی۔ اور یہی وجہ ہی کہ علماء مفسرین نے جا بجا بعض کی قید ذکر کی ہی فتدبر۔ ورنہ ما سوائے امور خمسہ کے کل چیزونکا علم حضور کو عطا ہونا منکرین علم غیب کے نزدیک بھی مسلم ہی فتدبر وسنقرئک فی الاحادیث بما جاء فیه ارباب ظواہر سے۔ والئے بھوپال نے بھی اسکا اقرار کیا۔ اور کیون نہو امر حقیر کہین پردہ پڑ سکتا ہی۔ اسی آیت کی تحت مین وہ لکھتے ہین کہ اللہ تعالی نے نفی عام سے رسول مرتضی کو مستثنی کیا کیونکہ بطور وحی کے کوئی بات مخفی اونکو بتا دیتا ہی اور وہ علم اونکے لیے معجزہ ہوتا ہی اور دلالت صادقہ اونکی نبوۃ رسالت پر ہوتی ہی (الی قوله) ابن عباسؓ نے کہا اللہ نے غیب سے وحی حضرت پر بھیجی اور بعض غیوب کا علم آپ کو دیا اور اپنا حکم جتلایا جسکو سوائے خدا کے کوئی نہین جانتا تھا (ترجمان القرآن) ف اسی مقام پر اولیاء امت کا بعض امور غیب پر مطلع ہونا بھی مرقوم ہی ہمنے بخوف طوالت ذکر نہین کیا جسکا جی چاہے تفسیر مذکور سورۂ جن کو دیکھے ای حضرات یہ معجزہ ہی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ منکرین علم غیب بھی اسکا اقرار کیے بغیر نہ رہ سکے الحق یعلوا کا جلوہ بزبان دشمن بھی نمایان ہوا ہے والفضل ما شہدت بها الاعداء۔

بارھوین آیت۔ وما هو یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی الغیب علی الوحی بظنین بمتهم وبخیل ان قرأت بالضاد (تفسیر ابن عباسؓ) وما هو یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی الغیب ای الوحی وخبر السماء وما اطلع علیه مما کان غائبا عن علمه من القصص والانباء بظنین وقری بالضاد ومعناہ ببخیل یقول انه یاتیه علم الغیب ولا یبخل به علیکم ویخبرکم به ولا یکتمه کما یکتم الکاهن ما عندہ (خازن۔ معالم وجامع البیان وجلالین) وقال فخر الرازیؒ وما هو علی الغیب بضنین

ای وما محمد علی الغیب من قرأ بالضاد - لیس ببخیل فیما انزل اللہ تعالے قال الفراء یاتیہ غیب السماء وھو شئ نفیس فلا یبخل بہ علیکم وقال ابو علی الفارسی المعنی انہ یخبر بالغیب فیبینہ ولا یکتمہ (تفسیر کبیر - ابو السعود - روح البیان) وما ھو علی الغیب بضنین ؁ اور نہین ہی پیغمبر پوشیدہ چیز پر جو کچھ وحی پہونچی اوسے بخیل کہ تمکو تعلیم نہ دے اور تمسے چھپائے (ترجمۂ تفسیر حسینی) ف جن آیتونمین صریحی لفظ غیب بہ نسبت حضورؐ کے وارد ہوا ہی نہین معلوم کہ منکرین نے اونکا کیا مطلب سمجھا ہی مثلاً یہی آیت آخر اسکا کیا مطلب ہی اگر علم غیب آپکو نہین عطا کیا گیا تو ان غیب کے لفظون سے کیا مراد ہی؟ خدارا انصاف -

(۱۳) تیرھوین آیت الم نشرح لک صدرک ای الم نفسحہ حتی حوی عالم الغیب والشھادۃ (ابو السعود - روح البیان) شرح صدر دو طرح ہی ایک حسی جو مشہور ہی شق صدر ہے دوسری علمی اور یہ خواہ باعتبار وسعت اخلاق وسخاوت نفس وملکۂ تقوی وعلو ہمت وکمال تحمل ومروت ہی جیساکہ فرمایا انک لعلی خلق عظیم یا بحیثیت علوم وسیعہ واحوال رفیعہ کہ سیاست مدن ونظم عالم وتعین احکام وحسن نظام امتیاز باطل اخبار غیب کشف واقعات آیندہ احوال نار ونعیم اسرار الوہیت سب کچھ تعلیم فرمایا جیساکہ وارد ہوا ہی کہ مجھے اولین وآخرین کا علم عطا ہوا ہے - (خلاصۃ التفاسیر)

چودھوین آیت

(۱۴) آیت - انا اعطینک الکوثر - قال الفخر الرازیؒ فی قول الحادی عشر انہ العلم قالوا وحمل الکوثر علی ھذا اولی لوجوہ احدھا ان العلم ھو الخیر الکثیر کذا فی روح البیان قال وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما وامر بطلب العلم فقال وقل رب زدنی علما وسمی الحکمۃ خیرا کثیرا فقال ومن یؤتی الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا (تفسیر کبیر) قال فی القاموس الکوثر الکثیر من شئ ف پس جبکہ کوثر کے معنی ہر چیز کی کثرت مراد ہی تو علم بھی حضور کا منجملہ خیر کثیر کے ہی اور وہ بہت کثرت سے حضور کو حاصل تھا جسکا احاطہ وادراک مخلوق سے ناممکن شیخ الدہلویؒ فرماتے ہین - اما علم خلق بکنہ کوثر نرسد درایح التتبع

حضور سرور عالم فخر بنی آدم وآدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے ادراک واحاطہ سے ملائکہ مقربین بھی قاصر ہین - وورد فی الاخبار ان جبرئیل علیہ السلام نزل بقولہ تعالی کھیعص فلما قال کاف قال النبی علیہ السلام علمت فقال ھا فقال علمت فقال یا فقال علمت فقال عین فقال علمت فقال صاد فقال علمت فقال جبرئیل کیف علمت مالم اعلم (روح البیان - یس) الحضرات جب حضرت حق سبحانہ وتعالی شانہ فرماتا ہی فاوحی الی عبدہ ما اوحی - تو پھر وہانتک کسی نبی مرسل و ملک مقرب کی کیونکر رسائی ہوسکتی ہی؟ میان عاشق ومعشوق رمزیست؛ کراما کاتبین را ہم خبر نیست؛ فھم من فھم جھل من جھل ھذا کان مارأیتُ بعینی فی کتب التفاسیر وسنذکر نبذ من الاحادیث النوع الثانی فی الاحادیث التی دلت علی علمہ صلعم بما کان وما سیکون حدثنی ابو زیدؓ قال صلی بنا رسول اللہ صلعم الفجر وصعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظھر فنزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی غربت الشمس فاخبرنا بما کان وبما ھو کائن فاعلمنا احفظنا رواہ واحمد مسلم؛ جلد ۲ صفحہ ۳۹۰ - انصاری؛ اور عمرو بن اخطب انصاری کی روایت مین ہی فاخبرنا بما ھو کائن الی یوم القیمۃ مسلم؛ ملا علی قاری اسکی شرح مین فرماتے ہین - ای مجملا ومفصلا یعنی قیامت تک کے تمام حوادث کو اجمال وتفصیل کے ساتھ بیان فرمایا؛ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ قد رفع الی الدنیا فانا انظر الیھا والی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ھذہ اخرجہ الطبرانی عن ابن عمرؓ واوردہ خاتمۃ الحفاظ السیوطیؒ فی الخصائص وعن ثوبانؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقھا ومغاربھا (مسلم) روایت کی ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ ایکبار حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم باہر آئے دونو ہاتھ مین دو کتابین تھین جو کتاب سیدھے ہاتھ مین تھی اوسکو فرمایا کہ یہ کتاب ہی رب العالمین کیطرف سے اسمین جنت والونکے نام ہین مع اونکے باپ اور قبیلہ کے اسمین کچھ کم وبیشی نہوگی پھر جو کتاب بائین ہاتھ مین تھی

اوسکو فرمایا کہ یہ کتاب ہی رب العالمین کیطرف سے اسمین نام دوزخ والونکے لکھے ہین مع انکے باپ وقبیلہ کے
اسمین کچھ کم و بیشی نہوگی پھراون دونون کتابونکو چھوڑ دیا ہاتھ سے اور فرمایا تمہارا رب فارغ ہوا
بندونکے دہندی سے فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر ف اگرچہ یہ حدیث مشکوۃ کے
باب الایمان بالقدر کی فصل ثانی مین مذکور ہی مگر مین نے یہ ترجمہ اوسکا ایک بڑے غیر مقلد سعید کنجاہی کی
کتاب حدیث الغاشیہ سے نقل کیا ہی تاکہ یہ واضح ہو کہ اونکے نزدیک بھی یہ مسلم ہی الغرض اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
حضرت رب العزت جلشانہ نے آپکو تمام اہل جنت واہل نار پر مطلع فرمایا تھا کہ اسقدر اہل جنت اور اسقدر
اہل نار ہین جسمین کم و بیشی نہوگی اور آیۂ کریمہ وما کان اللہ لیطلعکم کے تحت مین معلوم
ہو چکا ہی کہ آپ کو مومن وکافر مخلص ومنافق پر اللہ تعالی نے اطلاع بخشی تھی کما مر ابن عباس
مرفوعا روایت کرتے ہین کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کی گئین مجپرامتین دکہاینے
ایک نبی کو کہ اونکے ہمراہ ایک گروہ ہی کسی نبی کے ساتھ ایک یا دو آدمی ہین کسی نبی کے ساتھ کوئی بھی نہین
ہی اسی اثنا مین ایک سواد اعظم مجھے دکہلایا گیا مین نے گمان کیا کہ یہ میری امت ہی مجھسے کہا گیا کہ یہ موسی
اور اونکی قوم ہی لکن تو افق یعنی کنارۂ آسمان کیطرف دیکھ دیکھا تو ایک سواد اعظم ہی پھر مجھسے کہا گیا
کہ دوسرے افق کو دیکھ دیکھا تو ایک سواد عظیم ہی مجھسے کہا گیا کہ یہ تیری امت ہی اونکے ہمراہ ستر ہزار
ہین جو بحساب وبے عذاب جنت مین جاوینگے رواہ الشیخان اور ابو امامہ کی روایت مین ہی کہ ہر ہزار کیساتھ
ستر ہزار ہونگے جنپر نہ حساب ہی نہ عذاب ہی بہترین لب ہین میرے رب کے لپو فسے رواہ ابو بکر بن عاصم والطبرانی۔ اور عتبہ بن
عبد السلمی کی روایت مین ہی کہ ہر ستر ہزار کی شفاعت کیا کرینگے رواہ ابو القاسم الطبرانی۔ اور مثل ابن عباس کی روایت کے ابن مسعود سے
ایک روایت طویل ذکر کی ہی احمد رح نے (ترجمان القران للبھوفالی تحت آیۂ کریمہ کنتم خیر امۃ
الغرض روایات مذکورہ بالا سے حدیث علمت علم الاولین والاخرین۔ کی تفصیل معلوم
ہوتی ہی قصیدۂ بردہ کی عہ ومن علومک علم اللوح والقلم۔ کی شرح مین
ملا علی قاری تحریر فرماتے ہین دکون علومہما من علومہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم ان
علومہ تتنوع الی الکلیات والجزئیات وحقائق ودقائق وعوارف ومعارف

تتعلق بالذات والصفات وعلمہما یکون سطرا من سطور علمہ ونہرا من بحور علمہ
صلے اللہ علیہ والہ وسلم انتہی علامہ بیجوری اسکی شرح مین فرماتے ہین۔ المراد بعلمہ
صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم المعلومات التی اطلعہ اللہ علیہا فانہ تعالی اطلعہ
علی علوم الاولین والاخرین شیخ دہلوی حضور کے عقل وعلم کے بیان مین فرماتے ہین۔
وہرکہ مطالعہ کند احوال شریف اورا از ابتدا تا انتہا بہ بیند کہ چہ تعلیم کردہ است اورا پروردگار۔ وافاضہ
کردہ است بروے علوم واسرار ماکان ومایکون۔ بضرورت حاصل شود اورا علم بہ ثبوت
او بے شبوب وشکوک وظنون (مدارج النبوۃ) اور تفصیل اس مضمون کی مقدمۂ کتاب مین گذر چکی
فاحفظہ قال القسطلانی وحذیفۃ بن الیمان من السابقین صح فی مسلم انہ
صلے اللہ علیہ وسلم اعلمہ بما کان ومایکون الی ان تقوم الساعۃ (مواھب) ۲۸۶
النوع الاخر فی بعض الایہام ودفع الشبہات من التحقیقات وہ اثر ابن مسعود ہی جسکو مفسرین
نے تحت وعندہ مفاتح الغیب کے ذکر کیا ہی روی ابن جریر عن ابن مسعود
اعطے نبیکم کل شیء الا مفاتح الغیب (کمالین) اور حافظ ابن حجر نے اعطے
نبیکم علم کل شیء الخ روایت کیا ہی (فتح الباری) امام بغوی نے اوتی نبیکم الخ
روایت کیا ہی (معالم التنزیل) اور خازن مین ابن عمرؓ سے مرفوعا مذکور ہی رواہ احمد والطبرانی
بسند صحیح اور منکرین علم غیب بھی استدلالا والزاما اس روایت کو پیش کرتے ہین ف اس روایت سے یہ امر متحقق ہوا
کہ مفاتح الغیب مخصوص مذکور فی الآیت پانچ چیزین ہین ورنہ ثابت ہوا کہ ماسوائے ان پانچ چیزونکے تمام اشیاء کا
علم حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا کو دیا گیا پس تنقیح طلب یہ امر ہی کہ اگر منکرین نفی علم غیب کی انہین غیوب خمسہ
سے کرتے ہین جیسا کہ والی بھوپال نے اور اونکے کاسہ لیس سعید کنجاہی وغیرہ نے لکھا ہی تو تنقیح مفسرین قولہ الا من
ارتضی من رسول اوسکی تردید کر رہا ہی اور بروایات صحیحہ صریحہ بداہۃ ثابت ہی کہ غیوب
خمسہ سے بعض کا علم اللہ تعالی جلشانہ نے اپنے حبیب پاک کو عطا فرمایا اور یہی وجہ ہی کہ مفسرین نے

چنانچہ صدیق حسن نے ترجمان القرآن مین اور سعید نے السعی المقبول مین لکھا ہی۔ ۱۲ منہ

جابجا بعض کی قید لگائی ہی۔ نواب والی بھوپال نے فتح البیان۔ مین تحت آیۂ کریمہ الا من ارتضی
من رسول اسکا اقرار کیا ہی رہی آیۂ کریمہ وعندہ مفاتح الغیب الآیۃ وغیر ذلک
من الآیات والاحادیث پس وہ محمول ہی علم غیب مستقل بالذات پر کہ وہ خاص ہی حضرت باری
عز اسمہٗ کے لیے ہی ۔ اور علم غیب بالعرض بتعلیم حضرت حق جلشانہٗ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بوحی
والاعلام ثابت کما مر فی المقدمۃ ولا یخفی علی من لہ بصیرۃ فی الکتاب والسنۃ
وسنقرر ذلک الشیٔ بتصریحات العلماء واللہ المعین شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تحت
حدیث خمس لا یعلمہن الا اللہ فرماتے ہین۔ مراد انست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل
ہیچکس اینہا را نداند آنہا از امور غیب اند کہ جز خدا کسی انرا نداند مگر آنکہ وتیعالی از نزد خود کسی را بدانانند
بوحی والہام (اشعۃ اللمعات) علامہ سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہین۔ قیل انہ اوتیہا وامر بکتمہا
(انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب) ف اسکی موید ہی وہ حدیث جو احوال معراج مین وارد
ہوئے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین پرسید از من پروردگار من چیزے پس نتوانستم کہ جواب گویم
پس نہاد دست قدرت خود درمیان دو شانۂ من بے تکیف وبے تحدید پس یافتم برد آنرا در سینۂ خود پس
داد مرا علم اولین وآخرین وتعلیم کرد انواع علم را علمی بود کہ عہد گرفت از من کتمان آنرا کہ بیابہیچکس نگویم وہیچکس
طاقت برداشتن آن ندارد جز من الحدیث (مدارج النبوۃ جلد اول ۳۴۳) علامہ باجوری قصیدۂ بردہ کے
مصرعۂ ومن علومک علم اللوح والقلم کی تحت مین فرماتے ہین وانہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم لم یخرج من الدنیا الا بعد ما اعلمہ اللہ تعالیٰ بہذہ
الامور انتہی اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرأیتہ وضع کفہ بین کتفی حتی وجدت برد انا ملہ بین ثدیی
فتجلی لی کل شیٔ وعرفت الحدیث رواہ احمد والترمذی وغیرہما شیخ علیہ الرحمہ
اسکی شرح مین فرماتے ہین۔ پس ظاہر شد وروشن شد مرا ہر چیز از علوم وشناختم ہمہ را (شرح مشکوۃ باب
المساجد) اور حاشیہ جامع صغیر مین ہی۔ ثم اعلم بہا بعد ذلک۔ یعنی پھر سکھلائی گئین آپ کو

وہ پانچ چیزین بعد اوسکے ۔ وقد اعطی صلی اللہ علیہ وسلم علمہا بعد ذلک (سراج المنیر
شرح جامع صغیر جزء رابع ص ۲۳۵) الحضرات ناظرین آپنے آیات مذکورۂ بالا کی تفسیرین ملاحظہ فرمائین
اور حدیثین جس سے یہ امر محقق ہو گیا کہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ شانہ نے جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب بذریعہ وحی تعلیم فرمایا۔ اور وہ دلیل تہی آپکی نبوت کی اور اعلیٰ درجہ کا معجزہ تھا۔
اب رہے غیوب خمسہ مذکور فی الآیت وعندہ مفاتح الغیب الآیۃ پانچ چیزین۔ کہ ایا
اُنکا بھی علم جناب احدیث سے حضور سرور کائنات کو عطا ہوا یا نہین۔ لہذا ہم پہلے ناظرین کی توجہ منعطف
کرانا چاہتے ہین اس آیۂ کریمہ کی طرف عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا
من ارتضی من رسول قبل ازین کہ ترجمہ کیا جائے یہ امر قابل توجہ ہی کہ غیبہ کی ضمیر کا مرجع کون ہی
تو ظاہر ہی یہ بات کہ عالم الغیب جسکی صفت ہی۔ وہی ضمیر کا مرجع ہی یعنی خداوند عالم۔ یہ امر ملحوظ
خاطر رکھکر ترجمۂ آیت پر نظر کرنا چاہئے۔ یعنی وہ جاننے والا ہی غیب کا تو نہین مطلع کرتا اپنے غیب پر
کیسکو جو مخصوص ہی اوسکے علم کے ساتھ (یعنی مفاتح الغیب) مگر جسے پسند کرلیتا ہی اپنے رسول مین سے (ترجمۂ
تفسیر حسینی) عالم الغیب ای ہو عالم الغیب فلا یظہر لا یطلع علی غیبہ المختص بہ
بدلالۃ الاضافۃ (جامع البیان وکذا فی روح البیان وخازن) الغرض یہ آیۂ کریمہ
صریح ناطق ہی کہ اللہ تعالیٰ رسولونمین سے جسے پسند فرماتا ہی اوسکو اپنے غیب خاص پر مطلع کرتا ہی۔ یہ ترجمہ
تھا آیۂ کریمہ کا اب دیکھنا چاہیے کہ کتب تفاسیر واحادیث سے کیا ثابت ہوتا ہی غیوب خمسہ کے متعلق۔
منجملہ پانچ چیزون کے ایک یہ ہی۔ ان اللہ عندہ علم الساعۃ علامۂ فخر رازی تحت تفسیر آیۂ
کریمہ فلا یظہر علی غیبہ احدا الآیہ فرماتے ہین فحملہ علی وقت وقوع القیامۃ (الی قولہ)
والذی یؤکد ہذا التاویل انہ تعالیٰ انما ذکر ہذہ الآیۃ عقیب قولہ
ان ادری اقریب ما توعدون ام یجعل لہ ربی امدا یعنی
لا ادری وقت وقوع القیمۃ ثم قال بعدہ عالم الغیب فلا
یظہر علی غیبہ احدا (تفسیر کبیر جلد ۸ ص ۲۳۸) وقد ذہب بعض المشائخ الی

ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کان یعرف وقت الساعۃ باعلام اللہ تعالٰی
(روح البیان جلد ۲ صفحہ ۲۸۹) امام قسطلانی فرماتے ہین (ولا یعلم متی تقوم الساعۃ) احد
(الا اللہ) الا من ارتضی من رسول فانہ یطلعہ علی ما یشاء من غیبہ (ارشاد الساری
جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۱) ف الغرض اس آیت مین غیبہ سے مراد غیب خاص ہی جو مخصوص ہی ساتھ باریتعالی کے
اور وہ اپنے علم مخصوص سے اپنے اوس رسول کو کہ جسکو وہ پسند فرماتا ہی اوسکو مطلع کرتا ہی اور علامہ رازی کی
تفسیر سے معلوم ہوا کہ صرف وقت وقوع قیامت پر اللہ تعالی کسیکو مطلع نہین فرماتا اور ماسوا اوسکے غیب
مخصوص سے جس رسول کو اللہ پسند فرماتا ہی اوسکو عطا کرتا ہی اور یہان رسول سے مراد محمد صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم ہین (کمافی تفسیر حسینی) واللہ اعلم وحکمہ احکم اور کمالین سے معلوم ہوا کہ وقت وقوع قیامت
پر مطلع فرمانا بھی بعید نہین ۔ کما قال نوع الاحر فقد بر خود جملہ استثنائیہ الا من ارتضی من رسول
نص قاطع ہی کہ اللہ تعالی اپنے رسول برگزیدہ سے جسے چاہتا ہی اوسپر مطلع فرماتا ہی۔ دوسرے
وینزل الغیث ۔ یعنی لا علم لغیرہ بہ والدلیل علی تقدیرہ کونہ جوابا عن السائل
متی یمطر (کمالین) یعنی پانی کب برسے گا امارات قیامت مین مذکور ہی ۔ کہ یاجوج و ماجوج کی
موت سے دنیا مین گندگی پھیلی ہوگی نہایت عفونت و بدبو ہر جگہ ہوگی تو پیپ و لہو دور کرنے کے لیے
اللہ تعالی ایسا مینہ برساویگا کہ کوئی خیمہ یا گھر بغیر ٹپکے نرہے گا ۔ ثم یرسل اللہ علیہم مطرا لا یکن منہ
بیت مدر ولا وبر فیغسلہ (ابن ماجہ) تیسرے یعلم ما فی الارحام ۔ شیخ علیہ الرحمہ
فرماتے ہین ۔ وگفت بمادر ابن عباس رض کہ در شکم تو پسر است چون بزائی بیار او را نزد من چون زائید
آورد او را نزد آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پس اذان گفت در گوش راست وے و اقامت در گوش
چپ وے و چشانید او را از لعاب شریف خود و نام نہاد عبد اللہ وگفت ویرا ابو الخلفاء ۔ (مدارج النبوۃ)
وقال حتی یکون منہم السفاح حتی یکون منہم المہدی رواہ الخطیب وابو نعیم
(مواہب لدنیہ) ف یہ وسعت ہی علم ما فی الارحام کی کہ حمل کے علاوہ سفاح مہدی تک کی خبر دی اور نام
تک بتا دیا و روایت کرد مسلم از ابن مسعود رض در باب ذکر دجال کہ میفرستند مسلمانان دہ سوار را طلیعہ و من

شناسم نامہائے ایشان را و نامہائے پدر ایشانرا و میشناسم رنگہائے اسپان ایشان را و ایشان بہترین سواران
باشند بر روئے زمین (مدارج النبوۃ) از انجملہ روایت حذیفہ ابن الیمان کہ گفت خطبہ خواند آنحضرت صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم روزے پس ترک نکرد چیزے را کہ واقع شدہ است تا روز قیامت مگر آنکہ حدیث کرد آنرا ۔ الخ (الی قولہ)
و ہیچ یکی از فتنہ برانگیزندگان را تا تمام گذشتن دنیا ۔ مگر آنکہ ذکر کردہ است نام او را و نام پدر و نام قبیلۂ او را
وگفتہ است ترک نکردہ است آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ما را از انچہ می جنبانند پرندہ بازوہاے خود را در آسمان
مگر ذکر کردہ است ما را از ان علمی ف ان روایتون سے ثابت ہوا کہ شکم کے اندر کا حال صدہا برس کے بعد آنیوالون کا
نام و نشان بتہ خال و خط اور قامت و قد سب کچھ حضور نے فرمایا ۔ فافہم ۔
چوتھے وما تدری نفس ماذا تکسب غدا پانچوین وما تدری نفس بای
ارض تموت ۔ مقام بدر مین جب آپ پہونچے ہین تو صحرا مین آپ ٹہلتے تھے اور فرماتے تھے ۔ بخدا گویا من
می بینم جائے ہلاک و کشتن گاہ ایشان را اشارت کرد بجائے کشتہ شدن کفار قریش در بدر گفت انس نہاد
آنحضرت صلعم دست مبارک خود را بر زمین و فرمود اینست کشتن گاہ فلان و اینست کشتن گاہ فلان و اینست
کشتن گاہ فلان و نام برد یک یک از کشتگان را پس درنگذشت از موضع دست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مدارج النبوۃ
مواہب لدنیہ ۔ جامع البیان وغیرہ من کتب السیر والتفاسیر) ابو نعیم نے یحیی حضرمی سے روایت کی ہی کہ مین
سفر صفین مین جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کیساتھ تھا جب حضرت قصبۂ نینوی مین پہونچے حضرت امام حسین رض کو
پکار کے آپنے فرمایا کہ صبر کرنا ای ابا عبد اللہ کنارۂ فرات پر ۔ مین نے پوچھا کہ کیا ۔ آپنے فرمایا کہ حضرت رسول خدا
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل ع نے مجھے خبر دی کہ حسین رض کنارۂ فرات پر قتل ہونگے اور مجھے ایک مٹھی وہاں کی
مٹی لا کے دی ہی اور ایک روایت ہی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے موضع قبر امام حسین پر پہونچکر فرمایا کہ یہان اونکے
اونٹ بیٹھے ہونگے اور یہان اونکے اسباب کی جگہ ہوگی اور یہان اونکے خون بہنے کا مکان ہوگا ایک جماعت
ہوگی آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اس میدان مین ماری جائیگی اور آسمان و زمین اونپر روئینگے (صواعق
محرقہ ۔ سر الشہادتین) علامہ زمخشری ربیع الابرار مین لکھتے ہین عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یموت عیسی بن مریم
بمدینتی فیدفن الی جانب قبر عمر رض فطوبی لابی بکر رض و عمر رض فانہما یحشران بین نبیین انتہی

روایت ہو معاذ بن جبل سے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکو طرف یمن کے روانہ فرمانے لگے تو اونکو وصیت فرمائی اور بعد اوسکے فرمایا۔ یامعاذ انک عسی ان لا تلقانی بعد عامی هذا ولعلک ان تمر بمسجدی هذا او قبری الخ رواه احمد ف ان حدیثو سے ثابت ہوا کہ حضور کو زمان ومکانِ موت۔ دونو کا علم اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا تھا اور آپنے صحابہ کو بتایا تنبیہ ان بدیہی مشاہدات کے بعد لاجرم ہمکو یہ تسلیم کرنا پڑتا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب خاص سے چار چیزونکا علم یقینی حضور کو عطا فرمایا تھا۔ صرف وقت وقوع قیامت مین علماء اختلاف کر رہے ہین۔ بعض اوسکے بھی قائل ہین۔ اور یہ ممکن ہو کہ اوتیها وامر بکتمها کما مر فی نوع الاخر فتدبر اور اگر منکرین یہی فرماوین کہ علم غیب آپکو عطا ہی نہین ہوا تو بکمال ادب مستفسر ہون کہ اگر خدا نے نہین بتایا تو ان واقعات کی خبر کیونکر آپنے دی ہو تو اگر یہ کہا جائے کہ وہ علم ذاتی آپ کو حاصل تھا فهو الشرک الصریح پس لامحالہ ہم یہ ماننے کے لئے مجبور ہوئے کہ جو کچھ واقعات کی خبر آپنے دی وہ بتعلیم الٰہی تھی وہو الحق اور یہی مذہب ہے حضرات اہل سنت والجماعت کا یہی پر جسپر کتاب سنت وکتب عقائد شاہد ہین۔ اسکے علاوہ وہابیہ قال معاندین کا افترا وبہتان اور اونکے عناد کا نتیجہ ہو مثلاً رسالہ غایۃ المامول۔ کی عبارت جو پرچہ النجم ۷ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ مین شایع ہوا ہو۔ اومثبتین علم غیب کا یہ مذہب بیان کیا گیا ہو۔ انہ لا فرق بین علم الباری سبحانہ وتعالیٰ وعلمہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الاحاطۃ المذکورۃ بالقدم والحدوث انتھے یہ کذب صریح ہی حاشا وکلا کسی فردِ اہل حق کا یہ مذہب نہین یہ تو امر بدیہی ہو کہ علم باری تعالیٰ قدیم وذاتی اور علم رسالت پناہی حادث بتعلیم الٰہی۔ علم سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر قطرہ ہی۔ تو علم باریتعالیٰ دریائے ناپید اکنار ہی مخلوقات سے کوئی ملک مقرب یا نبی مرسل آپکے علم کا احاطہ نہین کرسکتا شیخ علیہ الرحمہ فرماتے ہین وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دانا ست برہمہ چیز از شیونات ذات الٰہی واحکام صفات حق واسماء وافعال وآثار وبجمیع علوم ظاہر وباطن اول وآخر احاطہ نمودہ وفوق کل ذی علم علیم شدہ علیہ من الصلوۃ افضلها ومن التحیات اتمها واکملها اینجا اگر سینۂ حاسدان بسوزد ودل اہل زیغ بشکند چہ توان کرد۔ انا اعطیناک الکوثر + ان شانئک هو الابتر

(مدارج النبوۃ) تم الکلام فی هذا الباب"

مسائل واعمال غیر مقلدین

اگر دیکھئے تو وہ اکثر ماانا علیہ واصحابی کے بالکل خلاف مثلاً ترک سنن زوائد۔ اکثر غیر مقلدین سنن زوائد پڑہتے ہی نہین مطلقاً۔ اب خیال فرمائیے کہ خود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑہا۔ اوسکی ترغیب وتحریص فرمائی صحابۂ کرام اونپر عامل۔ مگر یہ حضرات اوسکو بے سود سمجھتے ہین۔ نعوذ باللہ منہا وتر کی ایک ہی رکعت پر اکتفا کی۔ باوجودیکہ حدیثو مین تین۔ پانچ۔ سات۔ نو۔ گیارہ۔ تیرہ رکعتون تک مذکور۔ دیکھو نسائی وغیرہ کتب احادیث ہا یا تراویح کی آٹھ ہی رکعت پڑہنا۔ حالانکہ علماء نے بیس اور ۳۶ رکعت تک ذکر کیا ہو۔ پھر ایک ہی رکعت وتر یا آٹھ ہی رکعت تراویح پر اکتفا کرنا۔ اتباع نفس وہوا نہین ہی تو کیا ہو۔ ایک رکعت وتر یا آٹھ تراویح کو سنت جاننا اور اوسکے ماسوا کو خلاف سنت سمجھنا یہ کھلی ہوئی نفس وشیطان کی پیروی ہی۔ اللھم احفظنا بحمد اللہ تعالیٰ جو تین رکعت وتر اور بیس رکعت تراویح پڑہتے ہین۔ وہ یقینی متبع سنت سید المرسلین۔ اور علیکم بسنتی وسنۃ خلفاء الراشدین دونو کے عامل اور دونے اجر کے مستحق ہین ہا فالحمد للہ علی ذالک عقیدہ تمندونکی یہ تعدی کہ جنکی پیروی کے ہم مامور۔ اونکو معاذ اللہ بدعتی کہا جائے اور اونکے طریقہ سے اعراض وانحراف کیا جائے۔ کیا وہ ماانا علیہ وصحابی کے مصداق ہوسکتے ہین ہرگز نہین ہاں پس نتیجہ اوسکا معلوم ہا خود حضور سید انام اور صحابۂ کرام کی تہجد گذاری اور شب بیداری مشہور کہ۔ حتی تورمت قدماہ پاے مبارک ورم کرجاتے۔ اور مدعیان عامل بالحدیث کو فی عمرہ ایک رات بھی شب بیداری نہین نصیب۔ تو کیا وہ خاصان حق خداوند کریم کے اجر وثواب کے محتاج تھے۔ اور یہ اوسکی مغفرت بخشش سے بے نیاز ہین۔ جو اون اعمال حسنہ کو فعل عبث جانتے ہین نعوذ باللہ من سوء الفھم الغرض انکے عقائد ومسائل کتب مین مذکور ہین اونکا یہان ذکر کرنا تطویل لاطائل اور خلاف مقصود ہو۔ یہ چند مسئلے بطور مشتی نمونہ از خروارے واندکے از بسیار عرض کئے گئے۔

فرقۂ تفضیلیہ پر نظر کیجئے۔ یہ فرقہ منجملہ فرقہ روافض ہی یہ تفضیل مرتضٰی مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کا قائل ہی۔ اگرچہ صحابہ کرام سے حسن اعتقاد رکھتا ہی اور لعن وتبرا کسی پر نہین کرتا ہی۔ مگر یہ عقیدہ اوسکا خلاف کتاب سنت واہل حق ہی جیسا کہ بعد مطالعہ بحث آیندہ کے واضح ہو جائے گا اب ہم اسجگہ رسالۂ **تحفۃ الاتقیاء فی تحقیق افضل البشر بعد الانبیاء** کو درج کرتے ہین

بعون اللہ وتوفیقہ

قد رأیتہا وصححتہا مرۃً ثانیۃ فی شہر صفر من سنۃ ١٣٣١ ھجری نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانا العبد الضعیف العاصی **محمد عبد السمیع** الحنفی البنارسی غفر اللہ لہ ولابویہ ولجمیع المسلمین الی یوم الدین

التماس

مسلمانو غور کرنے کا مقام ہی کہ اسلامی دنیا کی کیا حالت ہی۔ اہل اسلام ترقی کے زینے سے نیچے اور تنزلی اور پستی کے اعلےٰ درجہ پر پہونچے ہوے ہین۔ آخر اسکا کیا سبب ہی۔ یہ بدیہی امر ہے کہ آپس کی نااتفاقی۔ خواص کو دیکھیے یا عوام کو ہر ایک مین مخالفت و مخاصمت اور ایک دوسرے کا معاند۔ دو دل مین اتفاق واتحاد شاذ و نادر والنادر کالمعدوم ہر چند کہ قوم کے لیڈر و رفارمرون نے بہت کچھ تدبیر ترقی کی سوچی مگر حقیقی اسباب ترقی تک اُنکی فکر کی رسائی نہوئی۔ اور اُنکی ہمت کے ہاتھ کوتاہ رہے وہان تک نہ پہونچے اور اصلی ترقی کے اسباب کو چھوڑ بیٹھے۔ حضرات جب تک آپ اُس اصلی سبب ترقی کو اپنے مضبوط ہاتھون سے نہ پکڑینگے ترقی کے ادنےٰ زینہ تک نہ پہونچ سکین گے۔

لہذا بکمال ادب سے عرض کرتا ہون توجہ فرمائین۔ اللہ جل شانہ نے تمپر اپنا یہ احسان فرمایا کہ اپنا حبیب ومحبوب سرور عالم فخر آدم و بنی آدم صلے اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو تمھاری ہدایت ورہنمائی کے لیے مبعوث فرمایا۔ اور بواسطہ اُنکے تمکو یہ ہدایت فرمائی واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا۔ اس سچی ہدایت سے ہمنے چشم پوشی اختیار کی۔ لہذا نتیجہ یہ ہوا جو پیش نظر ہے۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم خداوند عالم نے ہمکو ہدایت فرمائی ہی اطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذہب ریحکم آج دیکھ لیجیے کہ آپس کی منازعت سے کیسی ہوا بگڑی کہ نظر اغیار مین بھی ہم ذلیل وخوار ہین۔ مسلمانو خدارا نفس وہوا کی قید سے اپنے تئین چھڑاؤ۔ خدا ورسول کے سچے دلدادہ وشیدائی مطیع وفرمان بردار بنجاؤ تو پھر تمھارے لیے دونون جہان کی عزت ہے۔

اب ہم آپ کو توجہ دلاتے ہین اُن وسائل کی طرف کہ اگر اُنکو آپ اختیار کرین تو بیشک وہ منزل مقصود تک آپکو پہونچا دین۔ حضرات توجہ فرمائین کہ تمام کلمہ گو کا خدا ایک رسول ایک دین ایک قبلہ ایک۔ پھر فروعات کی بنا پر اسقدر مخاصمت کہ باپ بیٹے مین عناد۔ بھائی بھائی مین فساد۔ اے عزیزو تم اپنے فروعی اختلاف کو بآسانی سے

کر سکتے ہو۔ حضور سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا نے فرمایا فرقۂ ناجیہ وہ ہی جو ما انا علیہ و اصحابی
کے مطابق ہی۔ پس اے برادر ہمارے آپ کے اختلاف کا فیصلہ یون بآسانی ہو سکتا ہی کہ اپنے
اپنے اختلافیات کو ما انا علیہ و اصحابی پر پیش کرین جسکو اسکے مطابق پائین اس کے
متبع اور پیرو بنجائین۔
لہذا یہ رسالہ ہدیۂ ناظرین ہے کہ برادران دین اسکو مطالعہ فرما کر ایمان کی حقیقت
پہلے معلوم کرین۔ اور لزومات شرک و کفر سے بچین۔ اے عزیز جس جگہہ کفر یا لزوم
کفر کا ذکر کیا گیا ہی تو بغرض متنبہ کرنے کے نہ یہ کہ کسی مسلمان کو کافر بنانے اور دائرہ
اسلام سے خارج کرنے کے لیے۔ کلا واللہ۔ ہرگز نہین۔ جب علمای دین یہ فرمائین
کہ اگر کسی مین ننانوے وجہ کفر کی پائی جائین اور ایک وجہ ایمان کی تو اس پر حکم
اسلام کا جاری کرو۔ کیا معنی کہ اُس سے رابطہ اسلام قائم رکھو نہ یہ کہ اسکو کافر
مطلق سمجھ لو۔ مگر با اینہمہ جو وجوہات کفر ہین اُنکو علمانے کفر ہی فرمایا ہی اُس کفر کو
ایمان نہین بتلایا ہی۔ مقصد اس سے یہی ہی کہ اہل ایمان لزومات کفر سے بچین اور مخلصانہ
اطاعت و فرمان برداری خدا و رسول کی کرین تاکہ دنیا مین عزت اور آخرت مین نجات
پائین۔ لہذا بغرض مذکور یہ پہلا حصہ **معیار الحق** کا ہدیۂ ناظرین ہی۔ تاکہ برادران دین
ما انا علیہ و اصحابی کی مطابقت کرین اور اُنکی مخالفت سے ورطۂ ضلالت مین نہ پڑین۔
اسکے بعد دوسرا حصہ **تحفۃ الاتقیاء فی تحقیق افضل البشر بعد الانبیاء**
اور تیسرا حصہ **معرفۃ فرقۂ ناجیہ بین السنی و الشیعہ** عنقریب
ہدیۂ ناظرین ہوگا۔
انشاء اللہ تعالے ان رسائل کو مشاہدہ کرنے کے بعد ہر ایک حق پسند
منصف مزاج اسی امر کو معلوم کرلے گا کہ مسلمانون مین آپس کا اتفاق و اتحاد
کیونکر قائم ہو سکتا ہے اور دنیا مین ترقی اور آخرت کی نجات کا کیا ذریعہ ہی
واللہ المعین۔
نوٹ جن حضرات نے ان رسائل کی اشاعت مین چندہ سے امداد فرمائی ہے
اُنکی خدمت مین یہ رسالے ہدیۃً پہونچین گے۔ اور اُنکے غیرون سے پہلے حصہ کی قیمت
مع محصول ۸ر اور دوسرے و تیسرے حصہ کی قیمت ۸ر

التماس

مسلمانو غور کرنے کا مقام ہی کہ اسلامی دنیا کی کیا حالت ہی - اہل اسلام ترقی کے زینے سے پیچھے اور تنزلی اور پستی کے اعلے درجہ پر پہونچے ہوے ہین - آخر اسکا کیا سبب ہی - یہ بدیہی امر ہے کہ آپس کی نااتفاقی - خواص کو دیکھیے یا عوام کو ہر ایک مین مخالفت و مخاصمت اور ایک دوسرے کا معاند - دو دل مین اتفاق و اتحاد شاذ و نادر والنادر کالمعدوم ہر چند کہ قوم کے لیڈر و فرمان روان نے بہت کچھ تدبیر ترقی کی سوچی مگر حقیقی اسباب ترقی تک اُنکی فکر کی رسائی نہوئی - اور اُنکی ہمت کے ہاتھ کوتاہ رہے وہان تک نہ پہونچے اور اصلی ترقی کے اسباب کو چھوڑ بیٹھے - حضرات جب تک آپ اُس اصلی سبب ترقی کو اپنے مضبوط ہاتھوان سے نہ پکڑینگے ترقی کے ادنے زینہ تک نہ پہونچ سکین گے -

لہذا بکمال ادب سے عرض کرتا ہون توجہ فرمائین - اللہ جل شانہ نے تمپر اپنا یہ احسان فرمایا کہ اپنا حبیب و محبوب سرورِ عالم فخر آدم و بنی آدم صلے اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کو تمھاری ہدایت و رہنمائی کے لیے مبعوث فرمایا - اور بواسطہ اُنکے تمکو یہ ہدایت فرمائی واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا - اس سچی ہدایت سے ہمنے چشم پوشی اختیار کی - لہذا نتیجہ یہ ہوا جو پیش نظر ہے - ان اللہ لا یغیر ما بقومٍ حتی یغیّروا ما بانفسہم خداوند عالم نے ہمکو ہدایت فرمائی ہی اطیعوا اللہ و رسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا و تذھب ریحکم آج دیکھ لیجیے کہ آپس کی منازعت سے کیسی ہوا بگڑ گئی کہ نظر اغیار مین بھی ہم ذلیل و خوار ہین - مسلمانو خدا را نفس و ہوا کی قید سے اپنے تئین چھڑاؤ - خدا و رسول کے سچے دلدادہ و شیدائی مطیع و فرمان بردار بنجاؤ تو پھر تمھارے لیے دونون جہان کی عزت ہے -

اب ہم آپ کو توجہ دلاتے ہین اُن وسائل کی طرف کہ اگر اُنکو آپ اختیار کرین تو بیشک وہ منزل مقصود تک آپکو پہونچا دین - حضرات توجہ فرمائین کہ تمام کلمہ گو کا خدا ایک رسول ایک دین ایک قبلہ ایک - پھر فروعات کی بنا پر اسقدر مخاصمت کہ باپ بیٹے مین عناد - بھائی بھائی مین فساد - اے عزیزو تم اپنے فروعی اختلاف کو بآسانی سے